

بجای کتاب تصنیف حضرت
ابوالفدا اسماعیل بادشاه ملکاتیکار و ترجمه به هردوم

تاریخ ابوالفدا اردو جلد دوم

مطبوعه مطبع افغانی شهر امرتسر ملک پنجاب

در سال ۱۳۱۰ هجری مطابق سنه ۱۹۳۱ عیسوی

با اهتمام

نیاز علی خاں سوداگر تاجر کتب مالک

مطبع افغانی المشرعان بازار مکان نمبر ۱۱۵۵

منہاج البوالفدا اردو

انسان کو شرفِ جمعِ چو امانات پرخص عقل کے سبب ہے کیونکہ وہ عقل کے وسیع گہت امور مخفیہ و دیدہ کو معلوم کر کے ان کے فنیہ پر بینک پیدا کرتا ہے۔
کر لیتا ہے جس میں کچھ بنی فطرت اور دیگر مخلوقات کو ثابت پہنچتا رہتا ہے چونکہ یہ کام نامہ و ادب و نہایت مہلت طلب ہے اور عروہ طاقت بشری اس کے
متقابل میں بنیاد کم ہے اس وجہ سے نام مولا کا تجربہ و علم پر شخص بذاتِ خود نہیں کر سکتا بلکہ ایک مہرب کے اقوال و افعال کے وسیع شنیدہ نمونہ حاصل
کر کے بہت ترقی کر سکتا ہے چنانچہ اسی سبیل سے حکمت وجودہ و ترقی پر چکی اور اگر زمانہ کی تاب ہوا بھی ہے جیسا کہ کل فنیہ کا اکثر حصہ ہے۔

تنقید کی رفتار بجا میں ایسی تھی کہ نوجوانوں پر غصہ میں ایسی بڑی ترقی کی امید جو حواس نامہ کے خواب خیال میں بھی نہیں ہو رہی تھی۔ انسانوں کے تمام افعال و اقوال و رسوم و طریق معاشرت کی یادداشت آئندہ زمانہ کے انسانوں کی واسطے نہایت مفید و ضروری ہے۔ یادداشت تجربیات طبعیات کو علم حکمت اور حساب کے تجربات کو ہندسہ اور قدر و فلکیات کو علم طبیعت و نجوم کہتے ہیں۔ اس بیض ہر فن کے متعلق یادداشت کا کوئی نام منفر کیا جاتا ہے۔ ایک خاص علمی بلکہ کے اشخاص جو کمال عقل و طاقت بشری کی وجہ سے بہت لیگنہر غالب ہو کر کسی حصہ و ذیلیہ پر کچھ عرصہ کے لئے قابض و حاکم و پیشوا رہیں ان کے حالات کو علم تاریخ کہتے ہیں۔ چونکہ ایسے اعلیٰ درجہ لوگوں کے افعال و اقوال سے جنس انسان کو ہمیشہ نفع و فائدہ

اور ان کے حالات میں اور ان کے زمانہ کے اکثر حالات بھی معلوم ہو جاتے ہیں اس علم تاریخ کی ضرورت و فوائد کا اندازہ ہمیں ہو سکتا بشرطیکہ حالانکہ صحیح و قریب عقل نمونہ کے قابل ہوں لیکن غلط بیانیات کی تائید پر عکس نقصان ہو اس واسطے ہر ایک یہ ہم زمانہ کے لوگوں نے پیش کرتے علم تاریخ مختلف زبانوں میں تصنیف کی ہیں جن میں جو غزروں موجود ہیں اور ہزار ہا واسطے نایاب ہو چکے کہ جو غرض جابرین کی جہالت اور متعصبانہ افسانہ کے ظلم اور طول مانہ کے حوادث و افعال میں سے باطل نفع ہو گئی ہیں کتاب تاریخ ابوالخدا جو سہ گزشت عالم کا دریا اور مورخ فی وینی و ونوی کا رہا مفسر

اور اسکے دلپذیر اور باریک دیکھنے والے کو اگر غصہ، اُرج و مرج اور قوتِ ایمان ہو اور عزت و فخر کا سرشتیہ تحقیقات اسکی یک طرفہ پس منظر اور رویہ
و تعامل کا بعد ادا کرنا چاہیں اور اوقات ایسے جمع کر دیں جسکی میزان طاقوت میں موقوف نہیں اسکا نہایت صحیح و معتبر مفید عام کتابت اور کتابت
کے زبان عربی میں تصنیف ہوئی تھی اور نام اسکا **المختصر فی الاخبار البشریہ** رکھا گیا اور سلسلہ اویس فارسی زبان میں ترجمہ ہوا اسکا نام
خلاصۃ الاخبار رکھا گیا اور سلسلہ اویس مولوی کریم الدین لکھنؤ دارس شستر تعلیم شریف نے زبان اردو میں اسکا ترجمہ کیا اور نام اس کا

ریاض التجاربہ تاریخ الوفا دار کہا ایسے سال کے بعد درمیان ششہ جری نبوی مطابق سن ۱۰۱۸ء کو راقم نے اسکے بڑی محنت سے طبع کیا۔ پہلے کتاب تصنیف کی مولیٰ حضرت ابراہیم الدار حسین بادشاہ ملک قرہا کی جو جوانیت عادل غنی شفیق و عاقل فاضل علوم مختلفہ اور مصنف بہت سی کتب تواریخ و علوم مشہورہ و نادرہ و عجیبہ صنایع معینہ کا ہے۔ مدت و وزارت تک سلطنت کر کے ساٹھ برس کی عمر میں اپنی بیٹھکوں کو مطابق درمیان ششہ جری نبوی کے ملک شافعیہ میں ہی ملک تھا ہوئے۔ بادشاہ موصوف نے لاکھوں روپیہ کی خرچ اور سالہا سال کی محنت سے اسکے تصنیف کیا تھا کتاب کے دیباچہ میں

یہ سب نکات درج ہیں۔ یہ کتاب خطاب یا وجود الہیے اور صلاک ایسی نایاب بھی کہ قابلِ نذرانہ اسکے فوائد سے بے بہرہ ہے۔ ایمان کی کوشش و ترقی سے اس کی تین جلدیں چھاپی گئی ہیں جس قدر دان کو اسکا شوق ہو تو مؤخر فہمیت جانکر اترام سے بار سال قیمت و محصول کے طلبے مائیں جلد اول جس میں نزاع قدر پیدائش آدم سے زمانہ عرب بنو عمرہ تک کے صحیح ترتیب و حالات ہیں قیمت فی جلد عرصہ محصول ہم سال۔ جلد دوم جس میں پیدائش محمد الرسول اللہ کے زمانہ مولانیت ۱۲۰۰ ہجری تک کے صحیح مفصل ترتیب و حالات عجیب و غریب ترتیب و مفصل۔ جلد سوم جس میں

راحم
تیا ز علی خاں سودا گرتا جگر تب لک مطبع افغانی امرتسر

مختصر فہرست مضامین کتاب تاریخ ابوالخدا اردو جلد اول و دوم سوم کی

اور مختصر فہرست مضامین کامل کتاب کے شروع پر جدا شامل ہوگی

پہلی جلد کی فہرست کے برسر طے کے اخیر میں اول سالوں کی تعداد ہے جو زمانہ ماقبل سنہ ہجری نبوی کے گزرے ہیں۔

مضامین مختصر جلد اول

صفحہ کتاب

صفحہ ۱ سے ۶ تک

حالات حضرت بادشاہ مصنفہ عجیب کیفیت تالیف و تصنیف کتاب اہذا۔۔۔۔۔ صفحہ ۱ سے ۶ تک

مقدمہ کتاب علم تواریخ و اقوال مورخین کی تشریح و اختلافات کے باعث

و طریق مطابقت آئینہ قیاس و حساب۔۔۔۔۔ ۷ سے ۱۵ تک

دس اقسام سنہ ہام و ہاتوا م دنیا کا عجیب نقشہ اور طریق مطابقت و فوائد پر ایک

فصل پہلی تواریخ قدیمہ پیدائش حضرت آدم علیہ السلام تواریخ تک کے ترتیب و حالات

حضرات نوح و حضرت ہود و صلع اور اذکی اولاد و نسل و زمانوں کے حالات

حضرات ابراہیم خلیل اللہ و لوط و اسماعیل و اسحاق و یوسف علیہم السلام کے حالات

حضرات موسیٰ و یوشع و یونس و بنی اسرائیل اور اذکی بادشاہوں کے جملہ حالات

حضرات عیسیٰ ابن مریم و ذکر یاجوج و ماجوج اور ان کے زمانوں کے مفصل حالات

ترجمہ ہوز التوریت و کتاب سماویہ و ویرانی بیت المقدس و ہرادی سلطنت پر

فصل دوسری بادشاہان فارس کو چار طبقات اور ہر طبقہ کے سلاطین کے حالات

سکندر و فیلیس و ملوک طوائف و دیگر شاہان فارس کے حالات

فصل تیسری مصر کو فرعونوں اور یونان کو بادشاہوں اور روم کے قیصر کے حالات

فصل چوتھی آغاز سلطنت عربیہ ان کے سلاطین و قبائل و رسوم و اطرائس

و فصل پانچویں ممالک دنیا کو کل مذہب سوئم قبیلہ و جد کی پیدائش و غلبہ و حالات

مختصر فہرست مضامین جلد دوم

محمد رسول اللہ کی ولادت و پرورش اور نسب و مفصل و غیرہ تاریخی حالات

رسول اللہ کا تجارت ملک شام اور بی بی خدیجہ سے نکاح اور کمر تعمیر کویتہ اللہ

محمد رسول خدا کا رسالت پر مامور ہونا اور سب سے پہلے مسلمانوں کے جملہ حالات

قوم قریش کا مسلمانوں کو ایذا رسانی اور وفایا بوطالب بی بی خدیجہ اور ہجرت اول

شب سمرق اور ہجرت اول و دوم اور انصار و صحابہ کو ابتدائی حالات

ہجرت رسول اللہ و دوست اوقیہ اور نوازع سینہ مروجہ عالم کی شرح و مقابلہ

مسلمانوں کا ہمدردانہ عہد و تہذیب و تمدن و تہذیب و تمدن و تہذیب و تمدن

غزوات جنگ بدر ثانی و جنگ احد و جنگ بدر و دیگر جملہ حالات

جنگ خیبر و ہجرت رضوان و صلح قریش و بی بی عائشہ پر نہایت زنا

فتح مکہ معظمہ و رسول اللہ کے قاصدوں کا اطراف کے بادشاہوں کے پاس جانا

غزوات جنگ بنی حزمہ و جنگ حنین و طائف و تبوک و حج الوداع و غیرہ

وفات رسول خدا و تکفین و تجریر و عمر و عیسیٰ و اوصاف و اخلاق حضرت کی کل حالات

۱ سے ۷ تک

۸ سے ۱۰ تک

۱۱ سے ۱۵ تک

۱۶ سے ۱۹ تک

۲۰ سے ۲۳ تک

۲۴ سے ۲۸ تک

۲۹ سے ۳۲ تک

۳۵ سے ۴۷ تک

۴۸ سے ۵۳ تک

۵۴ سے ۶۰ تک

۶۱ سے ۷۰ تک

۷۱ سے ۷۵ تک

تاریخ ابوالخدا اردو جلد اول و دوم سوم کی

تاریخ ابوالخدا اردو جلد اول و دوم سوم کی

تاریخ ابوالخدا اردو جلد اول و دوم سوم کی

تاریخ ابوالخدا اردو جلد اول و دوم سوم کی

تاریخ ابوالخدا اردو جلد اول و دوم سوم کی

تاریخ ابوالخدا اردو جلد اول و دوم سوم کی

تاریخ ابوالخدا اردو جلد اول و دوم سوم کی

تاریخ ابوالخدا اردو جلد اول و دوم سوم کی

تاریخ ابوالخدا اردو جلد اول و دوم سوم کی

تاریخ ابوالخدا اردو جلد اول و دوم سوم کی

تاریخ ابوالخدا اردو جلد اول و دوم سوم کی

تاریخ ابوالخدا اردو جلد اول و دوم سوم کی

تاریخ ابوالخدا اردو جلد اول و دوم سوم کی

تاریخ ابوالخدا اردو جلد اول و دوم سوم کی

تاریخ ابوالخدا اردو جلد اول و دوم سوم کی

تاریخ ابوالخدا اردو جلد اول و دوم سوم کی

مطبوعہ مطبع افغانی امرتسر باہتمام نبیاز علی خاں تاجرتکب مالک مطبع مذکور

اصل عربی زبان سے تاریخ ابوالفدا کا ترجمہ اردو

جلد دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان ہے محمد مصطفیٰ کا

بیان ہے پیدائش محمد مصطفیٰ صلعم اور شرافت بیت طاہرہ آنجناب کا واضح ہو کہ محمد رسول اللہ صلعم کے والد کا نام **عبداللہ** ابن عبد المطلب ہے حضرت عبداللہ کی پیدائش اصحاب قبل کے آئیے پچیس برس پیشتر ہوئی تھی عبد المطلب ان کے باپ حضرت عبداللہ کو بہت پیار کرتے تھے اور باعث اس کا یہ تھا کہ یہ لڑکا ان کی اولاد میں سب سے خوبصورت اور پیار سا سیرت تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عبداللہ والد رسول اللہ صلعم بموجب ارشاد اپنے باپ عبد المطلب کے بطور مسافرت کہیں گئے تھے جبکہ مقام شہر کے پاس پہنچے تب قاضی پیغام اجل طاہر روح ان کا اس مقام سے بعالم بالا پروا کر گیا اور محمد مصطفیٰ ان ایام میں دو مہینے کے تھے بعض کہتے ہیں کہ حمل ہی میں تھے بہر تقدیر عبداللہ مذکور در میان مکان حارث ابن سراقۃ العدوی کے جو کہ عبد المطلب کا ماں تھا مدفون ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ در میان مکان نابذہ کے جو نبی بکار کا تھا اوہیں دفن کئے گئے۔ اور میراث میں انہوں نے پانچ اونٹ۔ ایک لونڈی جملہ مساقہ برکت جبکہ کینیت ام ایمن ہے چنے رسول مقبول کو گود میں کھلایا تھا اچھوڑتی تھی۔ اور والدہ رسول مقبول کی جو کہ عبداللہ بن عبد المطلب کی بیوی تھی

نام **آمد** ہے۔ یہ آئینہ بی بی **ہدیب** بن عبد شمس بن قہتر بن کلاب ابن مرہ۔
 بن کنین بن لوی۔ بن غالب بن فہر کی۔ اس قبیل کا نام قریش بھی جو عبد المطلب نے وہب مذکور سے جو
 بنی زہر کا سرور تھا خواہش کر کے اپنی بی بی عبد اسد کی شادی کی تھی اور اس سے محمد مصطفیٰ صلی علیہ وسلم پیدا ہوئے اور اسی قبیل
 تاریخ رجب الماولیٰ کو درمیان اوس سال کے جب صحابہ خلیل نے کعبہ پر پڑ پائی کی تھی پیدا ہوئی اور اسی قبیل
 بنی بکر نے نصف ماہ محرم ۱۱ گزشتہ کو شیروانی کے اوس سال میں کہیں میں تعمیر خرابیاں ہوتے آئے۔ اور قبیلہ
 اسکنہ کو دارا پڑا ٹھہر گیا اسی برس گذر چکے تھے اور ابن اسطنت تخت نشین کیا کہ بزرگ ترین امیر عرب بنی قریظہ
 کنان بن لوی بنی قریظہ کی بزرگ تھی الشافعی کی تصنیف ہے لکھتا کہ قریش میں مردانہ عجم کے اوکی جد بزرگوار ایک زوجہ کر کے
 تمام قریش کی دعوت کی۔ جب سب قریش جمع ہوئے اوس وقت کہنے لگو کہ اسے عبد المطلب جس وقت کے
 کی خاطر تو نے ہماری فیضیت کی ہے اوس کا کیا نام رکھا اُس نے جواب دیا کہ میں اوس کے کا نام **محمد**
 رکھا ہے قریش بولے کہ اپنے کہنے کے ناموں پر نام نہ رکھا۔ عبد المطلب نے در جواب اوس کا یہ بیان کیا
 کہ افظ محمد کے معنی ہیں سراپا گویا اس نے یہ نام رکھا تاکہ خدا آسمان پر اور زمین پر اور ہر جگہ کی حکمران
 اور ہر ایک کے مہذب سے محمد کے۔ روایت ہے حافظ ابی بکر مذکور سے یہ روایت حضرت عباس
 تک پہنچی ہے حضرت عباس فرماتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ ناف بریدہ اور مختار پیدا ہوئے تھے۔ یہ حال
 عبد المطلب دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ امر یہ سب میرے بیٹے کی عزت اور توقیت پر دلالت
 کرتا ہے۔ روایت کی ہے حافظ مذکور سے جسکی سند مخدوم بن ہانی الحنفی نکلتی ہے وہ اپنے باپ
 کی زبانی روایت کرتا ہے کہ جبکہ رسول مقبول اس جہان میں پردہ سکھ سرجا ہوا ہوا ہوئے اوس وقت
 کسریٰ کے محل کو ایسی حرکت ہوئی کہ اوسکے چوہ گنگورہ گر پڑے۔ اور وہ آگ فارس کی جو ہزار برس سے
 جلتی تھی اور کبھی افسردہ نہ ہوئی تھی یکبارگی ٹھنڈی ہو گئی اور بحیرہ ساوہ کا پانی سوکھ گیا۔ اور
 موبدان قاضی فارس کے ایک خواب میں ایک کونی عربی گھوڑا ایک شتر قونی کو لپیٹے ہوئے لے جاتا ہے اور
 ہر وجہ ٹوٹ کر تمام اوسکے بلاد میں پھیل گئی ہے بوقت صبح کسر بہت مضطرب مریقہ رہا ابالی یہ
 کیا خواب ہے چنانچہ اسے موبدان قاضی فارس سے دریافت کیا۔ اس قاضی کو آئندہ شے ہونے والی
 کا بی علم تھا اوسے سوچ بچار کہ کہا کہ جہان پناہ نبیر اس خواب کی یہ معنوم ہوئی ہے کہ کوئی شخص عرب کے
 ملک میں دشمن پیدا ہوا ہے اوسکے ظہور کی یہ بشارت ہے یہ سنکر مری نے ایک مرتعہ

بن المتذر کو لکھا۔ اس نامہ کا مضمون یہ ہے کہ بعد حمد و صلوة کے واضح ہو کہ کوئی شخص عالم و فاضل عرب سے اس طرح کا جو میں اس سے سوال کروں وہ میری تشفی کر دے میرے پاس روانہ کر دو۔ نمان نے عبدالمسیح بن عمرو بن حنّان الغسانی کو بھیج دیا اس کے سامنے کسریٰ نے سرجاں خواب کا اور محل کا ہلنا۔ اور کنگروں کا گر جانا بیان کیا اور کہا کہ اس کا جواب شافی مجھ کو دو۔ اس نے عرض کی کہ جہاں پناہ میرا ماموں مسیح بن سلیم جو نوح شام میں رہتا ہے اس کو اس علم میں بھارت نامہ ہے۔ کسریٰ نے حکم دیا کہ پناہ اس کے پاس جا کر سب بیان کر دو جو تاویل و تعبیر وہ بیان کرے اس کی جلد اطلاع کرو۔ چنانچہ عبدالمسیح بارادہ ملاقات سلیم ملک شام میں گیا مگر افسوس کہ جب اپنے ماموں سلیم کے پاس پہنچا وہ حالت نزع میں تھا۔ اس نے جا کر سلام کیا اور مزاج پرسی کی وہ مطلق جواب نہ دیا کہ تب عبدالمسیح نے چند شعر در باب ناکامی اور عدم مقصود براری کے پڑھ کر سنائے سلیم نے وہ شعر سن کر آنکھیں کھوکھو کر دیں تب عبدالمسیح نے کہا کہ میں شتر تیز رفتار پر سوار ہو کر آپ کی ملاقات کی واسطے آیا تھا اور مجھ کو بادشاہ بنی ہاشم نے یہ سبب حرکت کرنے اس کے ایوان کے اور سرد ہو جانے ان گناہ کے واسطے تعبیر خواب موبدان کے بھیجا ہے اس نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ کوئی عربی گھوڑا شتر تیزی کو کھینچے ہوئے لے جاتا ہے اور نہر و جملہ اٹ کر تمام اس کے شہروں میں پھیل گئی ہے۔ لیکن یہ سب شامت خاں کے آپ سے ملاقات اس وقت نہ ہو کہ آپ کوئی دم کے ہماں ہیں اس نے کہا عبدالمسیح جبکہ فرضہ بہت ہو گئے تب ڈانٹنے والا پیدا ہوا اس واسطے آگ فارس کی بجھ گئی اور نہر سماؤ۔ اور بحیرہ سآہ دونوں کا پانی سوکھ گیا اب ملک شام نہ نیر از میرا۔ اسی کے خاندان کے بادشاہ اور بادشاہزادیاں راج کر تھیں۔ اور جو آئیواللہ بیٹک آویگا۔ یہ لکھ کر سلیم مر گیا۔ اور عبدالمسیح نے کسریٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر جو اس نے کہا تھا سب سنایا۔ رادہ کہتا ہے کہ میرے سامنے کی بات ہے کہ چوڑا بادشاہ ہوئے اور ایسا انقلاب عظیم اس عرصہ قبیل میں ہوا کہ کہا نہیں جاتا چنانچہ دس بادشاہ نو چار برس کے عرصہ میں حکومت کر چکے تھے کتاب عقد میر کہ سلیم نر آد بن معد بن عدنان کے زمانہ میں موجود تھا جسے میراث کی تقسیم دریاں بنی نزار کے کی تھی۔ مراو بنی نزار سے مضر اور اس کے بھائی ہیں۔ درباب شرافت جناب رسول خدا اور اہل بیت جناب کی روایت ہے حافظ بیہقی سے اس کی سند حضرت عباس رضی اللہ عنہما پہنچی جو حضرت عباس فرماتے ہیں کہ ایک روز بیٹے پیغمبر خدا صلیم سے عرض کی کہ قریش جب آپس میں ملے

ہیں تب بہت بلباش ہو کر ہنسی و خوشی سے ملتے ہیں۔ اور یا حضرت جب ہم سے ملتے ہیں تو منہ بنا لیتے ہیں یہ بات سن کر جناب رسول خدا صلم کو بہت غصہ آیا اور آپ نے ارشاد کیا کہ قسم ہے اوس شخص کے جسکے ہاتھ میں جان ہو محمد کی کہی وہ شخص مومن ہوگا جب تک محبت خالصا واسطے اللہ کے اور رسول کے ذکر کیا۔ ایک ایت حضرت عمرؓ سے ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم چند شخص رسول اللہ کے صحن خانہ میں کھڑے تھے ایک عورت وہاں سے گذری کسی نے کہا کہ یہ عورت پیغمبر خدا کی بیٹی ہے ابوسفیان کہنے لگا کہ محمد بنی ہاشم میں ایسے ہیں جیسے پھول درمیان خوشبو کے۔ یہ بات وہ عورت سنتی ہوئی چلی گئی اوس نے جا کر رسول اللہ صلم کو سب باتیں سنائیں۔ آپؐ سن کر خفا ہوئے اور غصہ میں بھرے ہوئے باہر آئے اور آپؐ نے ارشاد کیا کہ افسوس ہے اون لوگوں پر جنکی مجھ تک باتیں پہنچی ہیں۔ سنو خدا تعالیٰ سات آسمان پیدا کر کے جو ان میں سب بلند تھا اوسکو پسند کیا۔ اور اون آسمانوں میں جسکو اپنی پیدائش سے چاہا بسایا۔ پھر دنیا پر اپنی پیدائش پیدا کی۔ اور اون میں سے آدمیوں کو برگزیدہ کیا اور پسندیدہ بنایا۔ پھر تمام آدمیوں پر عرب کو شرافت دی۔ اور عرب میں خصوصاً قبیلہ مضر کو برگزیدہ کیا۔ اور اوس قبیلہ میں سے خاص قریش لوگ بزرگ بنائے۔ اور قریش میں سے بنی ہاشم اور تمام بنی ہاشم میں سے مجھ کو پسند کیا۔ اس روایت سے شرافت جناب رسول خدا کی اظہار من الشمس ہے اور ایک روایت حضرت عائشہؓ سے بھی ہے۔ وہ فرماتی ہیں سنا میں نے رسول خداؐ سے اونکو حضرت جبریلؑ نے کہا کہ اے محمد صلم میں تمام زمین مشرق مغرب تک پھرا ہوں کوئی قبیلہ یا قوم یا خاندان بنی ہاشم سے بہتر میں نہیں پایا۔

بیان ہے پیغمبر خدا صلم کے نسب کا

لر واضح ہو کہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کا حال ہم لکھ چکے ہیں یعنی جو لوگ کہ پیغمبر خداؐ کے نسب نامہ میں داخل ہیں اون کا نام اور جو خارج ہیں اون کا نام بھی مذکور ہو چکا ہے اب ہم نسب نامہ جناب رسول خداؐ کا علی التواتر اور پے ہم ایک طرف ذکر کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ابوالقاسم محمدؐ بیٹا عبد اللہ کا۔ وہ بیٹا عبد المطلب کا وہ بیٹا ہاشم کا۔ وہ

بیٹا عبد مناف کا۔ وہ بیٹا قحطی کا۔ وہ بیٹا کلاب کا۔ وہ بیٹا مہرہ کا۔ وہ بیٹا کلب کا۔ وہ
 بیٹا لوی کا۔ وہ بیٹا غالب کا۔ وہ بیٹا فہر کا۔ وہ بیٹا مالک کا۔ وہ بیٹا نضر کا۔ وہ بیٹا کنانہ کا
 وہ بیٹا خزیمہ کا۔ وہ بیٹا مدرکہ کا۔ وہ بیٹا الیاس کا۔ وہ بیٹا مضر کا۔ وہ بیٹا نزار کا۔ وہ بیٹا
 معد کا۔ وہ بیٹا عدنان کا۔ معلوم رہے کہ نسب رسول خدا کا عدنان تک بالانفہاق ہے اس
 میں کچھ گفتگو نہیں۔ اور یہ بیشک ہے کہ عدنان حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اولاد
 سے ہیں لیکن وہ پیشتر جو کہ درمیان عدنان اور اسماعیل علیہ السلام کے ہیں اونکی تعداد میں اختلاف ہے
 بعضوں نے چالیس آدمی شمار کئے ہیں اور بعضے سات کہتے ہیں اور ام سلمہ یعنی زوجہ
 رسول اللہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ یوں فرماتے تھے کہ عدنان بیٹا ہزارہ کا۔ اور وہ بیٹا
 ہے زید کا۔ وہ بیٹا برا کا۔ وہ بیٹا ہے اعراق الثری کا۔ اسلئے ام سلمہ نے فرمایا ہے کہ ہنسے۔ اور برا
 بنت۔ اور اسماعیل۔ اعراق الثری یہ پیچھے سے بڑھائے گئے ہیں اور بیقی نے بول ذکر کیا ہے
 کہ عدنان بیٹا ادو کا۔ وہ بیٹا المقوم کا۔ وہ بیٹا ناحور کا۔ وہ بیٹا نوح کا۔ وہ بیٹا ابرہ کا۔ وہ
 بیٹا شیب کا۔ وہ بیٹا نابت کا۔ وہ بیٹا اسماعیل کا۔ وہ بیٹا ابراہیم خلیل اللہ کا۔ اب ہم وہ بیان
 کرتے ہیں کہ جو ان نسب کے درمیان شجرۃ النسب کے ذکر کیا ہے اور وہی مذہب مختار ہے وہ
 یہ ہے کہ عدنان بیٹا ادو کا۔ وہ بیٹا ادو کا۔ وہ بیٹا الیسع کا۔ وہ بیٹا الیسع کا۔ وہ بیٹا سلمان کا
 وہ بیٹا حمل کا۔ وہ بیٹا قینا کا۔ وہ بیٹا اسماعیل علیہ السلام کا۔ درمیان ابراہیم کے اول جلد میں بیان
 ہو چکا ہے اور سکے اب پھر ذکر کرنیکی کچھ حاجت نہیں۔ بیقی بیان کرتا ہے کہ ہمارا استاد ابو عبد اللہ
 کہنا تھا کہ نسب رسول اللہ کا عدنان تک صحیح ہے۔ اور ماوراء عدنان کے غیر معتبر ہے۔

بیان دودہ پلانے رسول اللہ صلعم کا

مخفی نہ رہے کہ دایہ اول رسول خداؐ جنے بعد حضرت کی والدہ کے دودہ پلایا اور اسکا نام ثویبہ
 ہے۔ یہ ابی لبیک کے بیٹے رسول اللہ صلعم کے چچا کی کنیزک تھی۔ اس لوٹدی کے ایک بیٹا سسئی
 سرورح۔ اور اسکا دودہ رسول خداؐ کے چچا حضرت حمزہ کو اور اباسلمہ ابن عبد الاسد مخزومی
 کو پلایا کرتی تھی۔ اسلئے یہ دو شخص بغیر خدا کے رضاعی بھائی تھے۔

بیان دودہ پلانے دا یہ حلیمہ سعیدہ کا رسول خدا کو

پوشیدہ نہ رہے کہ عرب کا دستور یہ تھا کہ بدوی عورتیں تنے جنگل کی رہنے والیاں درمیان مکہ معظمہ کے دودہ پلانے کی تلاش میں آیا کرتی تھیں چنانچہ اسی عادت قدیمہ پر چند عورتیں بخوابش دودہ پلانے کے مکہ میں آئیں سب کے بچے واسطے پرورش کے لئے مگر داہ حلیمہ کو کوئی بچہ سوا محمد کے نہ ملا بات یہ ہے کہ رسول خدا اولن لایم میں بنیم تھے اسلئے کوئی داہ اور نکودودہ پلانا اختیار نہ کرتی تھی کیونکہ وہ اپنے بھلے کی امید لڑکوں کے باپ سے رکھا کرتی تھی اور جو عورت خود راندہوتی تھی اور سکو جانا کرتی تھیں کہ یہ کیا سلوک کریگی لیکن داہ حلیمہ بنت ابی ذویب بن الحارث السعدیہ حضرت کی والدہ سے اپنی آمنہ سے آپ کو لیکر دودہ پلانا شروع کیا اور اپنے ہمراہ اونکو لئے ہوئے ماویہ بنی سعد کو جہاں وہ رہتی تھی چلی گئی۔ خدا تعالیٰ نے اس عورت کو ایسی برکت بخشی کہ کبھی اوسکو ایسی فراغت نصیب نہ ہوئی تھی۔ جب آپ نے دودہ چھوڑ دیا۔ تب ایک روز حضرت کو مکہ میں لائی۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ سے درخواست کی کہ حضرت کو نائین بلوغ میں سے پاس رہنے دے کیونکہ یہ لڑکی اس لڑکے سے کمال الفت میں اور مکہ میں وبا کا بہت زور شور رہتا ہے جب حضرت کی والدہ نے دیکھا کہ کسی طرح چند مہینے چھوڑ لی اور انہوں نے بھی اجازت دیدی وہ داہ حضرت کو ہمراہ لیکر ماویہ بنی سعد کو پھر گئی حضرت نے اوس داہ کے پاس رہنا اور پرورش پانا شروع کیا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلیم اپنے بھائی رضائی کے ساتھ جنگل میں گئے تھے کہ ناگاہ وہ داہ حلیمہ کا بیٹا اپنی ما کے پاس مضطرب آیا اور آکر کہنے لگا کہ اوس لڑکے قمرشی کا دو آدمی سفید کپڑے والوں نے لٹا کر پیٹ پھاڑ ڈالا۔ یہ خبر داہ حلیمہ منکر مہد اپنے خاوند کے مضطرب حال بھائی گئی وہاں جا کر جو دیکھا تو حضرت صبح سالم کھڑے ہیں بروقت استغفار کے حضرت نے بیان کیا کہ دو آدمی آئے تھے اور انہوں نے لٹا کر میرا پیٹ پھاڑ ڈالا تھا۔ حلیمہ کا خاوند بولا کہ میں تو یہ جانتا ہوں کہ اس لڑکے کو جنون ہو گیا ہے تو اوسکو ہمراہ لیجا کر اوسکے کنبے میں چھوڑ آ۔ داہ حلیمہ کو بھی خوف ہوا۔ حضرت کو اپنے ہمراہ لیکر انکی والدہ آمنہ کے پاس آئی حضرت کی والدہ نے ارشاد کیا کہ آج تیرے دل میں کیا مہر آئی جو تو میرے بیٹے محمد کو اپنے ساتھ بارادہ چھوڑ جانے کے لالی بچھو تو

اس لڑکے سے نہایت محبت تھی۔ دایہ حبیبہ نے سب حال بیان کیا۔ آمنہ نے فرمایا تو جھوٹی ہے اسکو نہ جنون ہے نہ کوئی دیو چٹا ہے نہ کوئی شیطان کو ادھر دخل ہو سکتا ہے کیونکہ میرا بیٹا ایسا ہی رتبہ والا ہے۔ رضاعی بھائی حضرت کے یہ ہیں۔ عبد اللہ۔ اور انیسہ۔ اور جذابہ جو کہ وصوۃ الصفا سیبہ اپنے کے تھی۔ یہ تینوں لڑکے دایہ حبیبہ سر پہ کے پیٹھے اور حارث بن عبد العزیٰ کے تخم سے تھے اور یہ حارث مذکور رضاعی والد پیغمبر خدا کا ہے۔ جن آیام میں کہ پیغمبر خدا صلعم حضرت خدیجہ سے نکاح کر لیا تھا اون آیام میں دایہ حبیبہ اونکے پاس آئی تھی اور کہنے لگے کہ یہ سب فحاشا سالی کے ہم لوگ بہت تنگ ہیں حضرت نے یہ حال اپنی بیوی خدیجہ سے بیان کیا اوس نے چالیس گوسفند اوسکو دیں۔ اور ایک فحہ دایہ حبیبہ سے اپنے شوہر حارث مذکور کے بعد نبوت رسول خدا صلعم کے آئے تھے اور وہ نبی شرف اسلام شرف ہو کر چلے گئے تھے جبکہ دایہ حبیبہ حضرت کو انکی والدہ کے سپرد کر گئی تب جناب سول مقبول نے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں رہنا شروع کیا جب اونکی عمر چھ برس کی ہوئی اوسوقت یکبارگی یہ حادثہ عظیم برپا ہوا کہ حضرت کی والدہ درمیان ایک کانوں ابواس کے جو درمیان مکہ اور مدینہ کے قریب قذان کی ہے بقضنا ورضنا الہی فوت ہوئیں اور اونکے اس جائیکہ یہ سبب تھا کہ آمنہ انہی بہائیوں سے جو قبیلہ بن عدی بن النجار سے ہیں حضرت کی ملاقات کر دینے کو آئی تھی بعد مراجعت کے راہ میں انتقال فرمایا۔ بعد ازاں حضرت کو اونکے دادا عبد المطلب پرورش کرتے رہے بعد دو برس کے وہ بھی گذر گئے۔ اوسوقت حضرت کی عمر آٹھ برس کی تھی یہ حضرت کے چچا ابو طالب بن عبد المطلب خیر گبر حضرت کے ہوئے ابو طالب حقیقی بھائی عبد اللہ والد رسول اللہ کا تھا ذکر ہے کہ ایک دفعہ ابو طالب پیغمبر خدا کو اپنے ہمراہ ملک شام کی طرف کسی تجارت میں لے گئے تھے جبکہ شہر بصرہ میں داخل ہوئے یہ وہ شہر ہے جو شام میں واقع اور یہ وہ بصرہ نہیں جو عراق کا ایک مشہور شہر ہے تب عمر حضرت کی تیرہ برس کی تھی۔ اس شہر میں عبد المطلب کی ملاقات ایک راہب سمی بکیر سے ہوئی اوس راہب نے ابو طالب سے کہا کہ اس لڑکے کو بحفاظت تمام اپنے ہمراہ لیکر اوٹا چلا جا اور یہودیوں سے ڈرنا رہے ایسا نہ ہو کہ اس بچہ کو مار ڈالیں۔ کیونکہ یہ تیرا بھتیجا ہو رہا ہے۔ چنانچہ ابو طالب نے حضرت کو اپنے ہمراہ لے کر بعد فراغ تجارت کے مکہ کو مراجعت کی کہ جب پیغمبر خدا جوان ہوئے اوسوقت کے یہ اوصاف

ادائے ہیں کہ صاحب مروت اور ذی حلم اور سب آدمیوں سے زیادہ نصیح اور سچے اور امین اور پیار سا دایہ تھے کہ آپ کے ہم عمروں میں اور کوئی شخص ایسا نہ تھا چنانچہ تمام قوم میں حضرت بہت بڑے امین مشہور تھے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسے امور صالحہ اور نیک چلن اول میں جمع کئے تھے کہ نسب میں عزیز اور مکرم تھے۔ جبکہ ایک لڑائی درمیان قحار اور قریش کے بیٹے حضرت کے چچا سے جو ہوئی تھی اور سوقت حضرت کی عمر چودہ برس کی تھی۔ یہ ایک لڑائی درمیان قریش کی۔ اور کنانہ اور ہوازن کی ہوئی تھی۔ فجاء اس واسطے کہتے ہیں کہ قوم ہوازن نے حرم کی ہتک عزت کی تھی اسوقت سے اونکو فجا کہا کرتے تھے اس جنگ میں اول حملہ قریش اور کنانہ پر ہوا۔ بعد ازاں قوم ہوازن پر ہوا مگر فتح قریشوں کی ہوئی ۱۰

بیان اوس سفر کا جو حضرت نے واسطے سوداگری خدیجہ بنت خویلد کے کیا تھا

واضح ہو کہ حضرت خدیجہ خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قیس بن کلاب کی بیٹی ہے یہ سوداگری بڑی بڑی عزت والی اور بڑی مال دار قوم قریش میں تھی جبکہ اوس نے زبانی لوگوں کے یہ سنا کہ محمد مصطفیٰ بہت سچے اور امین آدمی ہیں حضرت کو بلا کر اون سے کہا کہ آپ میرے واسطے ملک شام کو بطور تجارت تشریف لیجائیے اور ہمراہ اپنے میر غلام بیسرہ لیجئے۔ منظور فرمایا۔ اور جو اسباب اس جاسے لا کر لے گئے تھے جاتے ملک شام میں بیچ ڈالا۔ اور اوسکے عوض اور خرید کر کے مکہ منظرہ کو مراجعت فرمائی۔ چنانچہ معاً اسباب معمولہ ملوکہ خدیجہ کے ہمراہ اسی غلام کے مکہ میں تشریف لائے اوس غلام نے جو کرامتیں وہاں دیکھی تھیں سب اپنی محذومہ کے سامنے حرف بھرت بیان کیں اور کہا کہ اکثر ایسا دیکھنے میں آیا کہ بوقت شدت گرما دوپہر کے وقت دو فرشتے جناب سالت ماب کو سایہ کر لیتے تھے۔ بیوی خدیجہ نے یہ باتیں سن کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست اپنے نکاح کی کی۔ حضرت نے بوض مہربان اونٹ کے بیوی خدیجہ سے نکاح کر لیا یہ عورت اول زوجہ رسول مقبول کی تھی تاہیں حیات اس بیوی کے حضرت کا نکاح دوسری کسی بیوی سے نہیں ہوا اور وقت نکاح حضرت خدیجہ کی عمر پندرہ سال کی تھی ۱۱۔ اور بیوی خدیجہ کی

چالیس برس کی تھی اور وہ بیوی بیوہ تھی تمام پیغمبر خدا کی بیویوں میں سوا عایشہ صدیقہ کے کوئی باکرہ نہ تھی اور یہ خدیجہ اول سب سے پیغمبر خدا پر ایمان لائی ہیں بعد ان کے نبی ہونے کے دس برس تک آپ کی صحبت میں رہیں اور تین برس قبل ہجرت پیغمبر خدا کے حضرت بیوی خدیجہ نے وفات پائی

بیان ہے تعمیر کعبہ کا جو پہ کرئہ سے قریش کی ہے

کہتے ہیں کہ بعد وفات اسمعیل کے اونکا بیٹا نابت متولی خانہ کعبہ ہوا اسکے بعد جرہم کیونکہ عامر بن المھارث جرہمی کہتا ہے کہ ہم لوگ بعد نابت کے خانہ کعبہ کے متولی ہوئے اور ہم لوگ اس خانہ بزرگ کا طواف کیا کرتے تھے جس حال میں کہ کوئی مکہ میں رہتا تھا ہم وہاں رہا کرتے تھے مگر گردشات زمانہ اور بد نصیبی نے ہمو ہلاک کیا کیونکہ جرہم نے خدا سے بغاوت اختیار کی اور سب محارم کو حلال جان لیا اس واسطے وہ ہلاک ہوا اور پہر خانہ کعبہ کا متولی قبیلہ خزاعہ ہوا۔ اونکے بعد قریش ہوئے جبکہ قریش لوگ خانہ کعبہ کے متولی ہوئے اونکے وقت یہ تجویز ہوئی کہ خانہ کعبہ کو بلند بنانا چاہیے اسلئے اون لوگوں نے بنار اول کو سمار کر کے پھر نئے سے تعمیر کرنی شروع کی جبکہ حجر الاسود تک تعمیر پہنچی اس وقت تمام قبائل عرب میں اختلاف ہوا کیونکہ ہر ایک قبیلہ یہ سبب عزت اور بزرگی حجر الاسود کے خواہاں اس بات کا تھا کہ میں حجر الاسود کو اسکے مقام پر رکھوں آخر میں یہ تجویز ٹھہرائی کہ کل کے روز بوقت صبح اول سے جو شخص حرم کے دروازہ سے یہاں آوے اوکو حکم اور منصف بناو وہ شخص جسکو حکم کرے وہ اس حجر کو اسکے مقام پر رکھے پیغمبر خدا اول سے حرم کے دروازہ کو آئے حضرت کو سب نے حکم بنایا حضرت نے یہ حکم دیا کہ ایک چادر مضبوط بچھا کر اوپر حجر الاسود رکھ کر ہر ایک قبیلہ ایک کونہ اس کپڑے کا پکڑ کر برابر اوٹھاؤ تاکہ سب مساوی رہیں۔ سب کو یہ رائے پسند آئی چنانچہ یونہی کیا حضرت بروقت پہنچے حجر الاسود کے اسکے موضع پر اپنے ہاتھ سے وہ پتھر اسکے مقام پر رکھا بعد ازاں تعمیر چوکی اور کعبہ شریف طیار ہو گیا پہناوا ان لوگوں کا اس وقت میں یہ تھا کہ کتان کے کپڑے سفید مصریوں کے طور پر پہنا کرنے تھے بعد ازاں چادروں کا رواج شروع ہو گیا مگر سب سے اول حجاج ابن یوسف نے چادر پہنی ہے اس وقت عمر حضرت کی جبکہ قریش نے آپکو حکم اور منصف بنایا تھا پینتیس برس کی تھی یعنی پانچ برس سن بیشتر رسالت سے یہ معاملہ ہوا

بیان ہے رسول ہوئے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا

واضح ہو کہ محمد مصطفیٰ چالیس برس کی عمر میں عہدہ رسالت پر ممتاز ہو کر خلق اللہ کو ہدایت فرمانے لگے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے شریعت ناسخ عنایت فرمائی جس سے تمام شرائع ماضیہ کو منسوخ کر دیا۔ ابتداء رسالت میں جناب سرور کائنات کو رب و باد صافہ دکھلائی دیا کرتے تھے۔ اور چونکہ جناب سرور خدا تعالیٰ کو بہت دوست رکھتے تھے اور خدا تعالیٰ ان کو چاہتا تھا اسلئے درمیان جبل حراء کے ہر سال میں ایک مہینہ مراقبہ و خلوت فرماتے تھے۔ چنانچہ اوس عادت قدیم پر پیغمبر خدا جس سال میں کہ رسول ہوئے درمیان ماہ مبارک رمضان شریف کے جبل حراء کو واسطے اعتکاف کے مولا بلخانہ کے تشریف لے گئے۔ جبکہ وہ رات آئی جس میں خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کو خلعت فاخرہ رسالت کا پہنایا اور اس رات کو یہ واردات ہوئی کہ حضرت جبریل اپنے پیغمبر خدا کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ اقرأ یعنی پڑھ۔ آپ نے ارشاد کیا کہ میں کیا پڑھوں حضرت جبریل نے فرمایا کہ اقرأ باسم ربک الذی خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرام الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم۔ چنانچہ حضرت نے بموجب شائد کے یہ پڑھا ترجمہ پڑھو ساتھ نام پروردگار اپنے کے جس نے پیدا کیا آدمی کو جسے پڑھو۔ پڑھو اور پروردگار تیرا بہت کریم کریم والا ہے۔ جیسے سکھایا ساتھ فلم کہے سکھایا آدمی کو جو کچھ نہیں جانتا۔ بعد ازاں جب نبی پہاڑ میں تشریف لے گئے اور وقت آسمان سے یہ آواز آئی کہ اے محمد تو رسول ہے اللہ کا اور میں جبریل ہوں۔ حضرت نے جبریل کو اوس مقام پر کھڑے رہ کر خوب ملاحظہ کیا۔ پھر محمد مصطفیٰ بیوی خدیجہ کے پاس آئے حضرت نے حوش ابرہہ کیا تھا وہ سب جال بیان کیا۔ بیوی خدیجہ کہنے لگے کہ تمہیں مجھ کو اوس شخص کی جیسے ہاتھ میں خدیجہ کی جان ہے میں امید رکھتی ہوں اور بہت خوش ہوں اس بات کے کہ آپ اس امت کے نبی ہو و میں چنانچہ بیوی خدیجہ۔ ورفہ ابن نوفل اپنے چچا زاد بھائی کے پاس جیسے کہ کتابوں کو خوب پڑھتا تھا اور یہودیوں اور عیسائیوں سے حضرت کی نبوت کی خبر جانتا تھا تشریف لے آئے اور سب جال ان کی محمد مصطفیٰ کا اوسے بیان کیا۔ ورفہ نے کہا سبحان اللہ اے خدیجہ قسم ہے مملو خدا تعالیٰ کی اگر توفیق ہی ہے تو اللہ وہ راز و راز جو مثل موسیٰ ابن عمران کے ہے۔ بیشک یہ ظاہر

ہوا اور وہ امت کا نبی ہے حضرت خدیجہ نے یہ حرفِ کفر پیغمبرِ خدا سے بیان کیا کہ ورنہ یوں کہتا ہو جبکہ پیغمبرِ خدا اعتکاف پورا کر چکے تھے کعبہ کے طواف کو تشریف لے گئے اور ایک ہفتہ تک حضرت طواف میں رہے۔ بعد ازاں گھر کو تشریف لائے پھر حضرت پر متواتر وحی کا آنا اور نازل ہونا شروع ہوا۔ سب سے اول بیوی خدیجہ مسلمان ہوئیں اس واسطے اس بیوی کی بزرگی حدیثِ صحیحہ میں ثابت ہے چنانچہ رسول اللہ فرمایا ہے کہ مردوں میں سے بہت مرد نازل ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں سوا چار عورتوں کے کوئی کامل نہیں ہوئی یعنی آسیہ جو رد فرعون کی، مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، جو فحی فاطمہ بنت محمدؐ۔

بیان ہے اوس شخص کا جو سب سے اول مسلمان ہوا

ماضی ہو کہ جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اول ایمان لانے اور مسلمان ہونے میں سب کو اختلاف نہیں مگر اختلاف اونکے بوری میں ہے کہ بیوی خدیجہ کو بعد کون اول ایمان لایا۔ صاحبِ سیرۃ اور بہت اہل علم بیان کرتے ہیں کہ مردوں میں سے اول حضرت علی ابن ابی طالبؑ برس کی عمر میں سب سے اول مسلمان ہوئے اور پچھلے دنوں برس کی عمر بیان کرتے ہیں۔ اور ایک قول سے گیارہ برس کے شابت سے قبل مسلمان ہونے کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیغمبرِ خدا ص کے گھر تشریف لے گیا کرتے تھے تفصیل اس حال کی یہ ہے کہ جبکہ عرب میں قحط پڑا اور سقوت ابوطالب بہ سبب کثیر العیال ہونے کے بہت تنگ تھے محمد مصطفیٰؐ نے اپنے چچا جبرائیلؑ سے یہ کہا کہ آپ کا بھائی ابوطالب چونکہ کثیر العیال ہے آپ ہمراہ میرے تشریف لے چلے ہم دونوں اونکو ملکا کر دیں اور اس کے بوجھ کو تقسیم کر لیں چنانچہ حضرت عباسؑ اور پیغمبرِ خدا تشریف لے گئے اور ابوطالب سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کا بوجھ ہلکا کریں ابوطالب نے کہا کہ فقیر کو میرے پاس رہنے دو اور جسکو چاہو لیاؤ پیغمبرِ خدا نے حضرت علیؑ کو لیا۔ اور حضرت عباسؑ نے حضرت جعفرؑ کو اپنے ہمراہ لیا۔ اس واسطے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا کرتے تھے تاہمین دعوت رسالت آنحضرتؐ کے چنانچہ سقوت حضرت نے ارشاد کیا کہ میں نبی ہوں خدا کا۔ حضرت علیؑ اولاً ایمان لائے۔ اور پھر حضرت عباسؑ کے پاس رہا کرتا تھا۔ آخر کو وہ بھی مسلمان ہوا حضرت علیؑ نے ایک شعر عربی اپنے اول مسلمان ہونیکا کہا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے۔

مسلمان میں ہوا پس پہلے درآخالیکہ نابالغ تھا لڑکا۔ صاحب السیرۃ لکھتا ہے کہ بعد علی مرتضیٰؑ کے زید بن عارثہ غلام رسول اللہ کا جسکو حضرت نے خرید کر آزاد کر دیا تھا وہ مسلمان ہوا بعد اسکے ابوبکر صدیق ایمان لائے۔ نام انکا بعد آئندہ ہے اور یہ بیٹے ہیں ابی قحافہ کے جکانام عثمان ہے اور کمینت ابو قحافہ اور بعثت یہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے اول ابوبکر صدیق مسلمان ہوئے۔ بعد اسکے حضرت عثمان ابن عفان اور عبدالرحمن ابن عوف۔ اور سعد ابن ابی وقاص۔ اور زبیر ابن العوام۔ اور طلحہ ابن عبید اللہ۔ یہ لوگ بہ سبب نحر کی کہ نے ابوبکرؓ کے اور بہ سبب فہائش حضرت ابوبکرؓ کے جو اونکو اپنے ہمراہ پیغمبر خدا کے پاس لایا مسلمان ہو گئے یہ لوگ اولین مسلمانوں میں سے شمار کئے جاتے ہیں۔ پھر ابوعبیدہ مسلمان ہوئے جکانام عامر بن عبید اللہ بن جرح ہے اور عبید بن الحارث اور سید ابن زید ابن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ یہ چچا کا بیٹا حضرت عمر ابن الخطاب کا ہے اور عبید اللہ ابن مسعود اور عماد بن یاسر یہ مسلمان ہوئے۔ واضح ہو کہ تین برس تک پیغمبر خداؐ دعوت طرّف اسلام خفیہ کرتے رہے مگر جبکہ یہ آیت نازل ہوئی کہ واندز عیشرتک المشرکین یسئو ذرا اپنے کہنے والوں کو جو قریش شتہ کے ہیں اور سوقت حضرت نے بموجب حکم خدا کے اظہار کرنا دعوت کا شروع کیا۔ بعد نازل ہونے اس آیت کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ سے ارشاد کیا کہ اے علی ایک چمانہ کھانے کا برتن واسطے تیار کر۔ اور ایک بکری کا پیرا دپیر چھو الے۔ اور ایک ٹکٹا کافہ دودھ کا میسر واسطے لا اور عبید المطلب کی اولاد کو میرے پاس بلا کر لاتا کہ میں اون سے کلام کروں اور سناؤں اونکو وہ حکم کہ جسپر جناب باری سے مامور ہوا ہوں۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وہ کھانا جو طیار کیا تھا لا کر حاضر کیا۔ سب کھاپی کر سیر ہو گئے حضرت علیؑ سے ارشاد کیا کہ جو کھانا ان سب آدمیوں نے کھایا ہے وہ ایک آدمی کی بھوکھ کے موافق تھا۔ اس اثنا میں حضرت چاہتے تھے کہ کچیلہ رشاد کریں کہ ابولہب جلد بول اٹھا اور یہ کہا کہ محمدؐ نے بڑا جادو کیا یہ سنتے ہی تمام آدمی الگ الگ ہو گئے تھے چلے گئے پیغمبر خداؐ کچیلہ کہنے نہ پائے یہ حال دیکھ جناب رسالت آپؐ نے ارشاد کیا کہ اے علی دجھانوسنے اوس شخص نے کیسی سبقت کی مجھکو بولنے ہی نہ دیا۔ اب پھر کل کو

طیار کر جیسا کہ آج کیا تھا اور پھر اونکو بلا کر جمع کر چنانچہ حضرت علیؑ نے دوسرے روز پہر موافق ارشاد آنحضرت کے وہ کھانا طیار کر کے سب لوگوں کو جمع کیا جب وہ کھانے سے فراغت پا چکے اور رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ تم لوگوں کی بہت اچھی قسمت اور نصیب ہے کیونکہ ایسی چیزیں اللہ کی طرف سے لایا ہوں کہ اوس سے تم کو فضیلت حاصل ہوتی ہے اور آیا ہوں تمہارے پاس دنیا اور آخرت میں اچھا خدا تعالیٰ تمہکو تمہاری ہدایت کا حکم فرمایا ہے کون شخص تم میں سے اس امر کا اقتدار کر کے میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ بنا چاہتا ہے اس وقت سب موجود تھے اور حضرت پر ایک ہجوم تھا اور حضرت علیؑ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں آپ کے دشمنوں کے نیزہ مارونگا اور آنکھیں اونکی پھوڑوں کا اور پیٹ چیرونگا اور ٹانگیں کاٹوں گا اور آپ کا مزہ ہو گا۔ حضرت نے اس وقت علی مرتضیٰؑ کی گردن پر ہاتھ مبارک کہہ کر ارشاد کیا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تمہارے درمیان اسکی سنو اور اطاعت قبول کرو۔ یہ سنکر سب قوم کے لوگ از روئے تسخر کے ہنسنے لگے اور ابوطالب نے کہنے لگے کہ اپنے بیٹے کی بات سن اور اطاعت کر یہ تجھے حکم ہوا ہے۔ اسید پر مدت گزر گئی کہ پیغمبر خداؐ اومیں رہتے تھے اور احکام الہی اونکو پہنچاتے تھے لوگ بھی انکے کلام کو کچھ رد نہ کرتے تھے جب تک کہ حضرت نے انکے بتوں کو عیب نہ لگایا۔ جب حضرت نے انکے خداؤں اور بتوں اور مبودوں کے عیب لے نقصان بیان کرنے شروع کئے اور انکے ابا و اجداد کو کافر ٹھہرایا اور گمراہ بتایا اس وقت سب امی حضرت کے دشمن ہو گئے اور کینہ و بغض کھنے لگے مگر جو مسلمان ہو گیا۔ اور ابوطالب حضرت کا چچا بہت خفا ہوا۔ یہ معاملہ حیوٹ ہوا تب منافق قوم قریش سب جمع ہو کر ابوطالب کے پاس آئے وہ لوگ یہ تھے۔ عتبہ اور شیبہ یہ دونوں بیٹے ربیعہ میں عبد مناف کے تھے۔ اور ابوسفیان بن امیہ بن عبد الشمس۔ اور ابو العتزی بن ہشام بن حارث بن اسعد۔ اور اسود بن المطلب بن اسعد۔ اور ابو جہل بن ہشام بن المیقرہ۔ اور ولید بن المیقرہ المخزومی چچا ابی جہل کا۔ اور نبیہ اور تبہ یہ دونوں شخص جلاج سہیلان کو بیٹے تھے۔ اور عاص بن وائل السہمی اسکو ابو عمرو بن عاص بھی کہتے ہیں۔ یہ لوگ ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ کے بھتیجے نے ہکو معیوب ٹھہرایا ہے اور ہکو کینہ اور گمراہ بتلایا ہے اور ہمارے باپ دادوں کو کہتا ہے کہ وہ لوگ کافر تھے۔ یا تو آپ اسکو منع کر دیجئے والا نہ جو ہم سے ہو گا ہم کرینگے

لہذا اس سے دست بردار ہو جا۔ ابوطالب نے اون لوگوں کو حکمت علی سے رو کر دیا۔ مگر رسول اللہ ہدایت خالق سے باز نہ آئے جیسا کہ آپ ہدایت فرماتے تھے اور جیسا کہ ہدایت فرماتے رہے۔ دوسری دفعہ پھر وہ لوگ مجتمع ہوئے اور ابوطالب سے وہی تقریر اول بیان کی اور کہا کہ اگر تو اس کو نہ روکیگا تو ہم تجھ کو اور اس کو دو دنوں کو بچھ لیں گے اور فریقین ہیں سے کسی نہ کسی کا خون باغزور ہو جائیگا۔ ابوطالب محمد مصطفیٰ ام کے پاس آئے اور بیان کیا کہ اسے پیچھے بچھو تو ہی ایسا ایسا بیان کرتے ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ تو ایسی باتوں سے باز آ۔ پیغمبر خدا نے دریافت کیا کہ میرا چچا یہ کہہ رہا ہے۔ اور کیا حضرت نے ارشاد کیا کہ اسے چچا اگر وہ لوگ سیر دہنے پانچویں شہر کہیں، اور باتیں ہاتھ میں چٹا یعنی یہ امر حال بھی کر گذریں، تب بھی یہ طریقہ راست اور کار ہدایت، خلق کا نہ چھوڑاں گا اور حضرت اس وقت آہدیدہ ہوئے اور ابوطالب بھی رویا۔ بعد ازاں چیلنے کے ارادہ سے کھڑا ہوا اور پکار کر پیر کہا کہ اسے پیچھے اب بھی میری بات قبول کر اور کہہ سکے کہ میں یہ بات ہرگز نہ روکنا خدا کی قسم کہی تجھ کو کسی کے سپرد نہ کروں بعد ازاں یہ چچا کہ ہر ایک قبیلہ سے رنج اور عداوت دینا ہر ایک شخص کو جو مسلمان ہوتا تھا شرم کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول قبول کر دیا کہ اپنے چچا سے باز ہو۔

پھر ان کے چچا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا کے پاس لے کر لایا اور ان کے پاس رہا۔ راوی یوں روایت کرتا ہے کہ رسول خدا جہل صفا پر تشریف لے گئے تھے کہ (قبل بن ہشام کا بھی وہاں گذر ہوا۔ اس نے حضرت کو اوجھل مگر گالی دی حضرت نے اس سے کچھ سلام نہ کی۔ اس وقت حضرت حمزہ شکار کیں آئے تھے جبکہ وہ گھرمیں آئے بعد ازاں بن جبرعلان کی کنیز نے حضرت حمزہ سے بیان کیا کہ ابو جہل نے آج اپنے پیچھے چچا کو گالی دی تھی یہ بات سن کر حضرت حمزہ کو بہت غصہ آیا کہ ان کے اپنے گلے میں ڈالے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کرنے چلے گئے اور سچا ابو جہل بوی لوگوں میں بیٹھا ہوا انکو بلایا حضرت حمزہ نے وہ کہاں اس کے سر پر اوٹھا کے ماری اور کہا کہ تو خدا کو گالی دیتا ہے اور حالانکہ ہم اس کے دین پر ہیں یہ حال دیکھ کر چند حاجتی ابو جہل کے بنی مخزوم کے قبیلہ سے حضرت حمزہ پر اوٹھے ابو جہل بولا کہ تم لوگ کچھ نہ کہو کیونکہ میں اپنے چچا کے پیچھے چھوڑا ہوں۔ سخت گالی دی ہے یہ سب نہتا حضرت حمزہ کے مسلمان ہو چکا چنانچہ حضرت حمزہ کامل

مسلمان ہو گئے اور قریش کے نزدیک بیثبات ہوا کہ رسول اللہ کو یہ سب حضرت حمزہؓ کے مسلمان ہونے کے بزرگی اور انتقام حاصل ہوا۔

بیان ہے حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے کا

واضح ہو کہ عمر ابن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ دشمن صعبت میں غدا کا تھا۔ راویوں بیان کرتا ہے کہ پیغمبر خداؐ فرمایا کرتے تھے کہ اے بار خدا اسلام کو مسزاور مکر کم و بیش تمہوں سے تھے۔ ابن الخطاب اور ابی الحکم بن ہشام یعنی ابو جہل سے چنانچہ خدا تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کو ہدایت کی تو اچھا مسلمان کامل ہوئے۔ اس شخص کا حال قبل مسلمان ہونیکے یہ تھا کہ ہاتھ میں تلوار لٹکے ہوئے بارادہ قتل جناب محمد مصطفیٰؐ کے پھر کرتا تھا۔ چنانچہ ایک روز پیغمبر خداؐ کے قتل کا ارادہ کر کے ہاتھ میں تلوار لٹکے چلا جاتا تھا کہ راہ میں نعیم بن عبد الحام ملے اوہوں نے پوچھا کہ اے عمر کیا ارادہ رکھتا ہے حضرت عمر بوئے کہ نبی کو قتل کر دینا کا نعیم نے بیان کیا کہ اگر تیرے محمدؐ کو قتل کر ڈالا تو بعد مٹانے کی اولاد بھگو بھی زندہ نہ چھوڑیگی اس حرکت سے باز آ۔ اگر تجھ سے ہو سکے تو اپنی بہن، راجہ زادوں کو لینے بن زید اور جناب کو جو مسلمان ہو چکے ہیں پھر کر مرنے دے۔ یہ حال نکار عمرؓ راہ ہی سے پھر کر اونسکے گھر گئے۔ سورہ طہ پڑھ رہے تھے۔ اوہوں نے کچھ کھڑے ہو کر مستجاب یہ گھر میں گئے اوسوقت اوہوں نے وہ صحیفہ چھپا لیا اور چپکے ہو رہے۔ عمرؓ نے پوچھا کہ تم کیا پڑھتے ہو وہ انکار کر گئے اوہوں نے یہ سب غصہ کے اپنی بہن کے ایک بٹیر بہت سخت مارا اور کہا کہ بھگو دکھا تو کیا پڑھتی تھی بہن ادنیٰ یہ خوف کرتی تھی کہ اگر اسکو صحیفہ دیدوں گی تو شاید یہ گم کر دے پھر بتیا نہ ہو سکے اور جناب حضرت عمرؓ سے ڈر کر چھپ گیا تھا جو وقت حضرت عمرؓ نے یہ کہا کہ میں پھر تمہ کو دیدونگا تو بھگو دکھا دے وہ کیا پڑھتی تھی اوسوقت ادنیٰ بہن نے دیا۔ عمرؓ نے پھر چپکے چلا لیا ادنیٰ تھا پھر کہہ لیا کہ اب میں اس میں لکھی ہوئی ہیں میں ہی مسلمان ہو گا جناب جب یہ سنا اوقت وہ باہر آیا حضرت عمرؓ نے جناب سے پوچھا کہ رسول کہاں تشریف رکھتے ہیں اوسنے کہا کہ ایک مکان ہرمیان صفا کے ہیں پیغمبر خداؐ اس مکان میں ہمراہ قریب چالیس مرد اور عورتیں بیٹھ ہوئے تھے۔ اوہیں حضرت حمزہؓ اور ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہما ابی طالب ہی موجود تھے کہ انکا

عمر ابن الخطاب بھی وہاں بیٹھ گئے کہ اونکی گردن میں تلوار لٹکی ہوئی تھی جاتے ہی ادھبوں نے اجازت گھر میں آنے کی چاہی پیغمبر خدا نے اجازت دی جب اندر گئے اوسوقت پیغمبر خدا کھڑے ہوئے اور عمر بن الخطاب سے معہ کپڑوں چمٹے اور بعد معانفہ کے ارشاد کیا کہ اے عمر کس ارادہ پر آئے ہو آپ ہمیشہ تا قیام قیامت لڑتے ہی رہو گے حضرت عمرؓ نے اوسوقت عرض کی کہ یا رسول میں مسلمان ہونے اور خدا اور اس کے رسول پر ایمان لانا نیکو آئیاموں یہ منکر پیغمبر خدا بہت خوش ہوئے اور آپ نے تکبیر کہی اور حضرت عمر ابن خطاب کا دل مسلمان ہوئے۔

بیان مہجرت اول کا

یہ وہ ہجرت ہے جس میں مسلمان درمیان زمیں حبشہ کے جا رہے تھے واضح ہو کہ قریشوں نے جب اصحاب رسولؐ کو بہت تنگ کرنا اور ایذا دینا شروع کیا اوسوقت پیغمبر خداؐ نے یہ ارشاد کیا کہ جس کسی کے کہنہ نہ ہو اسکو اذیت نہ رہے وہ حبشہ کی طرف چلا جائے چنانچہ اول بار شخص جنہیں ایک عثمان ابن عفان مدینہ منورہ کی خدمت میں لے کر گئے اور ایک زبیر ابن العوام۔ اور ایک عثمان ابن ملطون۔ اور عبداللہ بن مسعود۔ اور عبدالرحمن ابن عوف تھے ہجرت کر کے دریا پار ہو کر زمیں حبشہ میں طرف بادشاہ نجاشی کے گئے اور وہاں جا کر قیام کیا بعد اُنکے جعفر ابن ابی طالب نے ہجرت کی پہلے اکثر مسلمان ہجرت کر کے حبشہ میں جا بسے کہتے ہیں کل وہ مرد جو ہجرت کر گئے تھے ترسی تھے اور عورتیں اٹھارہ یہ تعداد سوا اون بچوں کے ہے جو ہمراہ تھے اور جو وہاں پیدا ہوئے۔ بعد ازاں قریش نے عبداللہ ابن جحیم۔ اور عمرو بن العاص کو ادھڑی واسطے العام نجاشی کے دیکر روانہ کیا اور مسلمانوں کو اسے طلب کیا نجاشی نے کچھ التفات نہ کی اور ادھڑی واپس کی اور مسلمانوں کو اونکی طرف لکھا اوسوقت عمرو بن العاص نے کہا کہ آپ ان مسلمانوں سے یہ تو پوچھئے کہ یہ حضرت عیسیٰ کے حق میں کیا کہتے ہیں چنانچہ نجاشی نے پوچھا کہ تم لوگ حضرت عیسیٰؑ کو کیا کہتے ہو مسلمانوں نے جواب دیا کہ جو تعالیٰ حضرت عیسیٰ کے حق میں فرماتا ہے وہ سب سچ ہی کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ عیسیٰ مسیح کلمہ ہے اللہ کا والا اس کلمہ کو طرف مریم کنواری کے نجاشی نے کہا کہ سچ کہتے ہیں جبکہ یہاں قریش کی دال تلکی اوسوقت عمر ابن العاص۔ اور عبداللہ

ابن ربیعہ دونوں یابوس ہو کے چلے آئے مگر قریش نے دشمنی میں کچھ کمی نہ کی کیونکہ جب اولن لوگوں نے دیکھا کہ اسلام بڑھا چلا جاتا ہے اور تمام قبائل عرب میں پھیل گیا اور سوت آپس میں یہ عہد کیا کہ بنی ہاشم اور اولاد عبد المطلب سے عقیدہ موقوف کرنی چاہئیں یعنی نکاح اور بیچ بویار کہہی نہ کریں گے اس امر کا ایک اقرار نامہ لکھ کر واسطے تاکید اپنے نفوس کے کتبۃ اللہ میں رکھ آئے۔ اور بنی ہاشم میں کافر اور مسلمان منافق مجتمع ہو کر ایک گروہ کفار کا مقرر ہوا جن کا سر دایابی طالب تھا اور ابولہب عبد العزی بن عبد المطلب بھی موہ اپنی جو رواج میں نیت حرب کی جو ابوسفیان کی کہن غنی اپنی دشمنی اظہار کرنے کے واسطے قریش کے ہمراہ ہوا یہ وہ عورت ہے جس کا نام خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں **حمالۃ الخطب** رکھا ہے اس واسطے کہ وہ کانٹے لکڑ رسول اللہ کی راہ میں بہ سبب عداوت کے بچایا کرتی تھی۔ اور گروہ بنی ہاشم کا علیحدہ رہ گیا جنگ کے ہمراہ رسول کریم تین برس تک اس دشواری میں رہے۔ اس اثنا میں ہاجرین جیشہ کو یہ خبر پہنچی کہ بل کہ سب مسلمان ہو گئے ہیں وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور تین تیس^۲ مرد وہاں سے آئے جب قریش کے محفل کے پہنچے اور قوت ان کو دریافت ہو کہ یہ خبر جھوٹ تھی چنانچہ سب کے سامنے ظاہر ہو کر کہ میں نہ گھسے۔ مگر رات کو چھپ کر آئے اور عیسٰی عثمان ابن عفان اور زبیر بن العوام اور عثمان ابن طلحہ اور آلے تھے۔

بیان ہے خراب ہو جانے اقرار نامہ کا

راوی کہتا ہے کہ کائنات و جنات و کائنات اپنے چچا ابوطالب سے ایشاد کیا کہ اسے چچا میری خدا تھا نے اوس اقرار نامہ پر جو قریش نے در میان خانہ کعبہ کے آویزاں کیا تھا دیکھ کر طرچہ مسلط کی کہ اوس نے سوائے نام خدا کے اوس اقرار نامہ میں کچھ نہیں چھوڑا سب چاٹ گئی۔ ابوطالب یہ بات سن کر قریش کو پاس گیا اور اس حالت ان کو اطلاع کی اور یہ اقرار کیا کہ یہ بات میرے بھتیجے نے کہی ہے اگر درست ہوئی تو ہماری قطع رحم کرنے سے باز آؤ اور اگر جھوٹ نکلے تو بیشک اپنے بھتیجے کو تمہارے سپرد کر دوں گا چنانچہ انہوں نے وہ بات راست پائی اسلئے وہ لوگ اور زیادہ مساوت قلب اور بری کے درجے ہوئے اور ایک گروہ قریش نے اوس عہد اقرار نامہ کو ٹوڑ ڈالا اور بنی عبد المطلب سے متنفر ہو گئے۔

بیان ہے فوت ہونے ابوطالب کا

ابوطالب در بیان ماہ شوال دسویں سال نبوت میں بیمار ہو کر فوت ہوا۔ واضح ہو کہ جبکہ ابوطالب بہت سخت بیمار ہوا اور سوت پتھر خدائے ارشاد کیا کہ اے چچا اگر تو میرے سامنے کلمہ شہادت کا کہہ لے تو دن قیامت کے میں تیری شفاعت بیشک کروں گا۔ ابوطالب نے جواب دیا کہ اے بیٹے اگر مجھ کو خوف ننگ عار کا نہ ہوتا تو بیشک میں کلمہ شہادت کہتا لیکن نہ قریش لوگ کہیں گے کہ اوس نے موت ڈر کر کلمہ شہادت کہا ہے۔ اور حضرت عباسؓ سے ایک روایت کی گئی ہے کہ برفوفات کے ابوطالب ہونٹ ہلاتا تھا۔ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کان لگا کر سنا اور اس نے کہا کہ قسم خدا کی اے بیٹے وہ کلمہ جسے کہنے کی واسطے تو مجھ کو کہنا تھا میں نے کہا لیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فرمایا احمدؓ اوس خدا کو جس نے اے چچا تجھ کو ہدایت نصیب کی یہ روایت حضرت عباسؓ سے منقول ہے مگر مشہور یہ ہے کہ وہ کافر مرا ہے۔ مگر چند اشعار ابوطالبؓ سے یہ دریافت ہونا چاہیے کہ اوس نے رسول اللہ کی تقدیر کی ہے۔ اور اشعار کا ترجمہ یہ ہے ترجمہ شعر ہدایت تو نے مجھ کو اور میں نے جان لیا کہ تو سچا ہے اور امین ہے۔ اور جانتا ہے کہ دین محمدی نام دیوں میں بہت سے قسم ہے خدا کی نہ پہنچنے کی تھی۔

بیان وفات حضرت خدیجہ زوجہ مطہرہ پیغمبر خدا کا

محبوبؓ رہے کہ بعد وفات ابوطالب چچا رسول خدا کی بیوی حضرت کی یعنی خدیجہؓ نے ہی تین برس قبل ہجرت نبویؐ کے محلہ پیما ملک عدم کی اختیار کی جناب سرور کائنات کو یہ سبب ابوطالب اور خدیجہؓ کے بہت رنج لاحق حال ہوا اور خصوصاً قریش کا اشرفوں مثل ابولہب بن عبدالمطلب اور حکم بن العاص۔ اور عقبہ بن ابی معیط ابن ابی عمرو بن امیہ جو قریب ہوا رسول کریم کے مقام سکونت رکھتے تھے۔ حضرت کو انواع انواع اور اقسام اقسام کی تکلیف اور رنج دیتے تھے یعنی بروقت نماز خوانی اور عبادت خدا کے حضرت کے اور پریشیاں تھاپا گئی تھیں اور حسد اور کینے سے طعام سرور کائنات کو یہیں اشیا غیر طاہرہ ملا دیا کرتے۔

بیان ہے رسول اللہ کے سفر کرنا طرف طائف کے

بعد وفات ابو طالب چچا پیغمبر خدا کے جب قریش بہت ایذا دینے لگے اور رسول اللہ کو شہر سے سنانے لگے اس وقت حضرت طاہف کو بایں راہہ تشریف لے گئے کہ شاید وہ لوگ خدا ترسی کے میری مدد اور حمایت کریں اور خدا او کو ہدایت نصیب کرے چنانچہ طاہف میں جا کر ایک جماعت شرفاء قوم ثقیف (یعنی مثل مسود اور حذیب کے جو عمر کے بیٹے تھے اپنے پاس بلا کر حضرت نے او کو بٹھلایا اور رسالت اونکے سامنے اظہار کیا او کو ہدایت طرف خدا کے کرنے لگے۔ ایک شخص نے ان مذکورین بالامیں سے یہ کہا کہ آپ کے سوا اور کسی پیغمبر کو بھی خدا ملا ہے یا نہیں۔ دوسرا بولا کہ خدایا کی قسم میں تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا کیونکہ اگر تو رسول اللہ ہے جیسا کہ تو دعویٰ کرتا ہے تب تو تجھ سے ڈرتا ہوں کیونکہ تیرے کلام رد کرنے سے خوف آتا ہے۔ اور اگر خدا پر تو نے بہتان بندی کی ہے تو تجھے کلام کرنا روا نہیں پس بہر تقدیر میں کبھی نہ بولوں گا حضرت وہاں سے امید و مایوس ہو کر کھڑے ہو گئے اور اونکے غلام اور کم تہمت لوگ لے گئے مینے اوس قوم کے حضرت کو پکار کر برا بھلا کہنے لگے چنانچہ ایک ابنوہ کنیز آپ پر ہو گیا اس وقت حضرت دیوار کے نیچے مقام لیا اور جناب باری تعالیٰ یہ التجا کی کہ ایچا وند میں ضعیف بے حیلہ پوسیلہ ہوں رحمت کر دے نام آدمیوں کو مجھ پر سے بڑے مہربان اور رحم کرنیوالے تو پروردگار ناقوں کا اور حامی کمزوروں کا میرے سر پر قائم ہے اور تو خوب جانتا ہے کہ جن لوگوں نے مجھ کو آزدہ کیا ہے اگر تو مجھ پر خفا نہ ہو تو مجھ کو کچھ پرواہ نہیں۔ بعد ازاں رسول اللہ مکہ منظر کو تشریف لائے اور قوم قریش اور زیادہ مخالف اور دشمن ہو گئے تھے۔

بیان ہے ظاہر کرنے رسول اللہ کا اپنی نفس کو عرب

جملہ عادات رسول کریم سے ایک عادت حضرت کی یہ تھی کہ درمیان موسم حج کے پیغمبر خدا ظاہر ہوتے اور تمام قبائل عرب کے ہر ایک قبیلہ کو بنام و نشان اونکے پکار کر یہ ارشاد کیا کرتے کہ اے اولاد فلان شخص کی میں رسول ہوں اللہ کا بھیجا ہے مجھ کو خدا نے پاس تمہاری میں یہ کہتا ہوں کہ عبادت کرو خدا کی اور او کو وحدہ لا شریک سمجھو اور جب کو تم پوجتے ہو سو اوسکی پرستش سے دست کش ہو اور مجھ پر ایمان لاؤ میری تصدیق کرو آپکا یہ مقولہ تھا۔ اور حضرت کا چچا ابو لہب یہ سنا دی کہ نہ کہ اے لوگو یہ محمد تم کو نئی راہ سکھلاتا ہے اور بدعت و گمراہی کی طرف بلاتا ہے یہ چاہتا ہے کہ پرستش لات اور عزاء کی

چھوڑا دے کوئی اسکا کہانہ مانیو۔ یہ مقولہ ابولہب کا ہے۔ واضح ہو کہ ابولہب آنکھ سے بھی بند تھا اور سر پر اوسکے میڈیا بالوں کی تھیں۔

بیان ہے ابتدا حال انصار کا

جب مشیت ایزدی مقتضی اس بات کی ہوئی کہ اپنے دین کو مستقیم اور نبی کریم کو معزز و مکرم کرنا چاہیے اور سوقت پیغمبر خدا موافق عادت قدیم کے درمیان موسم حج کے قبایل عرب پر ظاہر ہو ابھی حضرت عقبہ ہی کے پاس تھے کہ آپ کی ملاقات چند امیوں سے ہوئی جو کہ قبیلہ الخزرج اور رہنے والے شہر نثر کے تھے۔ واضح ہو کہ شہر نثر میں دو قبیلے رہتے تھے یعنی الاوس۔ اور الخزرج۔ یہ دو قبیلہ ایک پ کی اولاد سے ہیں اور سکن قدیم انکامین ہے ان دونوں قبیلوں میں لڑائی اور جنگ برپا ہو رہے تھے۔ اور یہ دونوں قبیلے دو فرقہ یہو و یعنی فقر و غلہ۔ اور النیلر سے جو کہ نسل فارون ابن عمران کے ہیں عقد مرافقت رکھتے تھے۔ وہ آدمی چھ تھے حضرت نے ان کے سامنے حقیقت اسلام کی بیان کی اور قرآن شریف پڑھ کر نمایا وہ ایمان لائے اور حضرت کی تصدیق کر کے مسلمان ہو بعد ازاں جبکہ وہ شہر نثر میں پہنچے اپنے بھائی بندوں سے رسول اللہ کا ذکر کرنا اور اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا۔ پھر تمام گھروں میں رسول اللہ کا ذکر ہو گیا۔

بیان شہب سراج کا

غنی نہ رہے کہ صاحب السیرۃ کہتا ہے کہ معراج رسول خدا کو قبل از موت ابی طالب کے ہوا۔ اور ابن الجوزی نے یہ نقل کیا ہے کہ بارہویں برس نبوت کے بعد موت ابی طالب کے حضرت کو شہب سراج ہوئی اور اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ ہفتہ کی رات شہرہویں تاریخ رمضان شریف کے یہ ہویں یا جس جہری میں ہوا یا کہ ماہ ربیع الاول۔ یا ماہ رجب ہیں۔ اور اس میں بھی اختلاف علماء کلمہ کے کہ رسول خدا جسم سمیت گئے تھے یا آپ کو خواب صادق ہوا ہے مذہب جمہور کا یہی ہے کہ جسم سمیت تشریف لے گئے تھے۔ مگر بعض کا مذہب یہ ہے کہ حضرت کو رویا صادق ہوا یا اس مذہب کو یہ نقل حضرت عائشہ صدیقہ کا ہے وہ فرماتی ہیں کہ نہ گم ہوا نہ جسم مبارک رسول خدا کا بلکہ سیر کردانی خدا تو لے گئے۔ روح رسول خدا کو اور معاویہ

سے یہی روایت ہے کہ شب معراج خواب میں ہوئی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا بحکم مبارک بیت المقدس ہی تک تشریف لے گئے تھے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ سیر و حالی تمام آسمانوں کی حضرت نے کی بہر تقدیر جتنے اختلاف تھے وہ سب بنے لکھ دیئے۔

بیان ہے اوسن بیعت کا جو اول مرتبہ ہوئی

واضح ہو کہ جب نیا سال شروع ہوا پیغمبر خدا واسطے ادا مناسک حج کے تشریف لے گئے اور حضرت نے بارہ مردوں سے ملاقات کی تبارہ آدمی انصاریں سے ہیں انہوں نے حضرت سے مثل عورتوں کے بیعت کی اور ابھی لڑائی اور پیڑ فرض نہ ہوئی تھی۔ یہ جو بنے لکھا ہو کہ مثل عورتوں کے بیعت کی اس سے یہ مراد ہے کہ اس عہد پر بیعت ہوئی کہ خدا کا کوئی شریک نہ کرو۔ چوری نہ کرو۔ زنا نہ کرو۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ اپنی بانوں پر عورتوں نے بیعت کی تھی۔ جب وہ بیعت کر چکے یہ حضرت نے مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد العلام واسطے تعلیم قرآن شریف اور طریقتا سلام اونکے لئے مامور کیا۔ جب مصعب ہمراہ اسحاق بن زرارہ کے جو کہ ایک اونسی چھ بیعت کرنیوالوں میں سے تھا جنہوں نے درمیان عقد کے حضرت کی بیعت کی تھی داخل ہوئے تو اولاً اپنی ظفر کے احاطہ میں گئے ان لوگوں کا سردار سعد بن حاذف تھا جو کہ رشتہ میں پھوپھی زادہ اسعد بن زرارہ کا بھی تھا۔ اور اسید بن حبیب بھی اس قبیلہ کا سردار شمار کیا جاتا تھا۔ اسید بن حبیب نے جو ایک سے طوک نہ بکتا بتولیش میں آکر اپنا حوزہ ہاتھ میں لیکر آیا اور مصعب اور اسعد سے کہنے لگا کہ تم لوگ ضمنا قوم کو کیا پہلائے پہلانے نئی نئی باتیں سکھلاتے پھرتے ہو اگر تم دونوں کو اپنی جان بچانی منظور ہے تو اس حرکت بجا سے باز آؤ نہیں تو ہمارے ٹکڑے کر ڈالو لنگا مصعب نے نرمی سے یہ جواب دیا کہ حضرت سلامت آپ تشریف لے گئے اور جو ہم لوگ کہتے پھرتے ہیں بغور سنئے اگر کچھ ہمارا قصور ہو گا آپ جو چاہیں گے کا سکیجے گا۔ اس کلام سے وہ ٹھٹھا ہوا اور ملیکے سننے لگا حضرت مصعب نے اسکو قرآن شریف کی آیتیں سنائیں اور طریقہ مسلمان ہونیکا اور اسلام میں جو باتیں چاہیں سب بتلا دیں۔ اسید شکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ کیا خوب مذہب ہے یہ پھر اسنے سوال کیا کہ کیوں جی اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو کیا کرے حضرت مصعب نے سب طریق اسلام کے قبول کرنیکا اسکو بتلایا وہ فوراً مسلمان ہو گیا پھر اسنے کہا کہ کیا تقاضا

چھوڑا دے کوئی اسکا کہنا نہ مانیو۔ یہ مقولہ ابولہب تک ہے۔ واضح ہو کہ ابولہب آنکھ سے بھی بند نہ تھا اور سر پر اوسکے میڈیا بالوں کی تھیں۔

بیان ہے ابتدا حال انصار کا

جب مشیت ایزدی مقتضی اس بات کی ہوئی کہ اپنے دین کو مستقیم اور نبی کریم کو مہرز و مکرم کرنا چاہیے اور سوقت پیغمبر خدا موافق عادت قدیم کے درمیان موسم حج کے قبایل عرب پر ظاہر ہو ابھی حضرت عقبہ ہی کے پاس تھے کہ آپ کی ملاقات چند ایہوں سے ہوئی جو کہ قبیلہ الخزرج اور رہنے والے شہر نثریب کے تھے۔ واضح ہو کہ شہر نثریب میں دو قبیلے رہتے تھے یعنی الاوس۔ اور الخزرج۔ یہ دو قبیلہ ایک باپ کی اولاد سے ہیں اور سکن قدیم انکسین ہے ان دونوں قبیلوں میں لڑائی اور جنگ برپا ہو رہی تھی۔ اور یہ دونوں قبیلے دو فرقہ پہنچے یعنی قمریہ۔ اور النیلر سے جو کہ نسل فارون ابن عمران کے ہیں عقد مراغت رکھتے تھے۔ وہ آدمی چھ تھے حضرت نے انکے سامنے حقیقت اسلام کی بیان کی اور قرآن شریف پڑھ کر سنایا وہ ایمان لائے اور حضرت کی تصدیق کر کے مسلمان ہو بعد ازاں جبکہ وہ شہر نثریب میں پہنچے اپنے بھائی بندوں سے رسول اللہ کا ذکر کرنا اور اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا۔ پھر تمام گھروں میں رسول اللہ کا ذکر ہو گیا۔

بیان شمشیر سراج کا

غنی نہ رہے کہ صاحب السیرۃ کہتا ہے کہ معراج رسول خدا کو قبل از موت ابی طالب کے ہوا۔ اور ابن الجوزی نے یہ نقل کیا ہے کہ بارہویں برس نبوت کے بعد موت ابی طالب کے حضرت کو شمشیر سراج ہوئی اور اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ ہفتہ کی رات شہر ہویں تا بیچ رمضان شریف کے یہ ہویں برس ہجری میں ہوا یا کہ ماہ ربیع الاول۔ یا ماہ رجب میں۔ اور اس میں بھی اختلاف علماء کلام ہے کہ رسول خدا جسم سمیت گئے تھے یا آپ کو خواب صادق ہوا ہے مذہب جمہور کا یہی ہے کہ جسم سمیت تشریف لے گئے تھے۔ مگر بعض کا مذہب یہ ہے کہ حضرت کو رویا صادق ہوا یا اس مذہب کو مؤید قہر حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہے وہ فرماتی ہیں کہ نہ گم ہوا نہ ہا جسم مبارک رسول خدا کا بلکہ سیر کردانی خدا تعالیٰ نے روح رسول خدا کو اور معاویہ

سے ہی یہ روایت ہے کہ شب معراج خواب میں ہوئی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا بحکم مبارک بیت المقدس ہی تک تشریف لے گئے تھے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ سیر و حالی تمام آسمانوں کی حضرت نے کی بہر تقدیر مجتہد اختلاف تھے وہ سب مجتہد لکھ دیئے۔

بیان ہے اوسن بیعت کا جو اول مرتبہ ہوئی

واضح ہو کہ جب نیا سال شروع ہوا پیغمبر خدا واسطے ادا مناسک حج کے تشریف لے گئے اور حضرت نے بارہ مردوں سے ملاقات کی تبارہ آدمی انصاریں سے ہیں انہوں نے حضرت سے مثل عورتوں کے بیعت کی اور ابھی لڑائی اور پیڑ فرض نہ ہوئی تھی۔ یہ جو بیعت لکھا ہے کہ مثل عورتوں کے بیعت کی اس سے یہ مراد ہے کہ اس عہد پر بیعت ہوئی کہ خدا کا کوئی شریک نہ کرو۔ چوری نہ کرو۔ زنا نہ کرو۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ اپنی بانوں پر عورتوں نے بیعت کی تھی۔ جب وہ بیعت کر چکے۔ حضرت نے مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد کلام واسطے تعلیم قرآن شریف اور طریقتا سلام اونکے لئے مامور کیا۔ جب مصعب ہمراہ اسعد بن زرارہ کے جو کہ ایک اونہی چھ بیعت کرنے والوں میں سے تھا جنہوں نے درمیان عقد کے حضرت کی بیعت کی تھی داخل ہوئے تو اولاً اپنی ظفر کے احاطہ میں گئے ان لوگوں کا سردار سعد بن حاذف تھا جو کہ رشتہ میں پھوپھی زادہ اسعد بن زرارہ کا بھی تھا۔ اور اسید بن حبیب بھی اس قبیلہ کا سردار شمار کیا جاتا تھا۔ اسید بن حبیب نے جو ایک نے طوکہ مذکور بتطبیق میں آکر اپنا حق ہاتھ میں لیکر آیا اور مصعب اور اسعد سے کہنے لگا کہ تم لوگ ضد مافوم کو کیا پہلا سے پہلانے نئی نئی باتیں سکھلاتے پھرتے ہو اگر تم دونوں کو اپنی جان بچانی منظور ہے تو اس حرکت بچا سے باز آؤ نہیں تو ہمارے ٹکڑے کر ڈالو لنگھار مصعب نے نرمی سے یہ جواب دیا کہ حضرت، سلامت آپ تشریف کیے اور جو ہم لوگ کہتے پھرتے ہیں بنور سینے اگر کچھ ہمارا قصور ہو گا آپ جو چاہیے گا سو کیجئے گا۔ اس کلام سے وہ ٹھنڈا ہوا اور بیٹھ کر سنے لگا حضرت مصعب نے اسکو قرآن شریف کی آیتیں سنائیں اور طریقہ سلام ہو نیکا اور اسلام میں جو باتیں چاہئیں سب بتلا دیں۔ اسید تنگ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ کیا خوب مذہب ہے یہ پھر اس نے سوال کیا کہ کیوں جی اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو کیا کرے حضرت مصعب نے سب طریق اسلام کے قبول کر نیکا اسکو بتلایا وہ فوراً مسلمان ہو گیا پھر اس نے کہا کہ کیا لائق

ایک میرے پیچھے اور آدمی ہے اگر اسے بھی یہ دین تمہارا قبول کر لیا تو پھر تم یہ جاننا کہ کوئی ہمارا مقابلہ اور ہم سے تفریق نہ کر سکیگا اور میں ابھی اسکو تمہاری خدمت میں بھیجتا ہوں مراد اسکی اس شخص سے سعد بن معاذ کی تھی چنانچہ حربہ بمبہال کر سعد ابن معاذ کے پاس دوڑا ہوا گیا اور اسکو بلالایا جب سعد بن معاذ آئے تو اسید نے مصعب سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ اب سردار قوم آپ کے پاس آیا ہے یہ بہت قوی ہے اس سے جواول تمہارے پاس آیا تھا یعنی میں یہ لکھتا ہوں سعد ابن معاذ کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہا کہ اگر میری اور آپ کی قرابت اور رشتہ داری نہ ہوتی تو آپ کو بایں حالت کفر ہرگز گھسنے نہ دیتا حضرت مصعب نے نرمی سے یہ کہا کہ حضرت سلامت آپ شریف رکھیں اور کچھ پسند قرآن کے سینے اگر آپ کو اچھا معلوم ہوگا تو مسلمان ہو جائیگا اور نہیں تو آپ کو اختیار ہے سعد ابن معاذ نے کہا کہ یہ بات انصاف کی آپ نے کہی۔ بہت بہتر یہ کہ بیٹھ گیا۔ حضرت مصعب نے تمام حقیقت اسلام کی اور چند آیتیں قرآن شریف پڑھ کر اسکو سنائیں راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم اسی وقت ہنسے اس کے بشرہ پر علامات اسلام کی قبل اس کے بولنے کے دریافت کر لیں تھیں جب وہ سنا چکے سعد ابن معاذ نے کہا کہ مسلمان کیونکہ ہو کرتے ہیں انہوں نے طریقہ مسلمان ہونیکا سکھلایا وہ بھی مسلمان اوس وقت ہو گیا اور اپنے ہمراہ اسید بن حصین کو لیکر اپنی قوم میں آیا سب نے کہا کہ ہم لوگ قسم کھاتے ہیں خدا کی قسم کہ چہرہ پر اور ہر طرح کے نشان معلوم ہوتے ہیں بالکل بلا ہوا بشرہ ہے جس چہرہ سے وہ گیا تھا وہ بالکل نہیں۔ بعد ازاں سعد ابن معاذ نے ارشاد کیا کہ اسے اولاد عید الاشبہل کی تم لوگ مجھ کو کیا سمجھتے ہو انہوں نے کہا اپنا سردار اور افضل اپنے سے ہم لوگ جانتے ہیں اسے کہا کہ حج کے روز نہ تمہاری عورتوں اور نہ تمہاری مردوں سے کسی کو نہ ملو ننگا اور بات بھی کرنی حرام جانوں گا۔ جب تک تم سب کے سب اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤ گے یہ کہتے ہی یہ حالت ہو گئی کہ شام تک عبداللہ کے خاندان میں کوئی شخص بے ایمان نہ رہا سب کے سب مسلمان ہو گئے اور حضرت سعد ابن معاذ اور مصعب اور سعد ابن زرارہ ان تینوں شخصوں نے اس کے گھر میں اتر کر سب لوگوں کو مسلمان کیا اور سب آدمی انعام میں سے مسلمان ہو گئے کوئی بے ایمان نہ رہا سو خاندان بنی امیہ بن نید کے کیونکہ وہ لوگ ایمان نہ لائے۔

بیان وصیت ثانیہ کا جو عقبہ میں رہا اسے رسول ہونے کی روٹی

واضح ہو کہ یہ بیعت اس طرح ہوئی کہ مصعب بن عمیر مدینہ منورہ سے مکہ شریف کو اپنے ہمراہ بہتر مرد اور عورتیں مسلمان لیکر ہمراہ ایک فدا کفر کرنے والے تھے اور انہیں سے کچھ قبیلہ اوس کے اور کچھ الخزرج کے تھے جب وہ درمیان مکہ کے پہنچے تو اوہ انہوں نے پیغمبرؐ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ رات کے وقت درمیان ایام شریف کے بیچ عقبہ کے ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے پیغمبرؐ نے فرمایا یہ سن کر خود مدعا اپنے چچا عباس کے تشریف لائے اور حضرت عباس اور ان ایام میں مشرک تھے لیکن وہ پیغمبرؐ کی محافطت بہ سبب نبوت کے بہت کرتے رہتے تھے۔ جب وہاں آئے حضرت عباس نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ اے قبیلہ الخزرج کے لوگو تم خوب جانتے ہو کہ ہم نے اپنے بیٹے محمدؐ کی حفاظت ہر ایک امر کی آجتک کی اور یہ درمیان اس شہر کے عزت اور حرمت سے اپنی طرح رہتے تھے مگر اب اسکا ارادہ یہ ہے کہ تم لوگوں سے وہ ملے اگر تم اسے فدا داری کرو اور اس کی بیعت ہر ایک بات میں کرتے ہو اور اسکو اس کے دشمن سے محافظت کرو تو تمکو اور اسکو اختیار ہو وہ تمہارے میں رہیگا۔ اور اگر تمکو یہ خیال ہو کہ ہم سے محافظت نہ ہو سکیگی اور جو اسکا دشمن ہو گا ہم اس کے سپرد کر دیں گے تو ابھی سے اسکو جواب دیدواؤہوں نے کہا کہ ہکو بسر و چشم حفاظت منظور ہے اور ہماری جانیں اس سے لٹری ہوئی ہیں اسوقت حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ اسے محمدؐ اب تمہکو مینے خدا کو سونپا بعد اس کے پیغمبر صلیم نے قرآن شریف کی آیتیں پڑھ کر سنائیں پھر یہ ارشاد کیا کہ بیعت کرو میری اس بات پر کہ جو چیز اپنے اہل عیال کے واسطے تم جائز نہیں کہتے اور اس سے اونکو باز رکھتے ہو وہ سلوک مجھے بھی کرنا یہی کلام درمیان مضبوط کرنے وثیقہ اور عہد و جانیں کے رہی۔ بعد ازاں لوگوں نے پیغمبرؐ سے پوچھا کہ یا حضرت اگر ہم لوگ کافروں کو قتل کریں گے تو ہمارے واسطے کیا اجرت ملیگی رسول اللہؐ نے ارشاد کیا کہ تمکو عوض ہیں اس کے جنت اور حوریں اور عثمان اللہ تعالیٰ دیگا یہ سن کر رہنے بالاتفاق کہا کہ یا حضرت ہکو ہاتھ دیجئے ہم بیعت کریں حضرت نے ہاتھ پھیلا یا سب پیغمبرؐ کی پر بیعت کی اور بعد اس بیعت ثانیہ کے پیغمبرؐ نے مکہ میں تشریف لا کر تمام اصحاب کے

ارشاد کیا کہ تم سب لوگ ہجرت کر جاؤ یہاں سے مدینہ کوچلے جاؤ اور وہ قافلہ بھی مدینہ کو ہجرت کر گیا مگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تنہا مکہ شریف میں اس خیال سے رہے کہ جب تک حکم جناب باری کا ہوگا تو یہاں سے جائیگا نہ آوے میں جاؤنگا اور آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور علی ابن ابی طالب یہ دونوں بھی رہ گئے تھے۔

بیان ہجرت فرمانے رسول اللہ کا

واضح ہو کہ ہجرت فرمانا رسول خدا کا مکہ سے طرف مدینہ کے وہ ہی ہے ابتدا تاریخ اہل اسلام کے مگر لفظ تاریخ کا عربی نہیں ہے بلکہ وہ معرب ہے ماہ روز سے اسی بیان کی روایت ابی سلمان نے یسویں بن ہرآن سے کی ہے اور اس نے حضرت عمر شہیدؓ کی بیٹی سے ہے وہ راوی کہنا ہے کہ در بیان خلافت حضرت عمرؓ کے ماہ شعبان کا جب آیا تو آپ نے ارشاد کیا کہ کونسا شعبان ہے یہ جس سال میں ہم ہیں اسی سال کا شعبان ہے یا وہ جو آئیو الا تھا وہ ہے اور اس کے غیر موقت تقسیم نہیں کیا جانتی اب کوئی صورت ہے جس کو انضباط وقت کا ہو سب سے عرض کیا کہ اہل فارس کی رسوم میں سے کوئی رسم ہمارا حساب ٹھہراؤ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ عمر ہر مزان فارسی دیاں آگئے اون کو بھی دریافت کیا اس نے کہا کہ ہم لوگوں نے تمام زمانہ کا انضباط ایک حساب کیا ہے اس کو ہم ماہ روز کہتے ہیں اور مئے اوس لفظ کے مہینوں اور دنوں کے ہیں یہ لفظ یعنی ماہ روز چونکہ علمی تھا اس لئے انہوں نے اس کو معرب کر کے مخرج بنایا بعد ازاں اس کا نام تاریخ رکھا اور اسی لفظ کو استعمال میں لانا شروع کیا جب یہ لفظ بھی مروج کر پکے تب یہ فکر اٹھو کہ بولی کہ کون سے حادثہ یا وقت اول مبداء تاریخ ایام اہل اسلام کا مقرر کریں سب نے متفق اللفظ والسنہ ہو کر اول سال ہجرت بنوی علیہ السلام کا مقرر کیا یہ ہجرت پیغمبر خداؐ نے مکہ سے مدینہ منورہ تک فرمائی تھی اوس سال میں سے دو مہینے محرم اور صفر کی اور آٹھ روز ربیع الاول کے منقطع کر کے واسطے تجدید ہجرت کے رجعت قبقریٰ اللہ اللہ دن کی کر کے بعد تاریخ سال نو کا ماہ محرم الحرام ٹھہرایا۔ بعد ازاں اول روز محرم سے آخر روز عمر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس برس دو مہینے ہوئے وقع میں اگر حساب کیا جاوے عمری کا ہجرت نوہ نورس گیارہ مہینے یا بیس دن ہیں لیکن تاریخ متضمن سالہائے ہجرت اور تاریخ

قدیمہ مشہورہ کا بنا کر اول کتاب میں درمیان مقدمہ کے لکھا ہے اگر کسی کو فاصلہ درمیان دونوں تاریخوں کے معلوم کرنا منظور ہو تو اس جدول سے اسطور پر دریافت کرے کہ جہاں وہ دونوں تاریخ جس خانہ میں ملی ہیں اسکو معلوم کر کے اور درمیان ہجرت کے دیکھ جو عدد کم ہوا اسکو زائیدے دور کر کے بچت جو رہے وہ فاصلہ ہے دونوں تاریخوں میں۔ مثلاً ہم چاہتے ہیں معلوم کرنا کہ کیا فاصلہ ہے پیدائش مسیح اور پیدائش رسول اللہ کے میں تو کم کریں ہم اس فاصلہ کو جو درمیان پیدائش رسول اللہ کے اور

درمیان ہجرت کے ہیں وہ تیرہ برس دو مہینے اور آٹھ دن ہیں انکو ہم نے مفروق بنا کر چھ سو اکتیس = جو مفروق ہیں دور کیا مانی ہے پانسو اٹھتر برس اس میں سے دو مہینے آٹھ دن کو ہی جب کم کر دیا۔ وہ فاصلہ درمیان پیدائش پیغمبر خدا اور جناب مسیح کے ہوگا۔ اسبطر جسے جولسی دونا کو میں کا فاصلہ نکالنا منظور ہوا اسے دریافت کر لے۔

تواریخ قدیمہ مشہورہ کے سال

واضح ہو کہ درمیان ہجرت نبویؐ اور آدم علیہ السلام کے معتقنائے تورات یونانی اور بموجب مذہب مورخین کے چھ ہزار دو سو سولہ برس ہیں۔ اور معتقنائے فوائے تورات یونانی اور مذہب منجین کے حبیب کہ ادھوں نے اپنے زیچوں میں لکھا ہے پانچ ہزار نو سو ستھ^{۵۹۶} ہیں اور بموجب بیان تورات عبرانیہ اور مذہب مورخین کے چار ہزار سات سو اکتالیس^{۴۲۵۰} ہوتے ہیں۔ اور منجین کے نزدیک دو سو اچاس رس جمع مذکورہ سے کم کرنی چاہیں۔ اور بموجب فوائے تورات سامریہ اور مذہب مورخین کے پانچ ہزار ایک سو ستیس اور بموجب مذہب منجین کے وہی دو سو اچاس کم کرنی چاہیں ایسی حال اس تواریخ قدیمہ میں جو تحت نصر سے اول تھی چلا آتا ہے اور درمیان ہجرت نبویؐ اور طوفان کے مورخین کے مذہب افق تین ہزار نو سو چتر برس ہوتے ہیں۔ اور طوفان جب آیا تھا اسوقت حضرت نوح علیہ السلام کی عمر چھ سو برس کے تھی۔ اور بعد طوفان کے حضرت نوح علیہ السلام تین سو چتر برس تک زندہ رہے تھے۔ اور منجین کے نزدیک تین ہزار سات سو چتر^{۳۶۲۵} برس ہیں حبیب کہ ابو کثیر اور کوشیا جغیرہ نے اپنے زیچوں اور تقویموں میں لکھا ہے۔ اور بموجب

زبانیں مختلف اور بولیں علیحدہ علیحدہ ہو گئیں تھیں وہیں اور ہجرت میں بموجب مذہب و زمین کے تین ہزار تین سو چار برس ہیں اور بخین کے دو سو اچاس برس کم کرنے چاہئیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے اور درمیان پیدائش حضرت ابراہیم خلیل اسم اور ہجرت کے بمقتضائے مذہب و زمین کے دو ہزار آٹھ سو تہتر برس ہوتے ہیں اور بخین کے نزدیک دو سو اچاس برس کم کرنے چاہئیں اور درمیان ہجرت اور بنا کعبہ منظر کی جو حضرت ابراہیم خلیل اسم اور اسکے بیٹے اسماعیل نے بنایا تھا دو ہزار سات سو اور قریب نہتر برس ہوتے ہیں جب کچھ طیار کیا گیا اس وقت حضرت ابراہیم ایک سو برس کے تھے اور درمیان ہجرت اور وفات حضرت موسیٰ اسم کے مورخین کے نزدیک دو ہزار تین سو اٹھائیس برس ہیں بخین کے نزدیک دو سو اچاس برس کم۔ اور درمیان ہجرت اور تعمیر بیت المقدس کے مورخین کے نزدیک ایک ہزار آٹھ سو اور قریب دو برس کے ہیں۔ جب اسکی تعمیر سے فراغت ہو چکی تھی وہ سال گیارہواں جلوس حضرت سلیمان اسم کا تھا اور حضرت موسیٰ اسم انتقال فرمائے کہ پانچ سو چھیتر برس ہو چکے تھے۔ بخین کے نزدیک دو سو اچاس برس کم کرتے ہیں۔ اور درمیان ہجرت اور ابتداء ملک بخت نصر کے ایک ہزار تین سو اٹھتر برس ہیں اس میں کچھ خلافت نہیں۔ اور درمیان ویرانی بیت المقدس اور ہجرت نبوی کے ایک ہزار تین سو اچاس برس گزرے ہیں جب بیت المقدس ویران ہوا تھا۔ بخت نصر کے جلوس کو انیس برس گزر چکے تھے اور تتر برس تک ویران پڑا رہا بعد اچائیس برس گزرنے کے پھر اسکی تعمیر ہوئی اور بنی اسرائیل آکر اوس میں بسے اور درمیان ہجرت اور غلبہ پانے اسکندر کے دارا بادشاہ فارس پر نو سو چھیتر برس ہیں یہی ابتداء سلطنت سکندر کی فارس پر تھی۔ بعد غلبہ پانے کے دارا پسات برس سکندر جیا تھا۔ اور درمیان ہجرت اور قطیس کے نو سو ستائیس برس ہیں شخص سکندر کا چھوٹا بھائی بارہ برس اوس سے عمر میں کم تھا اوسکے بعد مقدونیہ کا یہ بادشاہ ہوا۔ بطلمیوس نے اسکا ذکر کیا ہے۔ اور درمیان ہجرت اور غلبہ پانے افسطس کے قلو بطر ملکہ مصر پر چھ سو باون برس ہیں جس سال میں غلبہ پایا تھا وہ بارہواں برس سلطنت افسطس کا تھا اور درمیان پیدائش حضرت مسیح اور ہجرت نبوی کے چھ سو اکتیس برس ہیں اور وہ پیدائش مسیح کی جبکہ ہوئی تھی تبیں سو چار برس اسکندر کے غلبہ کو دارا پر اور اکیس برس غلبہ افسطس کو قلو بطر پر گزرے تھے اور درمیان ہجرت اور

ویران ہونے بیت المقدس کے دوسری دفعہ پانسواٹھ اٹھ برس ہیں۔ یہ ویرانی اور تباہ ہو جانا بیت المقدس کا بعد چالیس برس جناب مسیح کے ظہور میں آیا تھا اور اسی سال میں تمام یہود پراندرہ اور متفرق ہو گئے تھے اور درمیان ہجرت اور ابتداء سلطنت اور یانوس کے پانسو سات برس ہیں۔ اور درمیان ہجرت اور قیام سلطان اردشیر بن بابک کے چار سو بائیس برس کا فاصلہ ہے یہی تاریخ تباہی ملوک طوالیف کی ہے اور درمیان ہجرت اور ابتداء و قلیطانوس تین سو انتالیس برس ہیں۔ یہ بادشاہ اخیریت پرست شاہان یونان میں سے ہے۔ اور درمیان ہجرت اور پیدائش پیغمبر خدا کے تیرہ برس اور دو مہینے آٹھ دن کا فاصلہ ہے۔ اور درمیان ہجرت اور مبعوث ہونے پیغمبر خدا کے تیرہ برس دو مہینے اور آٹھ دن ہیں۔ اور درمیان ہجرت اور وفات پیغمبر خدا میں نو برس گیارہ مہینے بائیس دن ہیں بعد ہجرت کے۔

بیان ہے سبب ہجرت کا

واضح ہو کہ سبب ہجرت فرمانے رسول اللہ صلیم کا یہ تھا کہ قوم قریش نے یہ خیال کیا تھا کہ چونکہ رسول اللہ کے مددگار اور معاون اب بہت ہو گئے ہیں اور اصحاب میں بھی بہت آدمی داخل ہیں ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ مکہ سے اپنے معاونین کو ہمراہ لیکر مدینہ پر چڑھالی کر کے اپنے قبضہ میں لاویں اس سے بہتر یہ ہے کہ ہر ایک قبیلہ کا ایک ایک اپنے ہمراہ جمع کرو اور رسول اللہ پر تلوار کشی کر کے اس کو قتل کرو۔ یہ خبر جب پیغمبر خدا کو معلوم ہوئی حضرت مفضل بن عبد اللہ علی کریم اللہ وجہ کو ارشاد کیا کہ یا علی تم میری جائے پر یہ سبز چادر میرا اوڑھ کر سو رہا وہیں چلا جاتا ہوں تم سب امانتیں اور دولتیں لوگوں کی جو میرے پاس سپرد کی ہوئی ہیں ان کو بچا کر ہر ایک کی ودایت اس کے سپرد کرنا اور مخالفین رسول مقبول کے یعنی کفار قریش سے بچنا خدا کے دروازہ پر بارادہ کو دے حضرت کے گھر میں مجتمع ہو رہے تھے کہ حضرت ایک ٹہنی خاک کی اپنے ہاتھ مبارک میں لیکر سرورہ لیسٹن اویس پڑھ کر بھونک کر اون کا فروں کے سروں پر پھینک دی اور حضرت اس مجمع میں سے صاف نکل گئے کسی نے حضرت کو نہ پہچانا لیکن کسی نے خبر لے لی اور ان کو خبر دی کہ پیغمبر خدا تمہاری آنکھوں میں خاک ڈال کر چلے گئے اسلئے وہ نہایت مضطرب ہوئے اور اس رات کی تفتیش کی نہ حضرت علی کو پیغمبر خدا

کی چادر اوڑھی ہوئی پایا لیکن اونکو صبح تک یہی خیال رہا کہ پیغمبر خدا سوتے ہیں۔ جب بوقت صبح حضرت علیؓ بیدار ہوئے اونکی چمکی کھل گئی اور یقین ہو گیا کہ پیغمبر خدا ہمارے ہاتھ سے نکل گئے حضرت علیؓ بھی تمام دولہ پیغمبر خدا کی سپرد کی ہوئیں اونکے وارثوں کو دیگر پیغمبر خدا کی خدمت میں تشریف لگے۔ جب پیغمبر خدا نے ہجرت فرمائی تو آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر میں تشریف لائے حضرت ابوبکر صدیقؓ بشارت ہجرت کی سنکر بہت خوش ہوئے بلکہ اس خوشی کے سبب رونے لگے اور حضرت کے ہمراہ ایک غار میں جہاں نام نور ہے۔ یہ ایک پہاڑ ہے نیچے مکہ سے وہاں پہنچے ایک شخص اسی عبد اللہ ابن ارقیط جو مشرک تھا کافروں سے کہا کہ میں تمکو پیغمبر خدا کے جانے کا حال اور جہاں وہ گئے ہیں بتلا دوں گا تم مجھکو کیا اجرت دو گے ادھوں نے اسکو کچھ اجرت دیکر اپنا ہادی لیا۔ پیغمبر خدا اس غار میں ہمراہ ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ کے تین دن چھپے بیٹھے۔ بعد تین روز کے حضرت صبح اٹھ کر ابوبکر صدیقؓ اور عامر بن فہرہ کی جو حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اسی طرف مدینہ منورہ کے ہوئے ہر چند کہ قریش نے پیغمبر خدا کے ڈھونڈنے میں کچھ کمی نہ کی تھی بلکہ سراقہ بن مالک المذہبی نے ایسا تعاقب کیا کہ حضرت کے قریب جا پہنچا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کافروں نے ہکو پالیا پیغمبر خدا نے ارشاد کیا کہ اسے ابوبکر صدیقؓ تو کچھ غم نہ کر کیونکہ خدا سبحان والا ہمارے ساتھ ہے یہ فرما کر حضرت نے سراقہ مذکور کی حق میں بددعا کی مجھ اس بددعا کے سراقہ کا گہرا پیشینہ نکادیں۔ سخت میں جو نرم نہ تھی دہس گیا۔ سراقہ نے پکار کر عرض کی کہ یا حضرت میرے واسطے دعا فرمائیے میں کسی کافر کو آپ تک نہ نہ دوں گا بلکہ جو آیا ہو پاؤں گا اس سے یہ کہہ دوں گا کہ پیغمبر خدا یہاں کو تشریف نہیں لے گئے ہیں میں ڈھونڈھ آیا ہوں حضرت نے دعا کی وہ گھوڑا نکل آیا لیکن وہ سبب اپنے دل سخت ہونے کے پھر باز نہ آیا بلکہ اسے پھر تعاقب کیا۔ حضرت نے پھر بددعا کی پھر گھوڑا دھس گیا۔ دوسری بار اسے پھر التجا کی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ سے میں چلا جاؤں گا اور کسی ڈھونڈنے والے کو نہ آنے دوں گا سب کھوجوں کو ہٹا دوں گا۔ حضرت نے پھر بددعا کی اور فرمایا کہ چلا جا۔ چنانچہ سراقہ اٹھا چلا اور جو شخص اسکو ملا سرانگ نکلنے والوں سے اسکو یہ کہہ کر چلا جاتا تھا کہ کیوں تفتیح اوقات کر رہی ہو پیغمبر خدا کا آگے ہمیں کھوج نہیں ملتا اور پیغمبر خدا بارہویں تاریخ صبح الاول روز دوشنبہ کو کویت ظہر سنہ اول ہجری میں داخل مدینہ منورہ کے ہوئے۔ اور قبا میں کاظم ابن الہدیم کے پاس

فرز کوں ہو کر دو شنبہ۔ سہ شنبہ۔ چہار شنبہ۔ جمعرات حضرت نے وہاں تشریف رکھ کر مسجد قبا کی بنیاد ڈالی
 جمعہ کے روز حضرت برآمد ہوئے وہاں کے باشندوں کی یہ حالت تھی کہ جو حضرت کے نانہ کو دیکھتا تھا
 اور جس گھر انصار کے حضرت گذرتے تھے بہت تواضع و تکریم سے پیش آتے تھے اور حضرت کے
 نانہ کو روک روک لیتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ حضرت یہیں قدم رنجہ فرمائیے اور آرام کیجئے
 کیونکہ آپ بہت تھکے ہوئے ہونگے یہاں تک کہ حضرت اسی تکریم اور تعظیم سے اوس مقام تک جس
 جائے مسجد نبوی نبی ہوئی ہے تشریف لے گئے۔ حضرت کا ارادہ سہل اور سبھل سے جو کہ دولٹ کے
 عمرو کے یتیم تھے ملاقات کر نیکا تھا اسلئے حضرت معاذ ابن عتبرا کے مکان میں تشریف لے گئے۔
 اور اوس جائے کو حضرت نے برکت دی اور نانہ سے اتر کر تشریف رکھی۔ ابوالیوب مارے شوق
 کے حضرت کی نانہ کا کجاوہ اپنے گھر ادٹھا کر لے گیا چنانچہ حضرت بھی ابوالیوب انصاری کے گھر
 میں تشریف لے گئے تا طہاری مسجد نبوی اور مسکن شریف کے اوسی گھر پر قیام پذیر رہے کہتے ہیں
 کہ جس جائے مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی ہے وہ زمین بنی بنجار کی ملکات تھی اوس جائے پر
 درخت کھجور کے تھے اور وہاں پانی پڑا ہوا تھا اور شریکین کا وہاں قبرستان بھی تھا۔

بیان ہے نکاح کرنے پیغمبر اکا حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے

واضح ہو کہ پیغمبر خدا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبل ہجرت فرمانے کے اور بعد فوت
 ہونے حضرت صدیقہ نبوی سابقہ کے نکاح کیا تھا مگر اس نبوی سے حضرت نے بعد گزرنے آٹھ
 مہینے کے ہجرت سے صحت اور بے ملامت فرمائی اور ایام میں جب صحت میں حضرت آئیں اس
 نبوی کی عمر نو برس کی تھی اور جب پیغمبر نے آنے رحلت فرمائی اوس وقت اس نبوی کی عمر اٹھارہ برس
 کی تھی۔

بیان ہے بھائی چارہ ہونیکا درمیان مسلمانوں کے

مختب رہے کہ پیغمبر خداؐ نے حضرت علیؑ ابن ابی طالب کو بھائی بنایا چنانچہ حضرت علیؑ اسی وسط درمیان کوفہ کے منبر پر اپنے ایام خلافت میں فرماتے تھے کہ اے مسلمانوں میں پیغمبر خداؐ کا بھائی ہوں اور اللہ کا بندہ ہوں جب حضرت علیؑ کو اپنا بھائی بنایا تو سب صحابہ نے آپس میں ایک دوسرے کو یا تغیبیل یا بنی تغیبیل حضرت ابوبکر صدیقؓ اور فارحہ بن زید بن ابی زبیر انصاریؓ دونوں بھائی ہوئے۔ اور ابوعبیدہ بن الجراح۔ اور اسعد بن معاذ انصاریؓ دونوں بھائی ہوئے اور عمر بن الخطابؓ اور عتبان بن مالک انصاریؓ دونوں بھائی ہوئے اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن بچ انصاریؓ دونوں بھائی ہوئے اور عثمان بن عفان۔ اور انوش بن ثابت انصاریؓ دونوں بھائی ہوئے اور طلحہ ابن عبید اللہ اور کعب ابن مالک انصاریؓ دونوں بھائی ہوئے اور سعید بن زید اور ابی بن کعب انصاریؓ دونوں بھائی ہوئے۔ مختب رہے کہ اول کچھ جو مہاجرین میں سے بعد ہجرت کے پیرا ہوا تھا وہ عبد اللہ ابن زبیر ہیں اور کچھ جو انصار میں پیدا ہوا وہ نعمان ابن بشیر ہیں۔

بیان ہے بدل جانے قبلہ کا نمازیں

پوشیدہ نہ رہے کہ دوسرے سال ہجرت کے بموجب حکم خدا تعالیٰ کی بدلت جانے قبلہ کا طرف کعبہ شریف کے اول اوسے نماز درمیان مکہ شریف کے اور بعد آنے رسول اللہ کے مدینہ میں بھی اٹھا ہ مبینہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی جاتی تھی۔ لیکن ماہ شعبان میں پیر کے دن پیغمبر خداؐ اظہر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ دفعتہ کعبہ کی طرف پھگے گئے وہ لوگ جو حضرت کے مقتدی تھے وہ بھی فوراً حجاز کے ہمراہ ہی پھر گئے اور نماز ہی میں رہے اور اسی سال میں یعنی سہ ہجری میں رمضان شریف کے روزہ فرض ہوئے اور اسی سال میں پیغمبر خداؐ مجد اللہ بن حبش اسدی کے ہمراہ آٹھ آدمی کر کے طرف نخلہ کے واسطے جا سوسی اخبار قریش کے روانہ فرمایا تھا یہ نخلہ درمیان مکہ اور طایع کے واقع ہے جب وہ لوگ وہاں پہنچے اونکے نزدیک قریش کے گدھے گزرے اون لوگوں نے اون گدھوں کو لوٹ لیا اور گدھے مقید کر کے سواونکے حضرت کے پاس لا حاضر کئے یہ اول غنیمت مسلمانوں کی تھی جو پہلی ہی دفعہ اونکے ہاتھ آئی نقل کیا گیا ہے یہ کتاب الا شراق سے جو سودی کی تصنیف سے ہے اور اسی سال میں مجد اللہ ابن زید بن عبد اللہ انصاری نے درمیان اپنی خواب کے دریاات

کیا تھا کہ ازاں اس طور پر دینی چاہیے جس سے مسلمانوں کو اطلاع وقت نماز کی ہو جایا کرے اور اسکے خواب ہی کے موافق وحی بھی نازل ہوئی۔

بیان ہے اوس جنگ عظیم کا جسکو جنگ بدر کہتے ہیں

پوشیدہ نہ رہے کہ یہ وہ لڑائی ہے جس میں خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا یہ سچا دین دین اسلام ہے حال اسکا یہ ہے کہ قتل ملک شام سے ہمراہ ابوسفیان ابن حرب کے موعیت تین مردوں کے قریش میں آیا تھا اوسکے پاس رسول اللہ نے چند آدمیوں کو بھیجا کہ اپنے پاس بلوایا یہ خبر ابوسفیان نے پا کر مکہ میں جا کر قوم قریش سے اس طور پر بیان کی کہ رسول اللہ کا ارادہ تم پر پڑی ہو کرنے کا ہے یہ خبر سنکر وہاں کے باشندوں کے تنوں میں آگ بھٹک گئی فوراً نو سو پچاس مرد کی جمعیت لیکر جن میں سو آدمی سوار باقی پیادہ تھے مکہ سے خروج کیا اس لڑائی میں تمام اشرف پنیہ خدا پر چڑھ کر آئے تھے مگر ابولہب، آیا اوسکی جائے پر عاص بن ہشام تھا۔ اور اس طرف پیغمبر خدا کے ہمراہ تین سو مرد بدین تفصیل تھے۔ ستر مہاجرین میں سے باقی انصار۔ اور سوار کوئی نہ تھا سو آدمی مردوں کے ایک مقداد بن کندہ بلا شک شبہ۔ اور دوسرے میں خلتا ہے کوئی کہتا ہے کہ وہ زبیر بن العوام ہے اور کوئی کہتا ہے کہ نہیں کوئی اور تھے اور ستر اونٹ حضرت کے ہمراہ تھے جب حضرت الصخر میں پہنچے آپکو خبر آئی کہ مشرکین غیر کے پاس آپنچے ہیں اوسیں وہ لوگ اپنی جہیت کے ساتھ اتریں گے اسلئے حضرت نے وہاں سے کوچ فرما کر بدر میں لکھ چشمہ خور دپر جو کہ ایک قبیلہ کا تھا مقام کیا حضرت سعد بن معاذ نے لکھڑیوں کی ایک چھت واسطے اجلاس فرمانے پیغمبر خدا کے بنادی اوپر جناب سرور کائنات محمد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹھے اور حضرت نے قوم قریش کو ملاحظہ فرما کر دست بردار ہو کر حضرت نے جناب باری سے عرض کی کہ اے خدا! یہ قوم قریش بہت فخر اور غرور سے تیرے رسول کو ہٹھلانے کے واسطے سوار لیکر آئی ہے جو تو وعدہ کیا تھا اوسکے بموجب اب اپنے بندہ کی مدد بھیج۔ حضرت یہ دعا کر رہے تھے کہ قریش بہت نزدیک آگئے اور عبیدہ بن ربیعہ۔ اور سہیل بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ تین شخص ہنگامہ آرا سے نکلا پھر پیغمبر نے عبیدہ بن حارث بن مطلب کو ارشاد کیا کہ تم عبیدہ سے مقابلہ کرو۔ اور اپنے چچا تمزد کو ارشاد کیا

کہ شیبہ سے لڑو۔ اور علیؑ ابن ابی طالب کو حکم ہوا کہ ولید بن عتبہ سے مقابلہ کرو چنانچہ حضرت حمزہؓ نے شیبہ مذکور کا سر پٹھایا اور اڑا دیا اور حضرت علیؑ نے ولید کو ہنہم اصل کیا۔ اور عبیدہ اور عتبہ دونوں گھباہل ہوئے۔ اوسنے اوسکو مارا اور اوسنے اوسکو حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؓ نے جو یہ حال دیکھا ایک کے عتبہ کو قتل کیا۔ اور عبیدہ کو دونوں نے اڑھایا کیونکہ انکے پیر کٹ گئے تھے چنانچہ وہ شہید ہوئے پیغمبر خدا اوس چوتزہ پر دُعا میں مستغرق تھے آپ کے بہرا ابو بکرؓ بھی بیٹھے تھے اور حضرت ہی فرما رہے تھے کہ اللہ اہلاک کر اس قوم سرکش کو جو عبادت نہیں کرنی تیری درمیان زمین کے اور نجات دے ہما جو حبیبہ کہ وعدہ کیا ہے تو نے۔ حضرت ایسے بیہوش اپنی دُعا میں تھے کہ آپ کی چادر گر پڑی حضرت ابو بکر صدیقؓ نے وہ چادر آپ کے اوپر پھرا ڈر ہادی اور کفار نے حضرت کے اوس جوتزے تک آہجوم کیا آپ دفعۃً ہوشیار ہوئے اور فرمایا کہ اے ابو بکر! اللہ تعالیٰ کی مدد آئی یہ فرما کر حضرت وہاں سے اتر کر لوگوں کو لڑنے پر رینگنے کرتے اور ڈھارس دیتے ہوئے تشریف لائے۔ اور ایک مٹھی کنکروں کی حضرت نے ہاتھ میں لیکر قوم قریش پر پھینک کر بددعا دی بعد ازاں اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اوپر سختی اور تشدد کرو۔ چنانچہ انکو تنگست ہوئی یہ واقعہ سترہویں تاریخ ماہ رمضان اور جمعہ کو ہوا۔ اور عبد اللہ ابن مسعود صحابی ابو جہل شام کا سر جو بوقتِ روبرو پیغمبر خداؐ کے اڑھا کر لیگیا حضرت نے سجدہ کیا کہ کیا ابو جہل کی عمر بروقت مار جانے کے ستر برس کی تھی۔ نام ابو جہل کا عمرو ہے وہ بیٹا شام کا پوتا میزہ کا پڑا عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کا ہے۔ العاص بن ہشام بہائی ابو جہل کا ہی اسی جنگ میں مارا گیا تھا اس لڑائی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی مدد کو ایک ہزار فرشتہ کی کمک دی تھی جب ابو جہل نے یہ حال اہل بدر کا مکہ میں سنا مارے غم و الم کے سات دن کے بعد وہ بھی مر گیا تعداد مقتول مشرکین کی ستر اور مقتیدین بھی اتنے ہی تھے سوائے اون ستر مرد مقتولین کے اور بھی ہیں۔ چنانچہ حنظلہ ابن ابوسیفان بن حرب۔ اور عبیدہ بن سعید بن العاص بن ابیہ۔ ان دونوں کو حضرت علیؑ ابن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور زمعہ بن بن الاسود کو حضرت حمزہؓ نے۔ اور حضرت علیؑ نے ملکر مارا تھا۔ اور ابو الجحری بن ہشام کو الحمد بن زبید نے قتل کیا۔ اور نوفل بن خویلد بہائی خدیجہ کا جو ایک شیطان شیطا طین قریش کا تھا۔ یہ وہ ہے جو نزدیک ابو بکرؓ اور طلحہ بن خویلد کے بروقت اونکے سلمان ہونے کے درمیان پہاڑ کے نہا اوسکو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔ اور

عبید بن عثمان بن عمر البیتھی کو بھی حضرت علیؑ نے قتل کیا اور سعد بن ابی امیہ مخزومی اور سکونہ بن عمرو نے قتل کیا۔ اور عبد اللہ بن مسند زعمزومی کو حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے قتل کیا۔ اور نبیہ بن الحجاج سہمی کو ابو الیسر انصاری نے قتل کیا۔ اور اس کے بیٹے عاص کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔ اور اس کے بھائی نبیہ بن الحجاج کو حضرت حمزہ اور سعد بن ابی وقاصؑ نے بلک مارا۔ اور ابو العاص بن قیس سہمی کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔ اور بنو مکیہ بن کے ایک جاس چ حضرت کے اور دو بیٹے حضرت عباس کے ایک عقیل بن ابی طالب۔ دوسرے نوفل بن الحارث بن عبد المطلب تھے جب لڑائی سے فراغت ہو چکی حضرت نے ارشاد کیا کہ مقتولین کی لاش ایک کنوئیں میں جو قریب تھا والدہ چنانچہ جو بیس لاکھ داران قریش کی لاش کھینچ کر اس کوئیں میں ڈال دیں۔ اور حضرت نے میدان بدر میں تین رات ہمراہ چودہ مرد کے جنگی تفصیل یہ ہے کہ چھ اونیس سے ہاجرین اور آٹھ انصاری تھے اقامت فرما کر انصار کی طرف مال غنیمت لیتے ہوئے جنگ بدر سے مراجعت کی اس وقت پیغمبر خداؐ نے حضرت علیؑ ابن ابی طالب کو ارشاد کیا کہ انصر بن حارث کو بھی قتل کر دینا شخص پیغمبر خداؐ کا بہت دشمن تھا جو وقت پیغمبر خداؐ قرآن شریف پڑھا کرتے تھے وہ یہ کہا کرتا تھا کہ محمد اگلوں ہی قصوں کو بیان کرتا ہے کچھ نئی بات نہیں بولتا۔ جب اس کا یہ حضرت علیؑ نے اڑا دیا۔ اس وقت ارشاد کیا کہ عقبہ بن ابی معیط کو گردن مارو۔ فوراً وہ بھی قتل کیا گیا۔ حضرت عثمان بن عفان اس جنگ میں بموجب ارشاد پیغمبر خداؐ کے حاضر نہ تھے کیونکہ انکی بیوی رقیہ جو حضرت کی بیٹی تھی بہت بیمار ہو رہی تھیں اسلئے حضرت نے انکو فرمایا تھا کہ تم مدینہ ہی میں رہو چنانچہ وہ دختر نیک اختر بنی کی اپنی بیوی زوجہ حضرت عثمان بن عفان کی راہی ملک بقاء موی بروقت رحلت حضرت کے دینا میرا رک کو بھی دیکھنے نہ پائی۔ کیونکہ انہیں روز سے حضرت مدینہ میں سے تشریف لے گئے تھے۔

بیان اوس لڑائی کا جو یہودیوں نے اپنے اولاد
قیقاع نے حضرت سے کی

یہ اول یہودیوں نے پیغمبر خداؐ کا عہد توڑا چنانچہ اسلئے حضرت نے درمیان سلسلہ ہجری

کے اونپر خروج کیا وہ قلعہ میں متحصن ہوئے۔ حضرت نے پندرہ دن تک اونکا محاصرہ کیا بعد ازاں بموجب حکم پیغمبر خدا کے وہ قلعہ میں سے نکلے۔ حضرت چاہتے تھے کہ اونکو قتل کریں لیکن بعد ازاں بن ابی سلول خزرجی منافق نے یہ یہود و خلفاء الخزرج کے تھے حضرت سے شفاعت اور غوغا چاہی حضرت نے اوسکی طرف مٹہ پھیر لیا۔ اوسنے پھر سوال کیا حضرت نے مٹہ پھیر لیا۔ آخر لاچار ہو کر حضرت کے گریبان کو پکڑ لیا اور کہا کہ اے رسول اللہ! جو جواب باصواب فرمائیے۔ رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ افسوس بے نتیجہ چھوڑو مجھکو اوسنے کہا کہ یا حضرت قسم ہے خدا کی جب تک حضور جواب باصواب نہ فرمائیں گے نہ چھوڑونگا اور سوقت تک۔ حضرت نے اوسکی جان بخشی فرمائی اور حکم دیا کہ اونکو جلا وطن کر دو۔ اور سب اسباب اونکا لوٹ لو چنانچہ مسلمانوں نے فوراً اونکا اسباب چھین لیا

بیان غزوۃ السویق کا

اس لڑائی کا یہ حال ہے کہ ابوسفیان نے اس طوڑ پر قسم کھائی تھی کہ جب تک محمد سے نہ لڑوں جب تک خوشبو نہ سونگھوں اور نہ عورت کے ہاتھ لگاؤں کیونکہ مقتولین بدر سے اوسکو کمال پہنچ تھا۔ اسلئے دو سو سوار لیکر لڑنے نکلا۔ اور اپنے آگے پیادے دیہ کی طرف روانہ کئے۔ جب وہ عقیق پہنچے ادھوں نے چند مسلمانوں کو جو انصار تھے شہید کیا۔ جب رسول اللہ نے یہ حال سنا ابوسفیان کی تلاش میں حضرت بھی نکلے ابوسفیان مد اپنے یاروں کے بھاگ گیا۔ اور ایسا ڈر کر بھاگا کہ بہت اسباب چھوڑ گیا تاکہ ہلکا ہو جاوے چنانچہ بعض قبیلی سنو کی جو ساتھ لائے تھے نہیں اونکو اسی مقام پر چھوڑا تاکہ تغیف ہو جاوے اس واسطے اوسکو غزوۃ السویق کہتے ہیں۔ غزوہ کے معنی جنگ کے اور سویق سنو کو کہتے ہیں۔

بیان غزوۃ قرقر الکدر کا

کہتے ہیں کہ یہ لڑائی تیسرے سال ہجری میں ہوئی تھی اصل یہ ہے کہ قرقرۃ الکدر نام ایک چشمہ کا ہے جو راہ اعراق سے طرف مکہ کے پورے پورے بھڑوں نے جب حضرت کو یہ خبر دی کہ اس مقام پر ایک گروہ قبیلہ سلیم اور غطفان کا واسطے شورش اور فساد کے مجتمع ہوا ہے اسلئے پیغمبر خدا بارہ

جنگ وہاں تشرف لے گئے تھے لیکن جب وہاں کوئی کافر حضرت کے مقابل پر نہ آیا آپ نے طرف مدینہ کے نبضت فرمائی اسی سلسلہ جبری میں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور اسی سال میں حضرت علی کا نکاح حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ سے ہوا تھا۔ اور اسی سال میں ایک لڑائی درمیان بکمر بن وائل اور لشکر کسر اسے پر وزیر کی جسکا سپہ سالار ہامز تھا ذی قار پر ہوئی۔ اس لڑائی میں فارسیوں کو شکست فاش ہوئی۔ ہامز سپہ سالار بھی مارا گیا۔ اور بہت آدمی فارسیوں کے کام آئے۔ اسی سال میں امیہ ابن ابی الصلت نے بھی وفات پائی اور سکنا نام عبداللہ بن جعفہ تھا۔ وہ سرداران کفار سے گزرا ہے کتب انبیاء اور اس نے سب پڑھی تھیں اور جانتا تھا کہ ایک بنی مہوٹ ہوگا۔ مگر وہ یہ چاہتا تھا کہ میں خود بنی ہونالو خوب تھا اسلئے پیغمبر خدا کا اوسنے بہ سبب کے انکار کیا اونکی تصدیق بہ سبب بغض نہ کی وہ ملک شام تک گیا تھا جب وہاں سے پھر کر آیا لوگوں نے اوسے کہا کہ اس کنوئیں میں جنگ بدر کی لاشیں پڑی ہیں اون مردوں میں شبیبہ اور عبثہ دو یہائی ماموں زاد امیہ مذکور کے بھی تھے اونکی لاشیں دیکھ کر امیہ مذکور کو بہت رنج ہوا۔ چنانچہ اوسنے اپنی اونٹنی کے دونوں کان کاٹ کر اوس کنوئیں پر ٹھیکر ایک مرثیہ بہت بڑا نصیف کر کے ماتم کیا۔ قول مترجم (اوسکے اشارت مذکورہ عرب میں بیٹے لکھے ہیں)۔

اب شروع ہوا سلسلہ حرم

اس سال میں درمیان ماہ رمضان شریف کے حضرت امام حسن ابن علی پیدا ہوئے اور اسی سال میں کعبہ ابن الاشرف یہودی مقتول ہوا اوسکو محمد سید انصاری نے قتل کیا تھا۔

بیان ہے جنگ احد کا

واضح ہو کہ تین ہزار قریش جنہیں سات سو زہ پوش اور دو سو سوار تھے اور باقی پیادہ ہمراہ ابوسفیان ابن حرب کے مجتہد ہو کر ارادہ پر فاش کار رسول اللہ سے رکھتے تھے اس لڑائی میں زوجہ ابوسفیان کی یعنی ہند بنت عقیلہ بھی اوسکے ساتھ تھی۔ پندرہ عورتیں ہاتھوں میں دف لے ہوئے مقتولین جنگ بدر پر روتی اور سلمانوں سے اڑنے کے واسطے منتر کوں کو برا بکھینچہ کرتی تھیں

یہ سب لوگ مکہ سے جمع ہو کر مقام ذوالحلیفہ میں جو مقابل مدینہ منورہ کے ہے بدرہ کے روز چوتھی تاریخ ماد شوال سنہ ہجری کو اترے اب رسول اللہؐ نے تمام صحابہ سے اس امر میں شورت لی کہ آیا مدینہ سے نکل کر ان کا مقابلہ کریں یا مدینہ ہی پر لڑیں عبداللہ بن ابی بن ابی سلول منافق نے یہ کہا کہ یا حضرت آپ سچے ہیں میں تمام فرمایا کہ وہ لوگ بہت حیویت رکھتے ہیں میدان میں مقابلہ کرنا مناسب معلوم نہیں ہوگا۔ اور بیچ صحابہ نے عرض کیا کہ میدان میں نکل کر لڑنا اور کافروں کو شکست دینا مناسب ہے اسلئے پیغمبر خدا نے ایک ہزار صحابہ ہمراہ ایک مہینہ کفار پر مدینہ سے کوچ فرما کر مقام اُحد میں جو وقت پہنچے وہاں سے عبداللہ بن ابی بن سلول منافق تین اور منافقوں کو اپنے ہمراہ لیکر لایا جا لیا اور کہہ دیا کہ میں انکی اطاعت سب طرح سے کی مگر میری اونہوں نے جب اتنی توبہ ہم نہیں جاتے اسکے جانے سے جو شخص منافق تھا وہ بھی اسکا پیرو ہو گیا پیغمبر خدا ایک اُحد کی گھاٹی میں جا کر اترے حضرت کی پشت اُحد کی طرف تھی۔ یہ لڑائی مہینہ کی ساتویں تاریخ شوال کو ہوئی تھی حضرت کے ہمراہ سات سو آدمی تھے جن میں ایک سو آدمی زرد پوش اور باقی بے زرد مگر سب کے سب پاپیادہ تھے کسی کے پاس سوائے دو شخصوں کے گھوڑا نہ تھا۔ ایک رسول اللہؐ کے پاس تھا۔ اور ایک ابی بردہ کے پاس تھا اور مصعب ابن عمیر جو عبدالدار کی اولاد میں ہیں اور سرور علم بردار تہا۔ اور شمر کین کی مہینہ پر خالد بن ولید تھا مہینہ پر عکرمہ بن ابوجہل تھا۔ اور علم بردار انکے عبدالدار کی اولاد کے آدمی تھے حضرت نے پچاس آدمی تیز انداز اپنے پیچھے کی صف میں کھڑے کر دیئے تھے جو وقت جا نہیں کا مقابلہ ہوا اسوقت سماء بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان کے معہ اور عورتوں کے جو شمر کین کے پیچھے کھڑی ہوئی دھت بجا رہی تھیں یہ ہمدانہ تھیں۔ افسوس ہے تم پر اسے اولاد عبدالدار کی اور افسوس ہے تم پر اسے بہادر و مارے گئے تم ایک ظالم کے ہاتھ سے۔ اور حضرت حمزہؓ نے چچا پیغمبر خداؐ کے اس لڑائی میں خوب لڑے داد جو انہر دی دیگر سسی ارطاة علم بردار شمر کین کو قتل کیا۔ اسی اثنا میں سباع بن عبدالعزیٰ بیٹا سماء ثناء کا جو کہ میں تھے حضرت حمزہؓ کے سامنے آیا آپ نے اسکو دیکھتے ہی فرمایا کہ آہرام زادہ یہ کہتے ہی ایک ہاتھ تلوار اُبار کا اسکے سر پر چھوڑا وہ وار خالی گیا پھر دوسری دفعہ وار کیا چاہتے تھے کہ دفعہ ثالثہ حالت یجیری میں سسی وحشی عبد جبیر

بنی مکہ نے جو رہنے والا جیش کا تھا ایک ہاتھ حرہ کا حضرت حمزہ کے مارا وہ شہید ہوئے۔ اور ان قیمتہ الکیش نے مصعب بن عمیر غرض علم بردار مسلمانان کو شہید کیا مگر وہ شخص جاننا تھا کہ میں نے رسول مقبول کو شہید کیا بعد شہید ہونے مصعب ابن عمیر کے پیغمبر نے وہ علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سپرد کیا حضرت علی نے علم اٹھالیا۔

بیان حملہ کرنے مشرکین کا مسلمانوں پر پھر شکست پانا مشرکین کا

وہ مردمان نیز انداز جنگ رسول مقبول نے ایک مقام میں پر پہنچے مقرر کیا تھا بہ سبب دامنگیر ہونے طبع لوٹے جس مقام سے حضرت نے نکلے فرمایا تھا اوسکو چھوڑ کر آگے بڑھ گئے خالد بن ولید نے جو ایک سوار مشرکین سے تھا یہ شور و غوغا نہ پا کر دیا کہ محمد مقتول ہوئے سنتے ہی تمام مسلمان جو نصف بت کھڑے تھے تتر بتر ہو گئے بلکہ قریب بھاگنے کے ہو گئے تھے۔ اوس روز مسلمانوں پر صدمہ عظیم برپا ہوا تھا کیونکہ مشرک مسلمان شہید ہوئے اور مشرک کل بائیں مار گئے اور بھاگڑا ایسی مچی کہ رسول اللہ تک نوبت بھاگنے کی آگئی۔ اسی اثنا میں ایک چغہ کفار کی طرف سے رسول اللہ کے ایسا زور سے آکر لگا کہ اگلی کچلی دانت کی ٹوٹ گئی اور ہونٹھ ٹوٹ پڑا۔ یہ چغہ عبثہ ابن ابی وقاص بہائی سعد ابن ابی وقاص نے مارا تھا حضرت نے یہ فرمایا کہ یہ گمراہ کس طرح سے نجات پاویں گے جنہوں نے اپنے بنی کا یہ حال کیا ہو کہ اوسکا مذہب خون سے رنگا ہوا حالانکہ وہ سوئے اسکے کہ اونکو بدایت طرف خدا کے کرے اور کچھ نہیں کہتا فوراً ایک آیت باری تعالیٰ نازل ہوئی کہ اسے محمد تم کو بجز راہ راست دکھلانے یا جہاد کرنیکے اور کچھ حکم نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ ظالم ہیں حضرت جو سر مبارک پر خود پہنے ہوئے تھے اوسکے دونوں حلقے بہ سبب صدمہ چوٹ چھڑ گئے حضرت کے منہ میں کھس گئے تھے اوسوقت ابو عبیدہ بن جراح نے ایک حلقہ رسول اللہ کے منہ سے جب کھینچا فوراً وہ ایک کچلی گر پڑی جب دوسرا کھینچا دوسری کچلی گر پڑی تو گویا ابو عبیدہ نے دو کچلی حضرت کی گرائیں۔ ابوسعید خدری جو حاضر تھے ادھوں نے حضرت کے دانتوں شہید کا جلد

سے خون چوس لیا اور دانتوں کو نگل گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ جس شخص کے خون میں میرا خون بہہ پڑے
 ہوا وہ ہرگز آگ و دوزخ نہ دیکھے گا۔ روایت کی گئی کہ حضرت طلحہؓ کا ہاتھ اسی لڑائی میں شہید ہوا
 وہ حضرت کے سامنے سے مشرکین کی مدافعت کرتے تھے اوس روز حضرت دوزخ پہنچے ہوئے تھے
 اوس مدافعت کے باعث اونکا بھی ہاتھ کٹ گیا۔ اور جب ہندہ اور اوکی ہمراہی عورتوں نے مسلمانوں
 کو مڑہ پایا اوسوقت ہر ایک کے کان اور ناک کاٹ کر اونکے گلوں کے مار لئے۔ بلکہ سماء ہندہ نے
 یہ حرکت بد کی کہ حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چیر کر دانتوں سے کچا بی چبا کر کھا گئی۔ حضرت حمزہؓ کو ابوسفیان
 یعنی اس عورت ہندہ مذکورہ کے خاوند نے ایک نیزہ کی انی اونکی کن پٹیوں میں گھسیڑ کر شہید کیا
 بعد اونکے شہید ہونے کے پہاڑ پر کھڑا ہو کر غل مچا کر یہ کہا کہ آج کا دن بد رکا ہے اور لڑائی ہے آ
 اسے لڑائی ظاہر کر اپنا دین و مذہب یہ کہہ کر ابوسفیان نے مسیح اپنے ہمراہیوں کے مراجعت کی اور
 یہ حضرت سے کہلا بھیجا کہ سال آئندہ میں لڑائی ہوگی۔ حضرت نے بھی قبول فرمایا جب مشرکین مکہ میں
 چلے گئے اوسوقت حضرت نے حضرت حمزہؓ کی تلاش کی اونکی لاش پانی کان اور ناک کٹا ہوا تھا
 اور کلیجہ پٹھا ہوا پڑا تھا۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ قوم قریش پر مجھ کو فتح دیکھا کہ تین آدمی
 اسی طرح قتل کر کے دکھلا دوں گا انشاء اللہ تعالیٰ بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آیا
 اوسنے مجھ سے کہا کہ حمزہؓ کا نام سات آسمانوں میں یہ لکھا گیا ہے کہ حمزہ بن عبد المطلب اسد اللہ
 و اسد رسول اللہ یعنی حمزہؓ بطیاء عبد المطلب کا شیر ہے خدا اور رسول کا۔ بعد ازاں حضرت نے اپنا چاچا
 اونکے جنازہ پر ڈالکر حضرت نے سات لکیریں فرما کر نماز اونکے جنازہ کی پڑھی۔ پھر اور مقتولین کی
 لاشیں لوگ اٹھا کر لائے اور حضرت اونپر مدہ حمزہؓ کے جنازہ کے نماز پڑھتے جاتے تھے یہاں تک
 کہ بہتر نمازیں حضرت نے حمزہؓ کے جنازہ پر ہمراہ اور شہیدوں کے پڑھیں۔ امام ابوحنیفہؒ اجماعاً
 شہید کے جنازہ پر نماز پڑھنے کی دلیل لائے ہیں۔ مگر امام شافعیؒ اسکو نہیں مانتے بعد ازاں بموجب
 حکم پیغمبر خداؐ کے حضرت حمزہؓ مدفون ہوئے۔ لوگوں نے اپنے مردوں کی لاشیں مدینہ میں لا کر
 دفن کیں مگر حضرت نے فرمایا کہ جتنا جلد ہو سکا کرے اور اتنا ہی جلد مردے کو دفن کیا کرو۔ اونکے
 دفن کرنے میں تاخیر نہ کیا کرو۔

اب شروع ہوا چوتھا سال ہجری

بیان جنگ رجب کا

واضح ہو کہ صفر کے مہینے سکنہ ہجری میں یغیر خدا کے پاس ایک گروہ قبیلہ اعقل اور القارہ سے آئے تھے اور انہوں نے یہ عرض کیا کہ یا حضرت کوئی شخص دیندار جو مسائل اسلام سے خوب واقف ہو ہمارے ساتھ واسطے ہدایت ہماری قوم کے روانہ فرمائیے حضرت نے ان چھ آدمی مفصل بن علی کو اونکے ہمراہ کر دیا وہ یہ ہیں - ثابت بن الالف - اور خبیث بن عدی - اور مرثد ابن مرثد الغنوی اور خالد بن بکیر اللیثی - اور زید بن الدثنہ - اور عبد اللہ ابن الطارق - مگر اونپر مرثد ابن مرثد کو سردار مقرر کر کے حضرت نے اونکے ہمراہ روانہ کیا تھا یہ لوگ جب مقام رجب پر پہنچے رجب نام ایک چشمہ بذیل کل ہے جو چودہ میل عرفان سے واقع ہے، وہاں کفار نے اونسے بدسلوکی اور فریب کیا چھ اصحاب ہی لڑے تین شہید ہوئے اور تین شخص یعنی زید بن الدثنہ - اور خبیث - اور عبد اللہ بن الطارق مقید ہوئے اور لوگ گرفتار کر کے مکہ کی طرف وہ لوگ روانہ ہوئے لیکن عبد اللہ بن الطارق پھر اونسے راہ میں لڑا چنانچہ تمام الحارہ میں وہ بھی شہید ہوا باقی دو صحابہ مقید ہوئے انکی قید میں وارد مکہ ہوئے کفار مذکور نے وہاں لا کر اون دونوں شخصوں کو قریش کے ہاتھ بیچ ڈالا قریش نے اون دونوں کو بھی قتل کیا وہ بیچارہ بھی شہید ہوئے -

بیان غزوہ بیر معونہ کا

پوشیدہ نہ رہے کہ ماہ صفر سنہ ہجری میں ابو عامر بن مالک بن جعفر نیزہ باز نے ہنہ خدا کی خدمت میں بحالت نفاق حاضر ہو کر یہ عرض کی کہ چند اصحاب کو میرے ہمراہ نجد میں روانہ فرمائیے تاکہ یہ لوگ وحدانیت اور راہ خدا اون لوگوں کو تعلیم کریں کیونکہ انھیں کالم ہے کہ بروقت اون لوگوں کے وہاں جائیکے سب آپ پر ایمان لے آئیں حضرت نے ارشاد کیا کہ صحابہ کو وہاں بھیجئے میں مجھ کو یہ خوف ہے کہ وہ لوگ چونکہ مکے کا فریب میں ایسا نہ ہو کہ ان مسلمانوں کو شہید کریں - ابو ہریرہ نے عرض کی کہ میں بھی اونکی حمایت اور حفاظت کروں گا - آپ بیخیال فرمادیں اسلئے پیغمبر خدا نے منذر بن عمرو انصاری کے ساتھ چالیس مسلمان منتخب کر کے روانہ فرمایا - اون صحابہ میں عامر بن قیس

غلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھا جب یہ صحابہ سیر متونہ پر چار منزل مدینہ سے ایک منزل ہے جا کر اوترے وہاں سے نامہ رسول مقبول کا عامر بن ثقیل کا فر کے پاس بھیجا اوس مردود نے قاصد کو مار ڈالا اور بہت جمعیت اپنے ہمراہ لیکر رسول اللہ کے صحابہ پر چڑھائی کی جب جانبین کا مقابلہ ہوا لڑائی ہونے لگی سب صحابہ شہید ہو گئے مگر ایک ایسے کتب ابن زید نیم جاں ہو کر مردوں میں گر پڑا تھا وہ جان بچانے کے واسطے لاشوں میں مردوں کے چھپ گیا پتا نہ چکا آیا اور رسول مقبول کی خدمت میں تاجنگ خندق حاضر رہا بروز خندق وہ شہید ہوا کہ عمرو بن امینہ انصیری کو ایک انصاری انصار رسول اللہ میں سے تھا چراگاہ جنگل میں پھر رہا تھا اوسنے دور سے دیکھا کہ جس جائے مسلمانوں کا لشکر اوترا ہوا تھا وہاں گد وغیرہ جانور اڑ رہے ہیں وہ بھاگا ہوا گیا سب کو مقتول پایا اسلئے اوسنے ہی کفار سے لڑ کر شہادت پائی۔ اور ایک ابن عمر ابن ابیہ کفار کی قبیلہ میں گرفتار ہوا تھا۔ مگر اوسکو عامر بن طفیل نے یہ سبب اسلئے کہ وہ قبیلہ مقرر سے قحار ہائی دی تاکہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر سب ماجرا بیان کیا حضرت کو بہت رنج و غم اس واردات کے سننے سے ہوا۔

بیان لڑنے بنی نضیر یہودیوں کا

واضح ہو کہ ماہ ربیع الاول سنہ ہجری میں جب خدا نے اون یہودیوں کا محاصرہ کیا تھا اسی محاصرہ میں شراب کے حرام ہونے کی آیت نازل ہوئی تھی بعد گزرنے چھ روز محاصرہ کے کفار محصورین نے عرض کی کہ ہم لوگوں کو امن دیجئے ہم سب مال اور اسباب اپنا چھوڑ جاتے ہیں فقط ہتھیار اونٹوں پر لا کر چلے جاتے ہیں حضرت نے منظور فرمایا چنانچہ مزامیر گاتے بجاتے وہ لوگ اپنی شجاعت اور بہادری جتاتے ہوئے نکل گئے وہ موضع جس میں بتے تھے خالی کر دیا حضرت نے سب مال اونکا لیکر مہاجرین پر تقسیم کیا انصار کو کچھ نہ دیا۔ مگر سہل ابن حنیفہ۔ اور ابو جحشہ کو کچھ دیا تھا کہ انہوں نے اپنا فقر اور محتاج ہونا جتلا یا تھا۔ ان بنی نضیر کے کچھ لوگ شام کو چلے گئے اور کچھ خیبر میں جا بسے۔

بیان لڑائی ذات الرقاع کا

واضح ہو کہ ماہ جمادی الاول ۱۰ھ ہجری میں ایک گروہ قوم غطفان ذات الرقاع سے حضرت کا مقابلہ ہوا تھا ذات الرقاع اس واسطے کہتے ہیں کہ اون لوگوں کے نیزوں پر چنبرٹری اور پیوند پرانے پٹے ہوئے تھے جب ان لوگوں نے حضرت کے سامنے جرات لڑائی نہ پا کر جنگ قوف کی اسی لڑائی میں ایک شخص نے جو قبیلہ غطفان سے تھا اپنی قوم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں محمد کو بیشک شہید کروں گا۔ چنانچہ وہ حضرت کی خدمت میں آیا اور آتے ہی حضرت سے کہتا کہ کیا حضرت اپنی تلوار مجھے دیکھے تاکہ میں دیکھوں کہ کیسی ہے۔ اس تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا حضرت نے فوراً وہ تلوار اس کے ہاتھ میں دی اوسنے کھینچ کر تنگی کی اور ہلانے لگا چاہتا تھا کہ رسول مقبول پر ایک نعرہ سخت کرے لیکن خدا نے اوسکو جرات نہ دی اور مطلق ہاتھ نہ اٹھا سکا مگر یہ اوسنے کہا کہ کیا حضرت آپ مجھ سے کیوں ڈرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ میں تو مطلق نہیں ڈرتا یہ کہہ کر تلوار پھیر دی اسوقت ایک آیت نازل ہوئی جس کا یہ ترجمہ ہے کہ اے مسلمانوں یاد کرو اللہ کی نعمت اور حمایت جو تم پر ہے دیکھو جو وقت ایک قوم دشت چالاک کا تم پر قصد کیا خدا تعالیٰ نے اوسکو روک دیا وہ تم سے دست درازی نہ کر سکے۔

بیان جنگ بدر ثانی کا

واضح ہو کہ ماہ شعبان ۱۰ھ ہجری میں حبشہ ابوسفیان کے حضرت تشریف فرما طرف بدر کے مقابلہ کفار کے ہوئے تھے اور ابوسفیان بھی مکہ سے کوچ کر کے چلا مگر راہ ہی میں سے مراجعت کر گیا جب ابوسفیان نہ آیا حضرت اوسکی انتظار دیکھ کر مدینہ کی طرف مراجعت کر گئے۔ اسی سال میں حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔

اب شروع ہوا پانچواں سال ۱۱ھ ہجری کا بیان غزوہ خندق کا

اس جنگ کو غزوہ الخراب بھی کہتے ہیں یہ لڑائی درمیان ماہ شوال ۱۱ھ ہجری کے ہوئی تھی حال یہ ہے کہ رسول خدا کو یہ خبر پہنچی تھی کہ تمام قبائل اسلئے لڑائی کے مجتمع ہوئے ہیں اسلئے ابو موسیٰ

رائے سلمان فارسی کی بیٹی جو بیرونی کی ایک خندق گرد گردینہ کے کہودی جانو اس خندق کو کہوٹے
 میں پیچیدہ تھے کئی معجزات ظاہر ہوئے تھے ازاں ایک روایت کی گئی ہے جابر سے وہ کہتا ہے کہ خندق
 کہوٹے میں ایک پتھر بہت سخت نکل آیا تھا وہ ہرگز ٹوٹتا نہ تھا حضرت نے پانی منگو کر او میں نفوک کر
 حکم دیا کہ اوس پتھر پر چھڑک دو۔ جب وہ پانی اوس پتھر پر چھڑکا گیا فوراً ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور ایک
 یہ معجزہ ہوا کہ بشیر بن سعد انصاری کے پٹی ایسی ہمیشہ نعمان بن بشیر کی اپنی ماں کے پاس کجوریں
 واسطے اپنے باپ بشیر اور ماموں عبد اللہ بن رواحہ کی لالی تھی جب وہ حضرت کے مقابل میں
 گذری آپ نے اوس سے پوچھا کہ اسے لڑکی یہ کیا لالی اوس نے حضرت کے ہاتھ میں وہ کجوریں ڈال
 دیں راوی کہتا ہے کہ وہ کجوریں اتنی تھیں کہ حضرت نے دونوں ہاتھ میں لی نہیں مگر ایک ہاتھ بھی پُر
 نہ ہوا حضرت نے فوراً ایک چادر منگو کر وہ کجوریں اوپر بھلا دیں اور حکم دیا کہ جتنے آدمی خندق کھود رہے
 ہیں سب کو بالالو اور کہدو کہ کھانا تیار ہے سب سے اچھا بچہ سب آکر کھانے لگے وہ کجوریں غیب سے
 بڑبڑتی ہوئی بہانہ تک بڑھیں کہ جتنے آدمی خندق کہوٹے تھے سب کہا کر یہ ہو گئے اور اونہی ہی باقی
 رہ گئیں۔ دوسرا معجزہ یہ ہوا۔ روایت جابر سے وہ کہتا ہے کہ میں ایک روز اپنی بیوی سے کہا کہ
 ایک بکری کا بچہ شب کو ہو کر طیار کہنا اور چند روٹیاں جو کی پکا کہنا حضرت کی دعوت کروں گا۔ فوت
 مراجعت خندق سے میں نے حضرت کہا کہ یا حضرت ایک بچہ بکری کا اور روٹیاں جو کی آپ کے واسطے بند
 نے طیار کر والی ہیں آپ اونکو تناول فرمائیے اور ان ایام میں تمام دن خندق کھودا کرتے شام کو اپنے
 اپنے گھر جم چلے آیا کرتے تھے۔ حضرت نے ایک آدمی سے یہ فرمایا تو پچا کر سب لوگوں سے کہہ دے کہ
 ہم راہ رسول اللہ کے جابر کے گھر کھانا کھانے چلو اور اسنے فوراً تمام صحابہ میں منادی کر دی۔ جابر کہتا ہے
 کہ حیووت تمام صحابہ جمع ہوئے میں کلمہ ان اللہ وانا الیہ راجعون کا زبان پر لایا اور مجھ کو بہت غم ہوا
 کیونکہ توقف حضرت کی دعوت کی تھی حضرت نے تمام صحابہ کو حکم دیا کہ جتنے خندق کھودنے والے ہیں
 سب چلیں میں بھی یہ سمجھ کر کہ رسول کی بات کو رد کرنا اچھا نہیں ہوتا چپ ہو رہا۔ جب حضرت
 مع جمیع اصحاب کے رونق افر و مزمر سے گھر ہوئے میں نے جلدی سے وہ روٹیاں اور گوشت بکری کے
 بچہ کا حضرت کے سامنے لا کر کہا حضرت نے بسم اللہ پڑھ کر رکت دی اور او میں تناول فرمایا۔ پھر تمام صحابہ
 کھانے لگے اور وقت یہ حالت تھی کہ ایک قوم کے آدمی جب کھا چکے تھے ہو جاتے تھے دوسرے

قبیلہ کے لوگ کھانے پر بیٹھتے تھے۔ تمام خندق کے جتنے آدمی کھودنے میں شریک تھے سب کھا کر سیر ہو گئے اور سلمان فارسی یہ بیان کرتا ہے کہ خندق کھودنے میں میں بھی حضرت کے قریب کہو رہا تھا۔ سلمان فارسی اس لڑائی میں اول ہی اول حضرت کے ساتھ شریک ہوا ہے۔ پہلے اس سے کسی لڑائی میں ہمراہ نہ تھا۔ کھودتے کھودتے میں ایک ایسا پتھر نکل آیا کہ وہ پتھر کھد نہ سکا حضرت نے میرے ہاتھ سے کہو ال لیکر ایک ضرب دس پتھر پھاری ایک چکارا روشنی کا اوس پتھر میں سر نکلا پھر دوسری ضرب ماری اور سوت بھی آگ جھڑی۔ پتھر سیری ضرب میں بھی روشنی پتھر میں سے نکلی سلمان فارسی کہتا ہے کہ میں نے حضرت سے کہا کہ قربان شوم یہ کیا چکھتا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے سلمان دیکھا تو نے۔ میں عرض کی کہ یا حضرت دیکھا آپ نے ارشاد کیا کہ اول چکارہ جو چکا تھا اوسکے یہ سننے تھے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو ملک عین دیا۔ اور دوسرے کے یہ سننے ہیں کہ ملاک شام اور مغرب میں فتح کرونگا۔ تیسرا چکارہ جو تھا اوس سے یہ مراد تھی کہ مشرق فتح ہوگا۔ جب پسمیر خدا خندق طیار کر چکے مشرکین قریش نے دس ہزار آدمی اپنی قوم اور قبیلہ کنانہ سے اور قبیلہ غطفان اور اہل نجد سے جو انکے ساتھ ہوا لیکر چڑھائی کی۔ بنو قریظہ بھی کفار کے ساتھ تھے اور نکاسہ دار کعب بن اسد تھا۔ اپنی لوگوں نے رسول اللہ سے عہد کیا تھا۔ اصحاب رسول اللہ کے اوس عہد پر تھے مگر وہی لوگ پھر گئے تھے اور کفار کے ہمراہ ہو گئے تھے۔ اس عہد کے ٹوٹ جانے سے نفاق بہت پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ منیب ابن قیس نے کہا کہ محمد ہم سے وعدہ کرتا ہے کہ کسرائے اور قیصر روم کے ہم خزانے کھائیں گے یہ امر محال ہے کہ عقل میں نہیں آتا کچھ اوپر میں روز تک مشرکین نے تیر برسائے۔ سوائے تیر باری کوئی لڑائی نہ ہوئی مگر بعد عرصہ مذکور کے مقابلہ ہونا شروع ہوا۔ بنی کفار سے عمرو بن عبدود جو کہ اولاد لوی ابن غالب سے ہے مقابلہ کو آیا۔ اوسکے مقابلہ حضرت علیؑ ہوئے۔ عمرو نے دیکھتے ہی حضرت علیؑ کو کہا کہ اے بیٹے خدا کی قسم مجھ کو یہ منظور نہیں کہ تجھ کو قتل کروں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم مجھ کو بدل منظور ہے کہ تجھ کو قتل کروں۔ یہ الفاظ سن کر اسکو بھی غیٹ آئی۔ اول اترتے ہی اوسنے اپنے گھوڑے کے پیر کاٹے۔ پھر حضرت علیؑ پر حملہ کیا۔ حضرت علیؑ نے اوسپر حملہ کیا۔ دونوں کی ایسی گشتی ہوئی کہ سوائے غبار کے کچھ دیکھا ہی نہ دیتا تھا کہ کون اوپر ہے اور کون نیچے ہے مگر جب آواز ایک تکبیر کی آئی مسلمانوں نے یقین کیا کہ حضرت علیؑ

نے اوس کا فر کو بچھا ڈالا بعد کم ہونے غبار کے دیکھا تو حضرت علیؓ و مذکور کے سینہ پر چڑھ گئے اوس کا سر کاٹ رہے ہیں۔ بعد اس مقابلہ کے ایک ہوا چلی تھی جسکی خبر خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دی ہے ریا ذکر و اسے مسلمانوں نعمت اپنے خدا کی جب چڑھ آئے کفار غبار سے مقابلہ کو بھیجے اللہ نے لشکر فرشتوں کے اور چلائی یا و قصبہ۔ یہ لڑائی موسم سرما میں ہوئی تھی آخرش ابوسفیان قریش کو لیکر کوچ کر گیا۔ قوم غطفان بھی یہ حال سُن کر کہ ابوسفیان چلا گیا اپنے شہر دہل کو مراجعت کر گئے۔

بیان جنگ بنی قریظہ کا

بس روز لڑائی ہو گئی رسول اللہ فراغت پا کر مدینہ منورہ کو مراجعت کر کے تشریف لے گئے مسلمان اپنے اپنے ہتھیار کھینچ کر بیٹھے یہاں تک کہ ظہر کا وقت آیا۔ یہ وقت حضرت جبریلؑ نے نبیؐ کو پہنچا دیا کہ آپؐ آیا عرض کی کہ یا رسول اللہ خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ بنی قریظہ سے جا کر لڑو۔ حضرت نے فوراً ایک شخص کو حکم دیا کہ سب مسلمانوں کو یہ حکم سنا دو کہ جب تک بنی قریظہ کے پاس نہ جا لیں غار نہ چڑھیں یعنی تعمیل حکم نہ کی جاوے۔ چاہیے اور حضرت علیؓ کو علم رحمت فرما کر ادا روانہ کر دیا آپؐ ایک کوئیس پر جو بنی قریظہ کا ہوتا تھا اور ترے پیچھے سے سب مسلمان آجے ہو مگر ایک گروہ مسلمانوں کے بہت دیر کر کے بوقت شام آئے اونکی غار میں بھی قضا ہو گئی تھی بسبب اوس حکم کے جو رسول قبول نے کیا تھا آپؐ نے اوس کو کچھ ملامت نہ کی۔ اس قوم کا پیغمبر خدا ص پچیس روز تک محاصرہ کئے رہے آخر کار ادا لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ نے رعب ڈال دیا آپؐ باہر نکل آئے یہ قبیلہ اوس کا دوست تھا اور دونوں قبیلوں میں عقد محبت چونکہ بہت تھا اسلئے اوس قبیلہ کے لوگوں نے رسول اللہ سے درخواست کی کہ یا حضرت جبریلؑ آپؐ نے بنی قریظہ کی بسبب قبیلہ الخزرج کے جان بھنی فرمائی تھی اُس طرح سے اس قبیلہ کو ہمارے گھنے سے خلصی دیکئے حال یہ ہے کہ رسول اللہ نے بنی قریظہ کو بسبب سفارش عبداللہ بن ابی سلول منافق نجات دی تھی اسلئے بھی ادھنوں نے یہی درخواست کی۔ پیغمبر خداؐ نے ارشاد کیا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو سعد بن معاذ کو حکم بنا دو جس جو وہ کہے اوسکی تعمیل تم بھی کرو ہم بھی کریں یہ شخص چونکہ اوس قبیلہ کا سردار تھا اور اوس قبیلہ کے آدمی اس قبیلہ سے بہت محبت رکھتے تھے فوراً اوسے منظور کیا۔ کیونکہ وہ یہ جانتے

فٹے کہ سعد ابن معاذ ہماری مخلصی کے باب میں سچی کر لگیا حکم ہوا سعد ابن معاذ کو بلاؤ اس شخص کی رگ ہفت اندام میں ایک زخم گہرا بروز جنگ خندق آیا تھا اسلئے وہ پیدل آسکا وہ لوگ دھڑکے ایک گدہ ہی پر نکیہ لگا کر سہارے سے اوسکو ٹیلا کر رسول اللہ کی خدمت میں لائے مگر ساری راہ یہ کہتے آئے کہ اے سعد ہمارے حق میں بہتری کیجئے اور جہاں تک ہو سکے ہماری مخلصی کے لئے سچی کرنا جب سعد مذکور حاضر دربار نبوت شہار میں ہوا حضرت نے تمام صحابہ کو ارشاد کیا کہ اوسکی تنظیم دو مہاجرین نے یہ کہا کہ رسول اللہ نے انصار سے تنظیم دلوائی ہے اور انصار یہ کہتے تھے کہ حکم عام ہوا ہے ہماری کچھ خصوصیت نہیں غرضیکہ تنظیم کو کھڑے ہوئے سعد کی کنیت ابو عمر تھی۔ اوس قبیلہ کے آدمیوں نے کہا کہ اے اباعمر رسول اللہ نے آپکو ہمارا وپر حکم اور منصف مقرر کیا ہے آپ ہمارے واسطے جو حکم دیں وہ ظہور میں آوے۔ سعد نے کہا کہ میں یہ حکم دیتا ہوں کہ مردوں کو مار ڈالو اور عورتیں اور لونڈئیں اونکی گرفتار کرو اور اونکا مال سب آپس میں بانٹ لو پیغمبر خدا نے ارشاد کیا کہ اے سعد تو نے اسوقت وہ فیصلہ کیا جو خدا تعالیٰ نے سات آسمانوں پر سے حکم کیا ہے حضرت نے وہاں سے عزم نہ ہفت فرما کر مدینہ کا ارادہ کیا اور انصار نے اون لوگوں سے پہلے خندق کھدوائی بعد ازاں سب کی گردنیں کاٹ کر خندق مذکور میں لاشیں اونکی ڈالکر مٹی اوپر سے ڈال دی تخمیناً یہ سات سو آدمی فٹے جو مارے گئے۔ بعد ازاں رسول خدا نے غنیمتیں اور لونڈئیں بنی قریظہ کی گرفتار آلی تھیں اور چننا مال غنیمت وہاں سے آیا سب میں سے پانچواں حصہ نکال کر باقی حصہ کو تقسیم کر دیا اور اپنے واسطے ایک عورت سماءہ ریحانہ بیٹی عمرو کی چھانٹ کر لے کر لی۔ یہ عورت نادانات پیغمبر خدا کے اونکے ملک میں رہی۔ بعد مقتول ہونے بنی قریظہ کے سعد ابن معاذ نے حکم مذکور کا بھی زخم بھٹ گیا وہ بھی پراہی دار البقا ہوئے۔ واضح ہو کہ جنگ خندق میں چھ مسلمان شہید ہوئے تھے انہیں جملہ ایک سعد ابن معاذ مذکور ہے کیونکہ یہ زخم اس کے جنگ خندق میں آیا تھا مگر اوس نے جناب باری سے یہ دُعا کی تھی کہ اے خداوند جب تک کہ بنی قریظہ کی لڑائی سے فراغت نہ پالوں میں نہ رہا چنانچہ وہ دُعا قبول ہوئی اوسیوقت اوسکا زخم بہر گیا جب بنی قریظہ مارے گئے اوسوقت موافق اوسکی استدعا کے پھر زخم بھٹ گیا اور وفات پائی۔ اس لڑائی بنی قریظہ میں کوئی مسلمان نہیں مارا مگر ایک مسلمان شہید ہوا یہ لڑائی بنی قریظہ کی ماہ ذیقعد ۳۵ ہجری میں ہوئی تھی اور ماہ شرف

سلسلہ ہجری پیغمبر خداؐ نے جس تشریف رکھی۔

اب شروع ہوا سلسلہ ہجری بیان جنگ بنی لحيان کا

اس سال میں رسول اللہؐ واسطے انتظام اہل جمع کے بنی لحيان پر جہاد کرنے تشریف لے گئے وہ لوگ بہ سبب خوف کے پہاڑ پر جا چڑھے اسلئے پیغمبر خداؐ نے نزول اجلال عثمانؓ پر فرما کر مدینہ منورہ کو مراجعت کی۔

بیان ذی قرد کا

جب پیغمبر خداؐ مدینہ منورہ میں چند روز قیام فرما چکے بعد ایک عرصہ کے یہ ہوا کہ عیثیہ بن حبیب الغناری نے دودھ دیتی ہوئی اونٹنی رسول اللہؐ کی جنگل میں سے چرتی ہوئی پکڑ لی اسلئے رسول خداؐ نے روز چار شنبہ کو بارادہ جہاد کو بیچ کیا چوتھی تاریخ ربیع الاول کو ذی قرد کے پاس پہنچے لیکن وہ اونٹنی جب چھوڑ دی تب حضرت طرفینہ کے کوچ کر آئے۔ پانچ روز پیغمبر خداؐ مسافرت میں رہے۔ ذی قرد ایک گانوں و درات بسی کے فاصلہ پر مدینہ سے خیر کی راہ میں واقع ہے۔

بیان جنگ بنی مصطلق کا

واضح ہو کہ لڑائی درمیان ماہ شعبان سلسلہ ہجری یا سلسلہ ہجری میں حسب اختلاف ہوئی تھی بنی مصطلق کا سپہ سالار جو مقابلہ میں آیا تھا حارث بن ابی ضرار تھا یہ لڑائی اوپر ایک چشمہ کے حکم و ریس کہتے ہیں ہوئی تھی بعد مقابلہ اور مقابلہ کے بنی مصطلق نے شکست کھائی کچھ مارے گئے اور کچھ مقید ہوئے اور مال اونکا سب مسلمانوں نے لوٹ لیا۔ مسماۃ جویریہ بیٹی اسی سپہ سالار حارث بن ابی ضرار کی ہے جو ثابت ابن قیس کے حصہ میں آئی تھی اسلئے رسول اللہؐ کو لکھ بھیجا تھا کہ آپ میری جان کے مالک ہیں۔ رسول اللہؐ نے اوس سے غلج کر لیا تھا جب وہ عقد نکل جس میں آگئی اوسوقت بنی مصطلق نے جو مقید تھے یہ کہا کہ ہم رسول اللہؐ کے رشتہ دار ہو گئے کیونکہ جویریہ ہماری بیٹی ہے

اوس سے حضرت نے نجات چونکہ کر لیا۔ اسلئے اب ہمارے داماد ہو گئے پیغمبرؐ نے اوس عورت کے اہل بیت میں سے توادمی آفاد کر دیئے۔ یہ عورت اپنی قوم کے واسطے بہت مبارک تھی اسی لڑائی میں ایک انصاری نے ایک مسلمان مسیٰ بن شام کو جو اولادیت بن بکر سے تھا بھولے سے کافر جان کر قتل کر ڈالا تھا۔ اوس مقتول کا بھائی مقیس جو مشرک تھا مکہ میں رہتا تھا اوسکو جب خبر پہونچی کہ ایک انصاری نے میرے بھائی کو قتل خطا مار ڈالا ہے وہ درپے انتقام ہو کر آیا اور اوس نے بیان کیا کہ میں مسلمان ہوں اپنے بھائی کا خون بہا لینے آیا ہوں حضرت نے اوسکو خونبہا دلایا۔ جب اوس نے روپیہ خونبہا کا پالیا چند ایام رسول اللہ کے پاس ٹھہر کر اوس قاتل کو بھی مار کر زندہ ہو کر مکہ کو بھاگ گیا اس حال میں اوس نے چند شعر کہے ہیں ازاں جلد ایک شعر کا یہ ترجمہ ہے:- آیا تھا میں مدینہ میں کبھی تو نے میری فوت اور شجاعت اور ہوں طرف تہوں کے جیسا کہ اول تھا یہ وہی شخص ہے جس کا خون برو نفع مکہ حضرت نے ہد افرمایا تھا اور حکم دیا تھا کہ جو کوئی اوسکو پاوے مار ڈالے۔ اسی لڑائی میں حجاجہ غفاری۔ اور سنان الجہنی کی لڑائی ہوئی۔ ایک چشمہ پر ان دونوں کا مقابلہ ہوا۔ غفاری نے گروہ بہا جین کو اپنی مدد کے واسطے پکارا۔ اور جہنی انصار کو اپنی کمک کے واسطے آواز دی۔ بعد ازاں ابن سلول منافق دیکھ کر بہت خفا ہوا چنانچہ اپنی قوم سے مخاطب ہو کر اوسنے کہہ دیا کہ اوندہوں نے ہمارے شہروں میں آکر لایالی کی اگر ہم مدینہ پر جا چڑھتے تو ہر ایک عزیز کو ذلیل کرتے اور خوب لڑتے لیکن یہ بات سننے آپ کی کیونکہ پہلے تم نے اونکو اپنے شہروں میں اُترنے دیا بعد ازاں اپنے مال میں اونکو شریک کیا جو تم اول روز سے مکہ کے رہتے اونسے کُہل مل جاتے تو وہ کبھی تمہارے مزاحم نہ ہوتے اپنے وطنوں کو مراجعت کر جاتے زیہ ابن ارقم جو اسکے گروہ میں موجود تھا۔ اوسنے یہ سب بیان رسول اللہ سے کیا حضرت عمر ابن الخطابؓ عرض کی کہ یا حضرت عبد اللہ بن لہیع کو حکم دیجئے تاکہ وہ عبد اللہ منافق کو قتل کر ڈالے۔ نبی نے فرمایا کہ اسے عمر پھر لوگ کیا کہیں گے اگر اوسکو قتل کیا تو سب کفار یہ کہیں گے کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو بھی قتل کر ڈالا کرتے ہیں یہ فرما کر حکم کو بج کا ہوا۔ بعد ازاں اسید ابن حصین سے جس وقت حضرت کی ملاقات ہوئی آپ نے سب حال عبد اللہ کا جو اسنے کفار سے کیا تھا بیان کیا اسید نے عرض کی کہ اوسکو حضور نکال دیں کیونکہ وہ شخص منافق ہے۔ رفتہ رفتہ یہ خبر اتر سکے بیٹے کو پہونچی اوسکا نام بھی عبد اللہ تھا وہ کامل مسلمان تھا اوسنے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میں نے سنا

کہ آپ میرے باپ کو قتل کیا چاہتے ہو اگر حضور مجھ کو ارشاد فرماویں تو میں اوس منافق کا کٹر مکر
سفر کی خدمت میں مسیحروں پیغمبر خدا نے ارشاد فرمایا کہ ہرگز نہیں یہ بات نہ کرنا تو اوس سے
کہتا ہوں موت سے پیش آ۔ اور اوپر سختی نہ کرنا۔

بیان قصہ بہتان کا

جب پیغمبر خدا اس لڑائی سے پھر کر آئے تا بنوز راہ ہی میں تھے کہ مطیع ابن اثاثہ ابن عباد
بن الخطاب پہنچے زاوہ ابوبکر کے بھائی نے اور حسان ابن ثابت۔ اور عبداللہ بن ابی
سکول فزرجی منافق نے۔ اور ام حسنہ بنت حمزہ نے یہ طوفان بندی کی کہ حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے صفوان بن مہطل سے جو کہ اس لڑائی میں بہر کا سردار تھا زناہ کروایا ہے
جب حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت اور پاک ہونے کی آیت نازل ہوئی اوسوقت حضرت نے
ہر ایک شخص کی جنہوں نے بہتان بندی کی تھی اسنی اسنی کوڑے لگوائے۔ مگر عبداللہ بن
ابی منافق کو چھوڑ دیا و سکو کوڑے نہیں مارے۔ روایت ہے کتاب اشتراف مسعودی سے کہ
آیت نسیم کی بھی اسی جنگ بنی مصطلق میں نازل ہوئی تھی۔

بیان عمرہ حدیبیہ کا

واضح ہو کہ ماہ ذیقعد سنہ ہجری میں بارادہ عمرہ کے رسول اللہ نے مدہاجرین اور انصار کے
کہ قریب چودہ سو آدمی کے تھے مدینہ سے کوچ فرمایا تھا آپکا ارادہ لڑائی کا مطلق نہ تھا کیونکہ قربانی
کے لئے جاؤ حضرت نے روانہ کر دیئے تھے اور احرام باندھ چکے تھے۔ جب مزار کی گھاٹی پر جو کہ ایک جائے
موترنے کی مشہور رہنما حدیبیہ ہے پہنچے کہ کے پہنچے حضرت نے ارشاد کیا کہ اس جاؤ ترو۔ لوگوں نے
عرض کی کہ یا رسول اللہ یہاں پانی نہیں لوگوں کو بہت تکلیف ہوگی حضرت نے ایک آدمی کو اپنی
ترکیش میں سے ایک تیر نکال کر دیا اور فرمایا کہ ایک کوئیں کے اوپر اسکو کاڑ دو۔ اوس تیر کے کاڑتی ہی
کنوئیں کے پانی نے ایسی جوش زنی کی کہ وہ کنواں لبریز ہو کر بہنے لگا۔ یہ ایک مشہور معجزہ رسول خدا
کے ہجرت میں سے ہے جسکو چودہ سو آدمی نے دیکھا۔ الغرض جبکہ وہاں قیام فرمایا ایک ایچی

قریش کا عہدہ بن مسعود ثقفی جو کہ اہل طائف کا سردار تھا پاس رسول مقبول کے موجود ایک قریش کے حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ قریشوں نے ایک بار لڑائی کا بڑا بندوبست کیا ہے اور وہ لوگ آپ کے لڑنے کو بہت آمادہ ہو رہے ہیں آپ مکہ میں تشریف لیجا بیٹے۔ راوی کہتا ہے کہ عہدہ مذکور حضرت کی ریش مبارک چھوٹا جاتا تھا اور کلام کرتا تھا اور مغیرہ بن شعبہ جو ایک اصحابی پیغمبر خدا کے تھے وہ کھڑے ہوئے یہ کر رہے تھے کہ جب عہدہ حضرت کی ریش کے ہاتھ لگا وہ قسم ادا سکے ہاتھ پر کھینچ کر مارتے اور فرماتے کہ دور رکھو ہاتھ اپنا قبل متوجہ ہونے رسول مقبول کے کہ جب عہدہ نے دیکھا کئی دفعہ وہ قسم مار چکا تھا ہو کر کہنے لگا کہ تو کیا سخت اور بے لحاظ آدمی ہے کہ پیغمبر خدا یہ لفظ سنگریس پڑے سو اُس کے عہدہ نے اور اصحاب کے حال دیکھ کر بہت تنجب کیا کیونکہ وہ لوگ پیغمبر خدا کی بہت تعظیم و تکریم اس ننبی کی کر رہے تھے کہ کسی کی آجتک نہ ہوئی تھی اور نہ ہوگی از اجملہ ایک یہ ہے کہ جب آپ وضو کرتے تھے حضرت کے پیروں اور ہاتھوں اور وضو کے دہون کا پانی یعنی آب وضو اصحاب کے لینے اور جو تھوکتے تھے اٹھا لینے تھے اور جو کوئی آپ کا بالی جھٹ جاتا تھا بطور تبرک جلدی سے اصحاب لیتے تھے یہ حال دیکھ کر عہدہ قریش کے پاس آیا سب حال بیان کیا اور کہا کہ قسم خدا کی میں کسریٰ اور قیصر کو اس رتبہ اور عزت میں نہیں پایا جو کہ آج کل رسول مقبول کو حاصل ہے پھر حضرت نے عمر ابن الخطاب کو بلا کر ارشاد کیا کہ تم قریش کے پاس جا کر کہو کہ رسول اللہ تم سے لڑنے کو نہیں آئے حضرت عمر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ قریش میرے دشمن جان ہیں کیونکہ میں نے ان کے ہمراہ بہت تشدد اور سختی کی ہے مجھ کو اپنی جان کا خوف اور سوت حضرت نے عثمان بن عفانؓ کو پاس ابوسفیان اور شرفاء قریش کے روانہ فرمایا اور یہ کہلا بھیجا کہ رسول مقبول تم سے لڑنے کو نہیں آئے صرف ہمارا وہ حج کعبۃ اللہ کے تشریف لائے ہیں قریش نے جواب دیا کہ اسے عثمان اگر تیرا ارادہ طواف کرنے کا ہو تو بیشک طواف کر جا حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سطر طواف کروں یہ نہیں ہو سکتا قریش نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کو گرفتار کر لیا اور حضرت کو یہ خبر پہونچی کہ عثمان رضہ کو شہید کیا اور سوت پیغمبر خداؐ نے ارشاد کیا کہ آپ بدون لڑائی اور قتل کفار کے ہم مراجعت نہیں کریجئے یہ فرما کر حکم بیعت کا دیا۔

بیان بیعت رضوان کا

واضح ہو کہ یہ بیعت رضوان ایک دے خستے نیچے اسبات پر ہوئی کہ تمام صحابہ نے یہ اقرار کیا کہ ہم اپنی جان دینکے کفار کو مار بیٹنگے اور خود مر جائینگے اس مقام سے ہرگز نہ ٹھلیں گے۔ جاہل نے کہا کہ جس نے یہ بیعت صرف اس واسطے کی تھی کہ یہاں لیں گے نہیں موجب شاد و پیروز خد کے سب لوگوں نے حضرت سوا جد بن قیس کے کہ وہ اپنی اونٹنی کے نیچے چھپ رہا تھا سامنے نہیں ہوا تھا بیعت مرنے پر کی اس بیعت میں چونکہ حضرت عثمان غفرانہ تھے اسلئے حضرت نے اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ فرض کر کے دوسرا اپنے ہاتھ پر ہاتھ مار کر اونکی طرف سے بھی بیعت کر لی تھی۔ جب صحابہ نے یہ طیار ہو گئے اسوقت یہ خبر آئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مقتول نہیں ہوئے وہ زندہ ہیں قریش نے ان کو قید کر کہا ہے۔

بیان صلح ہو جانیکا درمیان رسول اللہ و قریش کے

واضح ہو کہ اسی اثنا میں ہبیل ابن عمرو کو قریش نے واسطے صلح کے رسول اللہ کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ حضرت سے درباب صلح ہو جانے کو عرض کی حضرت نے مان لی اور صلح ہو گئی اسوقت حضرت عمر ابن الخطاب نے یہ سب گرجو نشی اسلام کو عرض کی کہ یا رسول اللہ تو اپنے لئے رسول نہیں ہیں وہاں ہم لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس طرح حضرت عمر نے عرض کی کہ آپ بن اسلام کی کیا عزت کہوتے ہیں ان لوگوں سے لڑنا ہی مناسب ہے رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ میں ایک بندہ خدا کا ہوں اور رسول اسکا ہوں اسلئے حکم کے مخالف میں ہرگز نہیں کہیں مگر اتنا میں جانتا ہوں کہ وہ مجھ کو نیناہ اور ضائع نہ کریگا۔ بعد ازاں حضرت علیؑ کو بلا کر ارشاد کیا کہ اے علیؑ ایک صلح نامہ تحریر کر۔ اس طرح پرکہ اول میں اوسکے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھو یہیل نے کہا کہ ہم یہ نہیں جانتے باسک اللہم کہہ چوقد اشارے لکھتے ہیں آپ نے ارشاد کیا کہ باسک اللہم ہی لکھو جب یہ لکھ چکے اسوقت فرمایا کہ اے علیؑ یہ لکھو کہ یہ صلح نامہ ہے جو رسول مقبول محمد رسول اللہ نے قریش سے کیا یہیل نے کہا کہ اگر ہم آپکو رسول بتاتے تو آپ سے لڑتے کیوں۔ آپ غصہ اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھیے اور رسول اللہ کا لفظ نہ لکھیے اسوقت حضرت نے فرمایا کہ اے علیؑ اس طور لکھو کہ یہ صلح نامہ محمد و لد عبد اللہ کا ہے جو یہیل نے یہ نام کے ساتھ بایں طور کیا کہ لڑائی دس برس تک موقوف کی گئی جو شخص محب محمد ہوا اور رسول کی بیعت پاب ہے وہ داخل عہد محمد کے ہو۔ اور جو قریش کے ساتھ ہونا چاہے وہ اوسکے ہمراہ رہے

بعد لیکنے کے مسلمانوں اور مشرکوں کی یعنی جانین کی اوپر گواہی ہو گئی۔ پوشیدہ نہ رہے کہ اصحاب رسول اللہ یہ جانتے تھے کہ اب کے سال مکہ بالضرور فتح ہوگا کیونکہ رسول مقبول نے ایک خواب لیا دیکھا تھا جس سے یہ امید تمام اصحاب کو بھی جیکڑی انہوں نے اس کے خلاف دیکھا کہ صلح ہو گئی اور رسول اللہ مراجعت فرمائی اس امر سے تمام صحابہ کو رنج عظیم لاحق ہوا تھا راوی کہتا ہے کہ اثناء نماز کے قریب بلاکت وہ لوگ ہو گئے تھے الغرض بعد فراغت پلنے اس جھگڑے قریش کے سے حضرت نے اپنا ذبیحہ قربان کیا اور سر منڈوایا۔ اس وقت اور لوگوں نے بھی اپنے سروں کو منڈوایا اور سر حضرت نے ارشاد کیا کہ آج کے روز اللہ تعالیٰ سر منڈوانے والوں پر رحم کریگا۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جو لوگ بال کتر وائیں اور سر بھی اللہ پر رحم کریگا یا نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سر منڈوانے والوں پر رحم کریگا پھر اصحابہ نے وہی عرض کی آپ نے پھر وہی جواب دیا تین دفعہ وہی فرمایا پھر وہی دفعہ ارشاد کیا کہ بال کتر وائے والوں پر یہی رحم کریگا بعد ازاں حضرت نے طرف مدینہ منورہ کے مراجعت فرمائی اور ناسرا شروع سے ہجری مدینہ ہی میں قیام پذیر رہے۔

اب شروع ہو سہ ہجری بیان جنگ خیبر کا

واضح ہو کہ درمیان ماہ محرم سہ ہجری کے پیغمبر خدا نے خیبر یوں کا محاصرہ کیا اور مال اور نکاسب چھین لیا اور مضبوط قلعہ جو اونکے سب کا تھا وہ فتح کیا اول ہی اول حضرت نے قلعہ نام غم فتح کیا۔ پھر قلعہ قوص فتح کیا۔ ان دونوں قلعوں میں سے بہت عورتیں قیدیوں آئی تھیں چنانچہ انہیں میں کی مساقہ صغیہ بیٹی ٹیجی ابن الخطاب کی گرفتار آئی تھی یہ عورت اس سردار مذکور کی بیٹی تھی اس سے رسول نے اپنا نکاح کیا اور آزاد کر دیا اس کا مہر منڈو فرمایا کیونکہ شامیت جناب سرور کی یہ تھی کہ لونڈی کو آزاد کر دیا کرتے تھے پھر حضرت نے قلعہ مصعب کو جس میں غلام و چربی اور گوشت بھرا ہوا تھا فتح کیا یہ جنگ کہ فتح کرتے ہوئے وطیح اور سلام کے نزدیک پہنچے یہ وقت بعد فتح یتبر کے فتح کے تھے۔ روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ کو درد شقیہ جس کو ادھاسی کہتے ہیں ہوا کہ اتنا تھا کہ قلعہ خیبر پر حضرت نے ڈیرا کیا آپ کو وہی درد ادھاسی کا ہوا۔ حضرت ابابکر صدیقؓ نے ادا ادا کر کے خیبر یوں سے نکال لیا اور اپنی شجاعت

دکھائی اور خوب لڑے۔ دو ستر روز حضرت سمر ابن الخطابؓ نے علم سنبھالا وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زیادہ لڑے اور بہت مردانگی اور شجاعت کام میں لائے جب رسول اللہ کو خیر بنوئی کہ جنگ خیبر فتح نہیں ہوا حضرت نے ارشاد کیا کہ تم خدا کی کل کے روز بوقت صبح یہ علم میں ایسے شخص کو دو ٹکاکہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول خدا کا اس کو دوست رکھتے ہیں کیونکہ وہ شخص بڑا حماد اور بہادر ہے بلکہ وہ اس علم کو زبردستی جھین لے گا اور میدان جنگ کا عاشق ہے یہ بات سنکر تمام ہاتھ اور انصار نے گردن اٹھا کر دیکھا حضرت علیؓ اس وقت حاضر نہ تھے جب حضرت علیؓ نے تشریف لائے تو اونکی آنکھوں سے پانی بہتا تھا آنکھیں مکتی تھیں ایک پٹی آنکھوں پر باندھی ہوئی تھی حضرت نے اپنے لب مبارک سے تھوک لیکر حضرت علیؓ کی آنکھوں پر کل دیا فوراً آنکھیں اچھی ہو گئیں اور درد جاتا رہا پیغمبر خداؐ نے وہ علم حضرت علیؓ کو مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ خیبر یوں سے لڑو وہ علم لیتے ہی حضرت علیؓ ینبہ یوں کے مقابلہ کو تشریف لے گئے اور ستر روز حضرت علیؓ نے سرخ جعبہ پہنے ہوئے تھے سر جلیب جو اوس قلعہ کا سردار تھا حضرت علیؓ کے سامنے خود سر پر پہنے ہوئے یہ شعر کہتا ہوا نکلا

قد علمت خیبرانی مرحب شاکي السلاح بطبل مجرب

حضرت علیؓ نے یہ شعر سنکر یہ شعر ارشاد کیا

انا الذي سمتني امي جيله ايكلكم يا السيف كيل السد

پھر مقابلہ ہوا حضرت علیؓ نے ایک ضرب ایسی ماری کہ تلوار خود کو چیرتی ہوئی چھاتی تک پہنچی فوراً زمین پر گر پڑا۔ ابن اسحاق نے اس کے خلاف روایت کی ہے لیکن سننے جو ذکر کیا ہے وہ صحیح ہے اس کے مرتے ہی قلعہ خیبر فتح ہوا یہ قلعہ بعد محاصرہ دس روز کے فتح ہوا تھا۔ اور ابورافع غلام رسول اللہ کا یوں کہتا ہے کہ جب رسول اللہ نے حضرت علیؓ کو واسطے فتح خیبر کے روانہ فرمایا تھا میں بھی ان کے ہمراہ تھا جب وہ وہاں پہنچے ایک سوار ان کے مقابلہ کو باہر قلعہ کے آکر لڑا۔ اسی اثنا میں ایک یہودی نے حضرت علیؓ پر ایک ضرب ایسی کی کہ آپ کی ڈھال گر پڑی۔ حضرت علیؓ خیبر کا دروازہ اپنی ڈھال بنکر لڑائی کی اور قلعہ خیبر فتح کیا جب فتح ہو چکا اس وقت دروازہ خیبر کو زمین میں ڈال دیا اس وقت ہم آٹھ آدمیوں نے زور آکر چاہا کہ اس دروازہ کو الٹیں ہرگز نہ اولٹا گیا یہ خیبر درمیان ماہ صفر سنہ ہجری میں فتح ہوا تھا جب فتح ہو چکا باشندگان خیبر نے عرض کی کہ ہم نصف پیداوا خیبر

یہ صلح پر ثابت ہے یعنی جو ثمر اور بار اور بھل اسجائے پیدا ہوگا نصف اور سکا ہمیشہ ادا کرتے رہیں گے حضرت نے مانا ایسا صلح ہوگئی ایسا ہی اہل فذک سے معاملہ ہوا تھا مگر اتنا فرق ہے کہ فذک خاصۃً رسول اللہ کی ملک میں تھا اور خبیبر تمام مسلمانوں کا تھا کیونکہ وہ بدوں حاجت سواروں اور فوج کشی کے پیادہ مسلمانوں نے فتح کیا تھا اسی صلح پر یہودی تازمانہ خلافت حضرت عمرؓ رہائے یعنی اسید طرسہ نصف پیدا دیتے ہے اور نصف اپنے نصرت میں لاتے تھے جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے انہوں نے خبیبر یوں کو جلا وطن کر دیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح خبیبر سے فراغت پاچکے تو عنان عزیمت طرف اوی قراء کے پیسر کر اکیڑات آپ نے اور سکا محاصرہ کیا اور بہت جلد اسکو فتح کر کے مدینہ شریف کو تشریف فرما ہوئے جبکہ قدم مبارک سے مدینہ کو رشک جنت فرمایا تو بانیان مذکور ہا جبرین بھی جوشہ سے سب آکر آئے انکے ہمراہ جعفر ابن ابی طالب بھی تھے روایت کی گئی کہ جبکہ جعفر ابن ابی طالب مدہاجرین باقی کے تشریف لائے بنی قریظہ فرماتے تھے کہ میکو معلوم نہیں کہ میں کونسی دہانوں میں خوش ہوں یعنی فتح خبیبر سے مجھکو زیادہ خوشی ہوئی ہے یا جعفر کے آنے سے کیونکہ پیغمبر خداؐ نجاشی کو درباب طلب مہاجرین اور نواح ام حبیبہ بنت ابوسفیان کے لکھ چکے تھے یہ ام حبیبہ میثی ابی سفیان کی بھی اپنے خاوند عبید اللہ بن جحش کے ہمراہ ہجرت کر گئی تھی وہاں جا کر عبید اللہ نصاریٰ ہو گیا۔ اور حبشہ میں رہنے لگا اسلئے اس عورت کے چچا کے بیٹے نے جحش کا نام خالد بن سعید بن العاص بن امیہؓ اور سکا نخل پیغمبر خداؐ سے کر دیا اور وہ حبشہ میں رہتا تھا وہ بھی مہاجرین میں شمار کیا جاتا ہے اور ہر چار سو دینار بنی قریظہ کی طرف سے باندہ کر اور نکور دانہ کر دیا تھا۔ جبکہ یہ خبر اس عورت کے باپ ابوسفیان کو پہنچی کہ بنی قریظہ سے ام حبیبہ کا نخل ہو گیا ہے تو اس نے کہا البتہ دے لوگ بڑی ناک و لے ہیں یعنی ہاشمی عزندہ ہیں جب وہ عورت مدہاجرین باقی کے رسول اللہ کے پاس آئے تب بنی قریظہ نے مسلمانوں سے ارشاد کیا کہ وہ مال غنیمت جو کفار کا آیا ہے اس میں سے انکا حصہ بھی لگانا چاہیے چنانچہ انکے حصہ بھی لگا کر گئے اور جنگ خبیبر میں زینب میثی حارث یہودی نے رسول اللہ کو بطور تحفہ ایک بکری زبردار پیش کی تھی آپ نے اور سکا ایک ٹکڑا لیکر چبا یا پیر پھینک دیا اور ارشاد کیا کہ یہ بکر مجھکو خبر دیتی ہے کہ میں ہر آلودہ ہوں جب آپ مرض موت میں مبتلا ہوئے یعنی جس بیماری سے آپ کا انتقال ہوا تب آپ نے فرمایا کہ وہ نوالہ زہرا جو خبیبر میں بیٹے کھایا تھا ہر روز مجھکو تکمیف دیتا تھا آج وہ گھڑی ہے جس میں

انقطاع رگ جان ہے۔ ذکر ہے قاصدوں کا بھیجنا رسول اللہ کا طرفدار بادشاہ اطراف کے

درمیان سٹہ ہجری کے رسول اللہ نے چند نام لکھ کر قاصدوں کے ہاتھ بادشاہان اطراف کے پاس بایں مضمون روانہ کئے کہ تم لوگ مسلمان ہو جاؤ اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ از انجملہ عبد اللہ بن خذافہ کو کسریٰ پرویز بن ہرمز پاس روانہ کیا تھا جبکہ وہ پہنچا کسریٰ پرویز نے نام پڑھ کر بھاڑا لا اور کہا کہ میرا بندہ ہو کر مجھ کو اس طرح لکھتا ہے جبکہ رسول اللہ کو یہ خبر پہنچی آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اس طرح کی سلطنت کو پھاڑ ڈالے گا۔ مگر کسریٰ نے اپنے عامل باذان کو جو میں کا حاکم تھا یہ لکھا کہ اس شخص کو جو حجاز میں مبعوث ہوا ہے میرے پاس بھیج دے۔ باذان نے اپنی طرف سے ایک نام لکھا اور دو آدمیوں کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ جاؤ بنی کو دو اوسیں لکھا تھا کہ کسریٰ پرویز نے آپ کو طلب کیا ہے آپ کو چلیے کہ ہمراہ ان دو آدمیوں کے فاتر کو جاؤ۔ ان دو آدمیوں میں سے ایک کا نام خرخرہ تھا جبکہ دوسے دونوں دربار نبوت شہار میں پہنچے حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ ان دونوں کی ڈاڑھیاں اور موچھیں منڈی ہوئی ہیں۔ آپ نے عدم توجہی سے ملاحظہ کیا اور فرمایا کہ اسوس بے نم پر یہ کس نے نگو حکم کیا ہے اس طرح کی شکل بنائیکا انہوں نے کہا کہ ہمارے خداوند نعمت کسریٰ نے پیغمبر خداؐ نے ارشاد کیا کہ میرے خداوند نے یہ حکم کیا ہے کہ ڈاڑھی کو بڑھاؤں اور موچھیں کتراؤں۔ پھر انہوں نے عرض کی جس مطلب کے لئے حاضر ہوئے تھے اور کہا کہ اگر تشریف لے چلیے گا تو بہتر ہے ورنہ کسریٰ پرویز آپ کو ہلاک کر ڈالے گا۔ رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ اسکا حل جواب بلے گا اسی اثنا میں آسمان سے نبی صلعم کے پاس جبرائی کہ خدا تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شہر ویہ کو غالب کر دیا اور اس نے اپنے باپ کو قتل کیا فی الفور رسول اللہ صلعم نے ان دونوں قاصدوں کو بلا کر کہا کہ اس طرح سے معاملہ ہوا ہے۔ اور آپ نے ارشاد کیا کہ جہاں تک ملک کسریٰ کا پھیلے گا وہاں تک میرا دین پھیلتا چلا جائیگا۔ اب تم باذان کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ مسلمان ہو جاؤ۔ چنانچہ دوسے دونوں باذان کے پاس مراجعت کر کے گئے اور ساری واردات بیان کی اسی اثنا میں ایک پروانہ شہر ویہ کا باذان کے پاس آیا اوسیں لکھا تھا کہ میں نے اپنے باپ کو قتل کر ڈالا ہے۔ اور توبہ نبی صلعم سے کہی

معترض نہ ہونا یہ حال دیکھ کر باذان مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھ بہت آدمی فارس کے مسلمان ہو گئے اور ایک قاصد رسول اللہ نے قیصر روم کے پاس روانہ کیا تھا اس کا نام وحیہ بن حلیفہ الکلبی تھا جبکہ یہ قاصد قیصر روم کے پاس گیا اور بادشاہ نے نامہ رسول مقبول کا پڑھا بہت تعظیم اس کی چنانچہ اپنے رخساروں پر ملا اور چوما اور قاصد کو بعزت تمام رخصت کیا اور ایک قاصد اپنے مسی حاطب بن ابی بلتہ کو مقرر کر کے بادشاہ کے پاس بھیجا تھا اس بادشاہ کو متوقف حجاج ابن یثی کہتے تھے اس نے حاطب مذکور کی بہت عزت کی اور چار لونڈیاں بعض کہتے ہیں دو بطور تحفہ رسول اللہ کے پاس روانہ کی تھیں ایک ادنیٰ کی ماریقبطہ ہے جس سے ایک لڑکا ابراہیم پیغمبر خدا کی پشت سے پیدا ہوا تھا۔ اور اسی بادشاہ نے ایک خچر واسطے پیغمبر خدا کے حبکو ڈال کہتے ہیں۔ اور ایک گدھا جس کا نام بغفور ہے بطور تحفہ بھیجے تھے اور ایک قاصد مسی عمر بن امیہ بادشاہ حبشہ کے پاس رسول اللہ نے بھیجا تھا۔ اس نے بھی نامہ رسول مقبول کا چوما۔ اور جعفر بن ابی طالب کے ہاتھ سے جبکہ وہ اوسی کے پاس درمیان ہجرت کے تشریف لکھتے تھے مسلمان ہوا۔ اور ایک قاصد مسی شجاع بن حبیب الاسدی طرف حارث بن ابی شمر غسانی کے روانہ کیا تھا جبکہ یہ قاصد نامہ لیکر پہنچا اور اس نے نامہ رسول اللہ کا پڑھا بہت خفا ہوا اور کہا کہ خبردار رہنا میں اس کی طرف چڑھ کر آتا ہوں جبکہ نبی ص کو یہ خبر پہنچی آپ نے بدو عادی اور کہا کہ تنہا ہو جاؤ لیگا ملک اس کا۔ اور ایک مسی سلیط بن عمرو کو ہوؤہ بن علی نصرانی بادشاہ یمامہ کے پاس روانہ کیا تھا۔ ہوؤہ نے یہ کہا کہ اگر حکومت مجھ کو دے تو میں آتا ہوں اور مسلمان ہو جاتا ہوں والا نہ میں اس سے لڑوں گا۔ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ کرامت اور بزرگی دنیا کی یہاں نہیں ملتی اسے خدا تعالیٰ دور رکھ اوسکو۔ یہ دُعا مستجاب ہوئی بعد چند روز کے وہ مر گیا۔ ہوؤہ نے ایک آدمی مسی ارحال کو پیغمبر خدا کے پاس بھیجا تھا چنانچہ وہ آیا اور مسلمان ہوا اور سورہ بقرہ پڑھا اور اسکو سوچ سمجھ کر یمامہ کو گیا مگر وہاں جا کر مر نہ ہو گیا اور یہ بیان کیا کہ نبی صلم کے ہمراہ مسلمانہ الکذاب بھی نبوت میں شامل ہو رہا ہے۔ اور پیغمبر خدا نے العلماء و المحضی کو جسکو منذر بن سعدی کہتے ہیں ملک بحران پر روانہ کیا تھا۔ یہ شخص فارس کی طرف کا تھا مسلمان ہو گیا تھا۔ جب بحران میں یہ گیا تب تمام عرب بحرین کے اوسکے سبب ایمان لائے اور مسلمان ہو گئے۔

ذکر عمرۃ القضا کا

واضح ہو کہ رسول مقبول درمیان ماہ ذیقعد سہ ہجری کے بارادہ ادا کرنے عمرہ کے مکہ شریف کو تشریف لائے اور آپ کے ہمراہ ستراونٹ تھے جبکہ خیام بنوی قریب مکہ شریف کے آئے تب قریش لوگ واسطے استقبال کے مکہ سے نکلے اور آپس میں کہتے تھے کہ ابلی بار رسول اللہ نے بہت محنت اور مشقت اٹھائی ہے چنانچہ دارالندوہ کے پاس آپ کے گرد گھوم کر مصدق ہوئے۔ جبکہ مسجد میں تشریف لائے تو حضرت یسٹ گئے اسطرچر کو وسط چادر کی اپنے دہنے بازو کے نیچے بچھائی اور دونوں سرے اونسکے بائیں طرف کو ڈال لئے پھر آپ نے ارشاد کیا کہ رحم کرے اللہ قوت والوں پر اور آپ نے چار گشت طواف کی کی پھر صفاء اور مردہ میں دوڑے اسی سفر میں جناب سول خدا نے میمونہ بنت الحارث سے نکاح کیا تھا اس عورت کے چچا عباس نے آپ سے نکاح کر دیا تھا کہتے ہیں کہ احرام ہی میں آپ نے اوس سے نکاح کیا یہ بات آپ کے ہی خواص سے تھی پہرندیتہ منورہ کو تشریف لے گئے۔

اب شروع ہوا آٹھواں سال سہ ہجری نبویؐ کا ذکر ہی مسلمان ہونے خالد بن الولید اور عمر ابن العاص کا

درمیان اسی سال یعنی سہ ہجری میں خالد بن الولید اور عمرو بن العاص السہمی اور عثمان بن عفان عبد الدار مسلمان ہوئے بعد ازاں درمیان جمادی الاول سہ کے ایک لڑائی ہوئی جسکو غزوہ موتہ کہتے ہیں یہ اول لڑائی تھی درمیان مسلمانوں اور رومیوں کو۔ رسول اللہ نے تین ہزار آدمی واسطے لڑائی رومیوں کے روانہ فرمائے اور انکاسر دار زید بن حارثہ مقرر کیا جو حضرت کا غلام تھا اور بروقت خدمت کے جناب سرور کائنات نے یہ ارشاد کر دیا تھا کہ اگر زید مارا جائے تو جعفر ابن ابی طالب فوج کا سردار رہے۔ اور بر تقدیر اگر وہ بھی شہید ہو جاوے تو عبد اللہ ابن رواحہ لشکر کا سپہ سالار ہوگا۔ جب یہ لشکر مسلمانوں کا موتہ کی زمین میں جو شام میں واقع ہے جا پڑا اور رومی لوگ اور عرب فیروز مند قریب ایک لاکھ آدمی کے اونسکے مقابل ہوئے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ ناگاہ زید علم بردار مارا گیا۔ جعفر نے وہ نیزہ آپ کے لیا اور لڑائی بدستور شروع رہی اتفاق سے جعفر ابن ابی طالب بھی شہید ہوئے۔

تب عبد اللہ بن رواحہ نے علم پکڑا وہ بھی شہید ہوا۔ اب لشکر مسلمانوں کا بے سر ہو گیا۔ جب کوئی طائر لڑیو الا نہ رہا تب سب مسلمانوں نے مجتمع ہو کر خالد بن ولید کو اپنا سر دار بنایا۔ خالد نے نیزہ ہاتھ میں لیکر مدینہ منورہ کو مراجعت کی۔ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عجمہ کو قاصد بنا کر بادشاہ بصرے کے پاس ایک نامہ دیکر مثل اور بادشاہوں کے جیسے کہ اوروں کو نامے بھجوائے تھے روایا فرمایا تھا۔ جب وہ قاصد موتہ کی زمین میں پہونچا تو اسکو عمر بن شریحیل نے مار ڈالا چونکہ اور کسی نے ایسی حرکت نہ کی تھی اس واسطے یہ لڑائی برپا ہوئی۔

ذکر صلح کے ٹوٹ جانے اور فتح مکہ کا

پوشیدہ نہ رہے کہ باعث صلح کے ٹوٹ جائیکا یہ تھا کہ قبیلہ بنی بکر قریش کی طرف تھے اور انکے عہد اور عقد میں مندرج تھے۔ اور قبیلہ خزاعہ رسول اللہ کی طرف تھا۔ موافق اس صلحنامہ کے جب کا ذکر ہم اولاً کر چکے ہیں سب سے ایسا اتفاق ہوا کہ بنی بکر خزاعہ سے کہیں ملے اور انہیں لڑائی ہو گئی لیکر قریش نے بنی بکر کی مدد اور کمک دی۔ اس واسطے وہ عہد جو قریش سے رسول اللہ نے کیا تھا فسخ ہو گیا۔ قریش کو بھی اس نقص عہد اور حرکت نا مشائیتہ کرنی سے ندامت ہوئی اسلئے ابوسفیان بن حرب مدینہ کو گیا تاکہ نئے سے عہد باندھے اور اس ندامت کو کھو دے۔ جب ابوسفیان مدینہ میں گیا اور اپنی بیٹی ام حبیبہ پیغمبر خدا کی زوجہ کے پاس گیا چاہتا تھا کہ پیغمبر خدا کے پھونے پر بیٹھے ام حبیبہ نے وہ لپیٹ دیا ابوسفیان خفا ہوا اور کہا کہ اسے بیٹی کھونا تو نے اوٹھالیا مجھے بیٹھنے نہ دیا وہ بولی کہ یہ کھونا رسول اللہ کا ہے اور تو کافر مشرک نہا پاک ہے خفا ہوا اور بددعا دیتے لگا پھر وہاں سے اٹھ کر پیغمبر خدا کے پاس آیا آپ سے کلام کرتا رہا حضرت نے کچھ جواب نہ دیا۔ اتنے میں صحابہ کبار مثل ابابکر صدیق اور علی رضی اللہ عنہما سے باتیں کرنے لگا۔ انہوں نے بھی کچھ جواب نہ دیا لاچار ہو کر مکہ چلا گیا اور قریش کو جا کر جوا و سپرو ہاں گزرنا مناسب مٹنایا۔ اور پیغمبر خدا نے یہ قصد کیا کہ قریش مکہ پر دفعتاً یجبری میں چڑھ جاؤ۔ طالب ابن ابی بلتہ نے جو یہ سن پایا اسنے ایک کینزک بنی ہاشم کی مسامہ سارہ کے ہاتھ قریش مکہ کو خط لکھا۔ بھیجا اور بین پیغمبر خدا کے قصد لڑائی اور چڑھ آیکا طالب لکھا۔ اس امر کی خبر خدا تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول کو دی آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور زبیر بن العوام کو بھیجا۔ اون دونوں

نے سارہ کو گرفتار کیا اور سکے ہاتھ سے خط لیا اور حاطب کو پکڑ کر معہ دس نامہ کے پیغمبر خدا کے پاس حاضر کیا اور اس سے پوچھا گیا کہ تو نے یہ کیا حرکت کی اور تجھ کو کیا اون سے غرض تھی جو تو نے اطلاع اس امر کی قریش کو لکھ نہیجی اور سننے عرض کی کہ جناب عالی میری اولاد اور گھر کے لوگ اور قبیلہ یہ سب اون کے درمیان ہیں میں سلمان کامل ہوں نہ پھر ہوں نہ بداعتقاد ہوا ہوں اپنے اہلخانہ کے بچاؤ کے واسطے مینے اون سے سازش کی تھی۔ حضرت عمر ابن خطاب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھ کو حکم دیجئے اسکا سر اڑا دوں کیونکہ یہ منافق ہے رسول اللہ نے معاف فرمایا اور اونکی جان بخشی کی۔ پہر پیغمبر خدا رمضان شریف میں بعد گزرنے دس روز کے درمیان اسی سال کے معہ مہاجرین اور انصار اور چند قبایل عرب کے بطرف مکہ نہضت فرما ہوئے آپ کے ہمراہ دس ہزار آدمی تھے جبکہ مکہ شریف کے پاس پہنچے تب حضرت عباس رسول اللہ کی خچر پر بایں ارادہ سوار ہو کر شاہد کوئی شخص لکڑی چیتا ہوا لکڑھارا یا کوئی چلتا پھرتا نظر پڑے تو اوسکو کہہ دوں۔ وہ جا کر پیغمبر خدا کے تشریف لائیںکی خبر قریش کو کر دتے تاکہ وہ لوگ خواہاں اسن ہو کر جناب سرور کائنات کی خدمت میں حاضر ہوں ورنہ سب مارے جائیں گے حضرت عباس فرماتے ہیں کہ جبکہ میں نکلا تو ناگاہ ابی سفیان بن حرب اور حکم بن حزام۔ اور بدیل بن ورقاء الخزازی کی آواز سنی یہ لوگ جاسوسی کرتے پھرتے تھے۔ حضرت عباس نے وہ آواز سن کر فرمایا کہ اے ابانظف یعنی اباسفیان! دوتے جواب دیا کہ اے ابانفضل! مینے کہا ہاں۔ ابی سفیان بولا کہ حاضر ہوں۔ یہ آپ کے پیچھے کیا غل غیاڑا ہے۔ مینے کہا کہ رسول اللہ صلیم دس ہزار سلمان لیکر آئے ہیں ابوسفیان گھبرایا اور شٹپایا ہوا کہنے لگا کہ اب مجھ کو کیا حکم کرتا ہے اے عباس مینے کہا آپچر پر سوار ہو جا تاکہ تیری جان بچا دوں رسول اللہ صلیم سے کہہ نہیں لوگ روں مارا جائیگا وہ میرے پیچھے سوار ہوٹپا میں اوسکو رسول اللہ کے پاس لے ہوئے چلا آیا۔ اوسی راہ کو عمر ابن خطاب بھی تشریف لاتے تھے حضرت عمر بولے کہ اے اباسفیان! شکر ہے اوس خدا کا جسے اب مجھ کو طاقت دی تجھ بدوئے عقداور عہد کے۔ پھر بہت سختی سے اوسکو رسول خدا کے پاس لے گئے اور کہا کہ اے رسول اللہ مجھ کو حکم ہو تو میں اسکو گردن مار دوں اور حضرت عباس نے سوال کیا کہ یا حضرت اسکو اسن دیجئے۔ رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ اے عباس مینے اسکو اسن دی بکلی کے روز اوسکو حاضر کرنا۔ حضرت عباس ابوسفیان کو اپنے پیٹ میں لے گئے اور دوسرے روز ہمراہ اپنے پیغمبر خدا کے پاس لائے۔ رسول اللہ نے ارشاد کیا

کہ اے ابوسفیان کیا تو نہیں جانتا کہ کوئی جمہور لایق پرستش نہیں سوا ایک خدا کے۔ اونے کہا کہ البتہ جانتا ہوں۔ پھر ارشاد کیا کہ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو جانے کہ میں پیغمبر خدا ہوں۔ ابوسفیان بولا کہ قربان جاؤں اس امر میں ابھی مجھ کو کلام ہے۔ حضرت عباس بولے کہ کجبت جلد گوہی دے محمد رسول اللہ ہو چکی۔ ایسا نہ ہو کہ گردن مارا جائے۔ ابی سفیان نے محمد رسول اللہ کہا اور سلمان ہو گیا۔ اور اوسکے ساتھ ہی حکم بن حزام اور بدیل بن ورقہ بھی سلمان ہو گئے۔ پھر پیغمبر خدا نے حضرت عباس کو ارشاد کیا کہ ابی سفیان کو مضیق الوادی میں لیجا تا کہ خدا تعالیٰ کے لشکر کا مشاہدہ کرے اور دیکھے۔ حضرت عباس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ابوسفیان فخر کو بہت چاہتا ہے کوئی بات ہو موجب اسکے فخر کی اوسکی قوم پر کہہ دیجئے حضرت نے ارشاد کیا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جاوے گا یا جو کوئی مسجد میں آگھسے گا یا اپنا دروازہ بند کر لے گا اوسکو امن ہوگی۔ اور جو کوئی حکم بن حزام کے گھر میں آجائیگا اوسکی بی جان بچ جائیگی۔ حضرت عباس کہتے ہیں کہ ابوسفیان کو موافق حکم پیغمبر خدا کے اپنے ہمراہ لشکر میں لے گیا۔ ابوسفیان جب قبائل عرب سے ملا ایک ایک قبیلہ کا حال پوچھتا جاتا تھا سب سے ملا اتنے میں رسول خدا اپنے لشکر سفر پوشوں یعنی بہا جرین اور انصاریں تشریف لائے اس وقت کا یہ حال تھا کہ اوسکی کیفیت بتلی ہی آنکھ کی ادھٹا سکتی تھی اور کوئی بیان نہیں کر سکتا تھا کہ کتنا لشکر تھا۔ ابوسفیان نے یہ عزت اور شان دیکھ کر مجھ سے کہا کہ اب تو میرے بھتیجے کی بڑی سلطنت ہو گئی۔ میں نے کہا کہ کجبت یہ ٹھہرے ہوئے نہ کہ رتبہ بادشاہت۔ اونے کہا ہاں سچ ہے۔ بعد ازاں رسول مقبول نے زبیر ابن العوام کو ارشاد کیا کہ تو سپہاہ بعض لوگوں کے قیدیہ کدار کے ہاں جا اور سعد ابن عبادہ سردار قوم خزرج کو حکم کیا کہ تو ثنیہ کدار میں لوگ ہمراہ لیکر مکہ میں داخل ہو۔ اور حضرت علیؑ کو یہ ارشاد ہوا کہ علم ہاتھ میں لیکر مکہ میں گہسو کیونکہ حضرت نے سسر سنا تھا کہ آج بڑی بہاری لڑائی کا دن ہے۔ اور خالد ابن ولید کو ارشاد ہوا کہ مکہ کے نیچے سے ہمراہ تھوڑے سے آدمیوں کے آؤ اور کوئی لشکر آدمی نہیں لڑا کیونکہ حضرت نے اول ہی سب کو منع کر دیا تھا کہ خالد ابن ولید کو چند قریش ملے وہ لوگ نے اونپر تیر چلائے اور گھٹنے سے رکھا۔ اسلئے خالد ابن ولید اون سے لڑے اور اٹھائیس کافر جنم واصل کو کے خدمت رسول مقبول میں جا حاضر ہوئے۔ رسول مقبول نے ارشاد کیا کہ میں تم کو منع کیا تھا تم کیوں لڑے۔ لوگوں نے عرض کی کہ خالد ابن ولید سے پہلے قریش نے جنگ کی تب بعد ازاں

دس لڑے ہیں آپ چپ ہو رہے مگر مسلمانوں میں کل آدمی مرے تھے۔ مکہ جمعہ کے روز اون برس
 بروزوں میں جو رمضان شریف کے باقی رہے تھے فتح ہوا تھا اب اسیں ابو حنیفہ اور شامی کا اختلاف
 ہے کہ مکہ رسول مقبول نے بزور شمشیر لیا جیسا کہ شافعی کہتا ہے۔ یا بطور صلح فتح کیا جیسا کہ ابو حنیفہ
 کہتا ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول کو قریش کی گردنوں کا مالک بزور کر دیا تب آپ نے
 ارشاد کیا اگر کیا سمجھتے ہو تم نکو ماروں یا چھوڑوں انہوں نے کہا جو اچھے بیچوں کا کام ہوتا ہے وہ کرو
 حضرت نے کہا چل جاؤ تم کو پہنچھوڑ دیا۔ جبکہ تہلکہ بجانا رہا اور لوگوں کو اطمینان حاصل ہوا تب
 بنی واسطہ طواف کعبہ کے تشریف لے گئے اور آپ نے سات دفع حالت سواری میں طواف کیا اور
 رکن کو ایک لکڑی سے جو آپ کے دست مبارک میں تھی بوسہ دیا۔ پھر درمیان کعبہ کے تشریف لے گئے
 ادوہیں حضرت نے چند تصویریں ملائکہ کی اور ایک تصویر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دیکھی اس کے
 ہاتھ میں زبر فقہ حضرت نے یہ دیکھ کر ارشاد کیا کہ مارے جاؤ وے لوگ جنہوں نے تمہارے ہاتھ میں
 تیر دیئے ہیں اور تصویر بنائی کہا حضرت ابراہیم اور کجا تیر جوں کی بموجب مصرعہ چہ نسبت خاک
 را با عالم پاک۔ پھر ارشاد کیا کہ ان تصویروں کو توڑ ڈالو چنانچہ توڑی گئیں اور آپ نے اندر کعبہ کے
 نماز پڑھی اور چھ مرد اور چار عورتوں کا خون ہدا فرمایا۔ یعنی یہ حکم دیا کہ یہاں پاؤ مار ڈالو ان چھ مردوں
 کی تفصیل یہ ہے کہ ایک عکرمہ بن ابی جہل تھا۔ اسکی بیوی ام حکیم نے جناب سرور سے عرض کی کہ
 اسکو امن ہو چنانچہ اسکا خون بخشا گیا۔ پھر عکرمہ آکر شرف اندوز ملازمت ہو کر مسلمان ہوا۔ دوسرا
 ہبار بن الاسود تھا۔ نبی سر عبد اللہ ابن سعد ابن ابی سرح تھا۔ یہ حضرت عثمان ابن عفان کا رضاعی
 بھائی تھا اسکو حضرت عثمان اپنے ہمراہ پیغمبر خدا کی خدمت میں لائے اور سوال کیا کہ حضرت اسکا خون
 معاف ہو آپ بہت دیر تک چپ رہے اور سوچتے رہے پھر اسکو بھی امن دی وہ بھی مسلمان ہوا۔
 حضرت نے اپنے اصحاب ارشاد کیا کہ میں اتنی دیر تک عالم سکوت میں اس واسطے تھا تا کہ تم میں سے کوئی
 اسکو مار ڈالے اصحاب نے عرض کیا کہ ایسا کیونکر ہو سکتا تھا اور کیا وہ مار گیا پھر حضرت نے ارشاد کیا
 کہ بنی خانیثہ العین نہیں ہو اگرتے۔ اور اس عہد اللہ مذکور کا یہ حال ہے کہ یہ شخص قبل فتح مکہ
 کے مسلمان ہو چکا تھا وحی لکھا کرتا تھا۔ مگر اس کسمت کو یہ دہشت تھی کہ قرآن شریف کو مبدل کیا کرتا
 تھا پھر مرتد ہو گیا تھا اس واسطے حضرت نے اسکا خون ہدا کر دیا تھا لیکن پھر مسلمان ہو گیا تھا اور حضرت

عثمان کی خلافت تک زندہ رہا حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت میں اوسکو مقرر کا حاکم کر دیا تھا پھر
 سفیس بن صبابہ تھا اسنے ایک شخص انصاری کو چنے اوسکے بھائی کو خطا مار ڈالا تھا قتل کیا۔ پانچواں
 عبد اللہ بن النحل ہے۔ یہ شخص مسلمان ہو گیا تھا مگر ایک مسلمان کو مار کر پھر مرتد ہو گیا۔ چھٹا خوہرث
 بن نفیل تھا اسنے رسول اللہ کو بیت ایدادی تھی کیونکہ اونکی بھوکرتا پھرتا تھا۔ ایک جائے حضرت علیؓ
 کو کہیں بلگیا حضرت علیؓ نے اوسکا کام تمام کیا۔ وہ چار عورتیں جنکا خون رسول اللہؐ نے ہدا فرمایا تھا
 ایک اونہیں کی ہندہ زوجہ ابوسفیان کی ام معاویہ تھی جسے حضرت حمزہ کا کلیجہ کھایا تھا اسنے بیعت
 کی کہ قریش کی عورتوں میں چھپ کر رسول اللہؐ سے بیعت کی پھر رسول اللہؐ سے عرض کی کہ میں وہ
 ہندہ ہوں جسے حضرت حمزہؓ کا کلیجہ کھایا تھا میرا جرم معاف فرمائیے چنانچہ آپؐ نے معاف کیا بروز
 فتح مکہ نماز ظہر کے وقت بلالؓ نے کعبہ پر چڑھ کر اذان دی مسماۃ جویریہ ابوطہل کی دختر نے کہا کہ
 خدا تعالیٰ کا پڑا احسان ہو ابو میرے باپنے بلالؓ کے رنگنے کی آواز کعبہ پر نہ سنی اس سے پہلے ہی
 مر گیا یہ بہت اچھا ہوا۔ اور حارث بن حشام نے یہ کہا کہ کاش آجکے روز میں زندہ نہ ہوتا۔ اور
 خالد بن اسید نے ہی یہ کہا کہ خدا تعالیٰ نے میرے باپ پر پڑا احسان کیا جو وہ آجکل روز دیکھنے نہ پایا
 بعد ازاں رسول منقول باہر تشریف لائے آپؐ سے سب گفتگو لوگوں کی جو جو ادھنوں نے کہا تھا بیان
 کی گئی۔ حارث ابن ہشام مسلمان ہو گیا اسنے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نور رسول اللہؐ ہے
 قسم ہے خدا کی کوئی اس بات پر مطلع نہیں تھا اب میں سب کو کہوں گا۔ اونہیں عورتوں میں سے
 جو واجب القتل تھیں ایک سارہ لونڈی بنی ہاشم کی تھی جو حاطب کا خطا لیکر مکہ کو چلی تھی اور
 راہ میں پکڑی گئی تھی۔

بیان اوس جنگ کا جو خالد بن ولید اور بنی خزیمہ میں ہوئی تھی

پوشیدہ نہ رہے کہ بعد فتح مکہ کے رسول اللہؐ نے تھوڑے تھوڑے آدمی اطراف مکہ کے اس واسطے
 روانہ فرمائے تھے کہ لوگوں کو دعوت اسلام کی کریں مگر یہ شرط تھی کہ کسی سے لڑائی نہ کرنا۔ مگر ایام ہجرت
 میں بنو خزیمہ نے عوف ابی عبد الرحمن بن عوف اور خالد بن ولید کے چچا کو جبکہ فے دونوں میں سے
 آئے تھے مار کر جو کچھ اونکے پاس اسباب تھا لوٹ لیا تھا یہ لوگ جو رسول اللہؐ نے واسطے ہدایت خلق کے

ما موروئے تھے اور نہیں ہے ایک خالد بن ولید بھی تھا ایسا اتفاق ہوا کہ خالد بن ولید ایک چشمہ پر جا کر اونٹنا تمام بنو خزیمہ مسلح ہو کر خالد پر چڑھ آئے خالد نے کہا کہ اپنے ہتھیار رکھ دیے اور لڑائی موقوف کر کے بیکطرف ہو گئے۔ خالد ابن ولید نے بڑا شیر اور نکو قتل کرنا شروع کیا اور بہت جوان اونٹ کے مار ڈالے یہ خبر رسول اللہ کو جب پہنچی اپنے دونوں ہاتھ اپنے آسمان کی طرف اتارے بڑھائے کہ آپ کی بنگلوں کی سفیدی بھی ظاہر ہو گئی اور خدا تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ اے ہار خدا میں بری الذمہ ہوں خالد کے فعل سے کیونکہ اس نے مانعت رسول کا کچھ خیال نہ کیا اسلئے حضرت کو بہت رنج ہوا۔ حضرت علیؓ کو ارشاد کیا کہ تم مال لیکر جاؤ اور سب کے ذہنہا دیکر آؤ چنانچہ حضرت علیؓ بموجود شاد و پیغمبر خدا کے وہاں تشریف لگے اور جتنے مارے گئے تھے سب کا خونہا دیکر آپ نے پوچھا کہ کوئی دیت کسی کی رہ گئی ہو تو وہ یاد دو کہ وہ سب نے عرض کی کہ اب کوئی باقی نہیں رہا حضرت علیؓ نے وہ روپیہ جو ان کے پاس باقی رہا تھا انہی لوگوں پر تقسیم کر دیا تاکہ ان لوگوں کے دل زیادہ خوش ہوں یہ خبر جناب رسالت مآب بھی سن کر بہت خوش ہوئے مگر عبد الرحمن بن عوف نے خالد ابن ولید کو بہت ملامت کی کہ تو نے یہ بڑا کیا۔ خالد نے کہا کہ عبد الرحمن مینے تیرے باپ کے خون کا عوض لیا۔ عبد الرحمن نے جواب دیا کہ نبیؐ غلط ہے بلکہ تو نے اپنے چچا انفاک کا عوض خون لیا ہے اور یہ فعل تو نے زمانہ جاہلیت کا سا کیا مسلمان ہو کر تجھ کو یہ نکرنا چاہیے تھا رسول اللہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ اون دونوں میں فساد اور جھگڑا ہوا آپ نے خالد کو ارشاد کیا کہ میرے اصحاب تو اپنے ساتھ نہ رکھ۔ اے خالد تو اون کی قدر نہیں جانتا قسم ہے خدا کی اگر تیرے پاس سونے کا پہاڑ ہو نا اور تو اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا تب بھی ایسے شخصوں کی بوباس نہ پاتا۔

بیان جنگ جبین

یہ لڑائی درمیان ماہ شوال سنہ ہجری کے ہوئی تھی جبین نام ایک جنگل کا ہے جو کہ درمیان مکہ کے قریب تین میل پر یکد سے واقع ہے۔ یہ لڑائی اس طور پر ہوئی تھی کہ جب پیغمبر خداؐ نے مکہ فتح کر لیا اور اطمینان خاطر آپ کی ہو چکی تب ہوازن نے اپنے ملک میں مجتمع ہو کر سب اسباب اوسال و سال لڑائی رسول اللہ کے جمع کیا ان کے ہمراہ طايف کے رہنے والے اور بنی سعد جن میں رسول اللہ نے پرورش پائی تھی سب جمع ہو گئے اور انہیں نبیؐ شتم درید بن الصمہ تھے جو کہ بہت بڑھا تھا اور عمر اس کی قریب زیادہ

سو برس کی ہوگی شامل تھا اس پیر مرد کو فقط واسطے صلاح اور نذیر اور رائے لینے کے ساتھ لے لیا تھا جبکہ رسول اللہؐ نے سنا کہ یہ لوگ کفار جمع ہوئے ہیں تب جناب سرور کائنات بھی چھٹی تاریخ ماہ شوال ۳۱ھ میں یا ہرمہ کے تشریف لائے اور حبرہ فرسہ کے مکہ فرغ ہوا تھا اور مدینہ اس لڑائی تک حضرت صلواتہ مقصورہؑ ہاکرتے تھے اس لڑائی میں آپ کے ساتھ بارہ ہزار آدمی تھے دو ہزار باشندگان مکہ اور دس ہزار آپ کے ہمراہی اور صفوان ابن امیہ کافر بھی حضرت کے ہمراہ تھا اس شخص نے دو مہینہ کی مہلت رسول اللہؐ سے لی تھی یعنی یہ کہا تھا کہ بعد دو مہینہ کے مسلمان ہو جاؤ گنا آپ نے دو مہینے کی مہلت دیدی تھی اس کے ایک سوزہ حضرت نے اس جنگ میں لی تھی۔ ماسوائے اور ایک ٹہنی جماعت مشرکین کی بھی رسول اللہؐ کے ہمراہ تھی۔ رسول اللہ صلیم جن میں پہنچے اور مشرکین اور طاس میں ہے کیونکہ درید ابن النعمہ نے مشرکین سے پوچھا تھا کہ کون سے جنگل میں لوگ ہونگے انہوں نے کہا بھجیا کا و طاس میں ہم ہونگے اوسنے جواب دیا کہ وہ بہت اچھی جاؤ ہے کچھ ضرر نہ ہوگا۔ اور نبیؐ اپنے دلیل پر سوار ہوئے۔ ایک مسلمان نے کہا کہ لشکر مسلمانوں کا بہت تھوڑا ہے کفار کا لشکر بہت ہے یہ تھوڑے آدمی اونپر غالب ہونگے اسی روز کو واسطے یہ قول اللہ تعالیٰ کا نازل ہوا جس کے معنی ہیں۔ اور دن جنین کا جبکہ متعجب کر دیا تو کثرت تمہاری نے پھر نہ بے پرواہ کیا تو کسی شے نے جبکہ متقابلہ جانین کا ہوا۔ اور مسلمانوں کا کفار نے سامنا کیا تمام مسلمان ایسے ہو گئے کہ ایک دوسرے کو جانتا نہ تھا کہ کہاں ہے۔ اور رسول اللہؐ بھی ہمراہ ہاجرین اور انصار اور اہل بیت کے ایک طرف کو تھے کہ دفعتاً مسلمانوں کو شکست ہوئی اور سوزت کفار مکہ کے دلوں کے بغض و کینہ خوب ظاہر ہوئے ابوسفیان ابن حرب کہتا تھا کہ یہ مسلمان سمندر تک بہاگ کر جائینگے اور اپنی ترکش کو تیروں سے جبر ہوئے مستحق کھڑا تھا۔ ایک طرف سے صفوان بن امیہ کا بھائی پکار کر بولا کہ اب جادو کا اثر جا رہا صفوان نے جو کہ ابھی مشرک ہی تھا لگا کر کہا کہ چپ رہ خدا تیرے منہ کو پھوٹے یہ بدو عادی کہہا کہ قسم ہے خدا کی اگر مجھ کو کوئی قریش غلام بنا لے یہ میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ کسی ہوا زن کی غلامی کروں مگر یہ غیر خدام ثابت قدم اوسط چہرہ طرح اول تھے کھڑے رہے ہرگز نہ ڈگے۔ اسی اثناء میں پیر مسلمان لوٹ کر آئے اور بڑی بھاری لڑائی ہوئی خوب لڑے داد شجاعت دی جناب سرور کائنات نے اپنا گڑھا دلیل زمین پر بٹل کر ایک مٹھی مٹی کی ہاتھ میں لی اور اس مٹی

کو مشرکین پر پھینک دیا۔ اوسکے پھینکتے ہی کفار کی فوج کو شکست ہو گئی سب بھاگے مسلمانوں نے اوسکا تعاقب کیا مارتے قتل کرتے ہوئے چلے جاتے تھے آخر کار مسلمانوں کی فتح ہوئی اور بہت عورتیں اور بچے قید میں آئے از انجلہ شیما بنت الحارث اور اوسکی والدہ حلیمہ السعدیہ جو پیغمبر خدا کی رضاعی بہن تھیں گرفتار آئیں اوسنے پیغمبر خدا کے سامنے اپنا حال بیان کیا چنانچہ کسی لڑکپن میں حضرت نے جو اوسکی بیٹیہ میں کاٹا تھا وہ نشانی حضرت کو دکھلائی حضرت نے اوسکی خاطر کے واسطے اپنی چادر بچھائی اور بڑی خاطر اوسکی کی اور اوسکو زاد راہ کہانے کے دیا اور جہاں اوسنے اپنی قوم کا پتا بتلایا وہاں اوسکو پہنچا

بیان محاصرہ کرنے جناب سرور کائنات کا طایفہ کو

واضح ہو کہ قوم ثقیف بنین سے شکست کھا کر طایفہ کی طرف گرتے پڑتے پہنچے تب سرور کائنات بھی اونکے متعاقب جا پہنچے اون لوگوں نے اپنے شہر کا دروازہ بند کر دیا حضرت نے اوس شہر کا محاصرہ کچھ اوپر بنیں روز تک کیا اور گوپیوں سے لڑائی ہوتی رہی یہ سرور کائنات نے حکم دیا کہ جتنے درخت انگور کے قوم ثقیف کے ہیں سب کاٹے جائیں چنانچہ حسب الحکم تعمیل امر جناب سرور کے وسیع وقت ظہور میں آئی۔ بعد ازان پیغمبر خدا نے حکم کوچ کا دیا چنانچہ وہاں سر رخصت ہو کر خزانہ پر منزل کی۔ اس مقام پر جناب سرور کائنات نے جتنا اسباب آزن کا لوٹ کر لائے تھے سب چھوڑ دیا چنانچہ بعض ہوا زن آپ کے پاس گئے پیغمبر خدا نے اپنا اور اولاد عبدالمطلب کا حصہ اونکے سپرد کر دیا اور سب لوگوں کو اونکی عورتیں اور بچے اور اولاد اونکے سپرد کی۔ بعد ازان ابن عوف سپہ سالار اور نثار رسول اللہ سے آکر مل گیا چنانچہ کامل مسلمان ہو گیا حضرت نے اوسکو اوسکی قوم کا سردار مقرر کیا اور فرمایا جو کوئی اہل قبائل میں سے مسلمان ہو تو اوسکا سردار ہے تعدا مال منعمتہ لشکر اسلام کے معنی جو اہل اسلام کو اسجائے سے مال غنیمت ہاتھ آیا وہ ہے اونٹ چوبیس ہزار۔ اور بکریاں چالیس ہزار سے ہی زیادہ تھیں اور چاندی چار ہزار اوقیہ مگر جن لوگوں کا دل پر چاتا حضرت کو منظور تھا اونکو وہ عطا فرمائے۔ مثل ابی سعیدان اور دونوں بیٹے اوسکے یزید۔ اور معاویہ کو۔ اور سہیل بن عمر اور عکرمہ بن ابی جہل۔ اور حارث بن ہشام ابی جہل کے بھائی کو۔ اور صفوان بن امیہ کو یہ لوگ قوم قریش تھے۔ اور الاقرین حابس تہیمی اور عینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الذہبیانی کو۔ اور سردار مقرر کیا ابن عوف سپہ سالار قوم ہوازن اور

جو کوئی اوس جیسا تھا اوسکو بھی امارت دی۔ اور ہر ایک انشرف کو ایک سو اونٹ اور ماسوا تک
اودوں کو چالیس چالیس۔ مگر عباس بن مرداس السملی کو چند اونٹ دیئے تھے وہ راضی نہ ہوتا تھا
چنانچہ اوسنے اس امر پر چند شعر بھی کہے تھے جو میں تذکرہ شعراء عرب میں لکھ چکا ہوں پیغمبر خدا نے
فرمایا کہ اسکو اوردو کہ اسکی زبان بند ہو چنانچہ اوسکو پھر اتنے دیئے کہ وہ راضی ہو گیا۔ جب رسول
خدا نے اسجائے مال غنیمت تقسیم کیا انصار کو مطلق کچھ نہ دیا اونکو اس امر سے رنج ہوا حضرت نے
اونکو بلا کر فرمایا۔ کہ اے گروہ انصار تم کو ایک حصہ دنیا کو واسطہ بنج ہوا اور حکمت علی تم اس مقام
پر نہیں سمجھتے ہو بیٹے فقط ان لوگوں کو تالیف قلوب کے واسطے مال تقسیم کیا ہے اور تنہا مسلمان
ہونے پر میرا اثر ابھر دے۔ ہے کیا تم راضی نہیں ہو اس طرح کہ لوگ اونٹ اور بکری لیکر جائیں اور
تم رسول اللہ کو لیکر اپنی منازل قطع کرو پھر اپنے اونکی فضیلت میں یہ فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ قسم ہے
خدا کی اگر نہ ہوتی ہجرت تو البتہ میں ایک شخص مثل انصار کے ہوتا اور اگر آدمی چلتے اور راہوں پر ہیں
انصار کی راہ پر چلتا اسے خداوند رحم فرما انصار پر اور ان لوگوں پر جو اولاد میں انصار کے ہوں او
اون لوگوں پر جو اونکی اولاد میں ہوں جبکہ پیغمبر خدا مال غنیمت قبیلہ ہوازن کو تقسیم کر چکے اور عینیہ
بن حصن اور اباسفیان بن حرب وغیرہ کو حصہ جانت نہ کوڑا لادے چکے۔ ذوالخویرہ نے جو اولاد تقسیم
کی ہے بنی سے کہا کہ مجھے آپکا عدل اور انصاف نہ دیکھا جناب بہر و رکائینات کو غصہ آیا ارشاد
کیا کہ انوس ہے تم لوگوں پر۔ اگر عدل نہ کرونگا تو پھر عدل کہاں کرونگا حضرت عمرؓ بولے کہ پیغمبر خدا
مجھ کو ارشاد کیجئے میں اسکو قتل کروں آپ نے فرمایا کہ نہیں جانے دو کیونکہ قریب ہے کہ اس ایک
گروہ تم جیسے مسلمان متقی پیدا ہوگا۔ یہ روایت ہے محمد بن اسحاق ایک دی یہ روایت کرتا ہے کہ
ذوالخویرہ نے بروقت فراغت پانے تقسیم مال غنیمت مذکورہ کو یہ کہا تھا کہ محمد آپ نے تقسیم برابر نہ
کی اس مال کی اور میں صرف خدا لگتی خالصا للہ کہتا ہوں۔ رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ قریب ہے
کہ کلینکا اس شخص کے کہنے سے ایک ایسا قوم کہ وہ خارج ہونگے دین سے مثل چھوٹ جانے نیر کے
جب کمان سے علیحدہ ہوتا ہے پھر وہ ہاتھ نہیں آتا۔ اون لوگوں کی گردن کے قریب ایمان
نہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ذوالخویرہ میں سے ایک شخص حرقوص بن زہیر البجلی جبکہ وہی المذمہ
ہی کہتے ہیں ظاہر ہوا اس شخص نے سب سے اول بیت خوارج کے ہمراہ کی اور اونکی امامت کا قابل ہوا

اول ہی اول وہی خارجی ہوا۔ یہ نام ذوالنورین پیغمبر خدا نے اس قوم کا رکھا تھا جناب سرور کائنات
 عمرہ باندہ کر مدینہ کو تشریف لے گئے اور عتاب بن اسید بن ابی العیس کو مکہ پر اپنا خلیفہ مقرر فرما گئے۔ یہ
 شخص جو ان تھا نابھوز بلیس میں برس کی عمر کو نہ پہنچا تھا اور اسکے پاس معاذ بن جبل کو بھی واسطے
 تلقین اور وعظ سائل کے چھوڑ گئے تھے۔ اسی سال میں عتاب بن اسید نے موافق معمول عرب کے
 حج خانہ کعبہ کا ادا کیا۔ درمیان ماہ ذوالحجہ سہ ابراہیم بیٹا پیغمبر خدا کا ماریہ قبیلہ لونڈی سے پیدا ہوا
 اور اسی سال یعنی سہ میں حاتم طائی نے وفات پائی تھی یہ حاتم بیٹا عبد اللہ بن سعد بن الحشرج کی
 اولاد طے بن اذف سے ہے کینت اسکی ابا سفاہ تھی کیونکہ ایک اسکی بیٹی تھی اور سکا نام سفاہ تھا اس واسطے
 اسکو ابا سفاہ یعنی باپ سفاہ کا کہا کرتے تھے۔ یہ لڑکی حاتم مذکور کی پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر
 ہو کر شرف اندوز ملازمت ہوئی اور اپنے حال کی جو ادھر پر مصیبت تھی شکوہ گزار ہوئی تھی یہ وہی حاتم
 ہے جسکی سخاوت اور کرم اور جو دکی ضرب المثل مشہور ہے یہ شخص شاعر جید تھا مرقولہ مترجم چند پنجم میں
 تذکرہ عرب میں اسکا حال سواو کے اشعار کے لکھ چکا ہوں

آب شروع ہوا نواں سال ہجری

جب نواں برس شروع ہوا تب نبیؐ مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے تھے لیکن قاصد عرب کے بہت آتے
 تھے چنانچہ ایک عروہ بن مسعود ثقفی جو سردار قوم ثقیف کا تھا اور بروقت محاصرہ نبیؐ کے مقام طایف میں
 موجود نہ تھا مگر پھر حاضر ہو کر مسلمان جید ہو گیا تھا وہ یہ کہا کرتا کہ یا رسول اللہ طایف کو تشریف لے چلے اگر وہاں
 آپ تشریف لیجا ئینگے تو میں سب کو آپ کی خدمت میں لا حاضر کروں گا اور یقین ہے کہ سب مان ہو جائیں گے
 رسول اللہؐ نے ارشاد کیا کہ وہ کافر نہ ہوگا مار ڈالیں گے پیغمبر خداؐ نہ گئے وہ خود تنہا طایف میں گیا
 اور سب کو کہا کہ مسلمان ہو جاؤ ایک شخص نے اسکی آنکھ میں تیر مارا فوراً مر گیا۔ اور ایک قاصد عروہ
 کی طرف سے اسی سال میں درمیان خلافت پیغمبر خداؐ کے کتب بن زبیر ابی سلمی آیا تھا یہ وہ شخص
 ہے جسکا خون پیغمبر خداؐ نے ہذا فرمایا تھا اسے نبیؐ کی مح میں ایک قصبہ جو بابت معاذ مشہور ہے کہا
 ہے جکا اول مصرعہ ہے بابت سعاد فقلی الیوم مبتول آپ نے اپنی چادر اوڑھ لی اور اسکو انعام
 میں عطا فرمائی جسکو معاویہ نے اپنے ایام خلافت میں بوض چاہیں انہیں ہم کے خبیہ کی تھی۔ ۱۱۔ ۱۰۔ ۱۱۔

چادر بطور وراثت خلفائے بنی امیہ - اور خلفائے بنی امیہ کے دورہ تک پہلی آتی تھی آخرش قوم تانا
نے چھین لی۔

بیان غزوہ بنو ککا

درمیان ماہ رجب ۳۱ء مذکور کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں سے لڑائی کا حکم دیا لوگوں کو یہ سبب
ہونے راہ کے اور قوی ہونے دشمن اور یہ سبب کے کہ گرمی شدت سے پڑتی تھی اور شہروں میں
قحط بھی ہو رہا تھا اسلئے یہ ہم گراں معلوم ہوتی تھی چنانچہ اسید واسطے اسکا نام حبش العسرة رکھا گیا
اور ایک بات یہ بھی تھی کہ لوگوں کی کھجوریں بہک ہی تھیں وہ چاہتے تھے کہ اسی مقام پر رہیں تاکہ
اپنی کھجوروں کی خبر داسی کریں کیونکہ موسم کھجوروں کا آگیا ہے۔ بہر تقدیر سامان جنگ سب لوگوں
سے بخر طیار کر کے مستعد جانے پہرے پنہنہ خدانے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جو کچھ جس سے ہو سکے اس
بہم کے لئے سامان نقد یا رسد وغیرہ کا ہتیا کر دے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام اپنا مال جو اس
پاس تھا۔ سب خدا کے نام پر دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی بہت کچھ دیا کہتے ہیں کہ تین سواوٹ
اناج کے اور ایک ہزار دینار حضرت عثمان نے دیئے تھے روایت کی گئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا تھا
کہ سو آجکے روز کے عثمان کو پھر کبھی تکلیف نہ ہوگی جبکہ سب مجاہدین واسطے جنگ و دم کے آمادہ
ہو چکے تب عبداللہ ابن ابی منافق مدینہ اپنے تابعین منافقین کے پیچھے رہ گیا اور تین شخص انصار میں سے
کتے پیچھے رہ گئے تھے ایک کعب ابن مالک - دوسرا امراۃ البریج تیسرا ہلال ابن امیہ - اس روز
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرما گئے تھے منافقین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ
آپ کو بوجہ ہلکا کرنے کی واسطے جھوٹے گئے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ دجا اپنے ہتھیار لیکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے
اور سب ماجرا آپ سے بیان کیا حضرت نے ارشاد کیا کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ میں تم کو اپنے پیچھے اپنا
خلیفہ بنا کر آیا ہوں تم جاؤ اور میری خلافت کرتے رہو کیا تو راضی نہیں ہے اس بات سے تیرا تہ وہ
جو ہارون کا تہ تھا نزدیک حضرت موسیٰ کے۔ مگر اتنی بات کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور
پیغمبر خدا کے ہمراہ تیس ہزار مسلمان تھے اور دس ہزار سوار اور ان لوگوں کو راہ میں پیاس اور گرمی کی
بہت شدت ہوئی تھی جب مقام الحجر پر چوک ارض شہود میں ہے پہنچے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
سب کو منع کر دیا کہ کوئی اس چشمہ کا پانی نہ پینا اور اگر بہت پیاسا ہو کر کسی نے کچھ پی لیا ہو تو مناسبت

کے قے کر ڈالے اور اگر گنا گندہا ہو تو اونٹوں کو کہلا دو جبکہ سرور کائنات بنوکے پاس پہنچے ہیں
 روز تک وہاں قیام پذیر رہے۔ بعد عرصہ مذکور کے یوحنا حاکم الیک کا آپ کے پاس آیا اور جزیہ دینا
 قبول کیا اور حضرت سے صلح کر گیا۔ اونکے جزیہ میں سودینار ٹھہرا اور اہل افراج نے اقرار کیا کہ ہر جزیہ کے
 بیسے ایک سودینار جزیہ میں ہم دیا کرینگے۔ پھر آپ نے خالد بن ولید کو پاس الیکدر بن عبدالملک نصرانی
 کے جو قوم کندہ سے ایک حاکم دوسنہ الخمدل کا نھاروانہ فرمایا خالد نے اسکو جا کر پکڑ لیا اور اس کے
 بھائی کو مار ڈالا اسکی قبایہ کی جو سونے کی تاروں سے بنی ہوئی تھی رسول اللہ کے پاس بھیجی مسلمانوں
 نے اسکو دیکھ کر بہت تعجب کیا بعد ازاں خالد کو الیک کے شرف اندوز ملازمت ہوا آپ نے اسکا خون
 معاف فرمایا اور جزیہ کے ادا کرنے پر صلح کر لی اور حکم دیا کہ اسکو چھوڑ دو جو سوقت پیغمبر خدا مدینہ کو
 تشریف لائے اون بنین آدمیوں نے جو آپ کے ہمراہ نہ گئے تھے اور پیچھے پڑے تھے ہر ایک نے
 عذر بیان کئے پیغمبر خدا نے حکم دیا کہ انے کوئی ٹھس کلام نہ کرے اون سے سب نے بولنا چھوڑ دیا اس
 امر سے وہ لوگ بہت تنگ ہو کر اور جان اونکی ضیق میں ہوئی چنانچہ اسی حال میں پچاس روز
 تک سے بعد ازاں جب ایک آیت قرآن شریف میں اون لوگوں کی توبہ کے باب میں نازل ہوئی
 اسوقت مسلمانوں کا وکلام پ ہوا اور بول چال ہوئی پیغمبر خدا درمیان ماہ رمضان کے مدینہ مبارک
 میں تشریف لائے تھے جب مدینہ منورہ کو قدم مہینت لزوم سے رشک ارم فرما چکے اسوقت
 قوم ثقیف کی طرف سے تمام طائف میں سے ایک قافلہ آیا اسوقت یہ لوگ مشرک تھے مگر یہ مسلمان
 ہو گئے تھے یہ لوگ پیغمبر خدا سے یہ کہتے تھے کہ لات کو جسکو ہم لوگ پوجتے ہیں تین برس تک نہ بھاؤ
 پیغمبر خدا انکار فرماتے رہے پھر وہ لوگ کہنے لگے کہ ایک مہینہ چھوڑ دیجئے آپ نے یہ بھی نہ مانا۔ پھر وہ کہنے
 لگے کہ ہم مسلمان ہوتے ہیں لیکن نماز کے پڑھنے سے صاف کچھ حضرت نے ارشاد کیا کہ جس دین میں
 نماز نہیں وہ دین بہت بُرا ہے آخر کو اونہوں نے مان لیا اور مسلمان ہو گئی پھر آپ نے اونکے ہمراہ خیرہ
 ابن شبنہ اور ابوالغیان بن حرب کو لات کے ڈھانچے و سٹروانہ فرمایا پیغمبر خدا نے جا کر اسکو ڈھا
 دیا اسوقت تمام عربیں قوم ثقیف کی برہہ روتی ہوئی نکلیں کیونکہ یہ امر انہیں بہت ناگوار گذرا۔

بیان حج کرنے ابوبکر صدیق کا ہمراہ لوگوں کے

درمیان سہ ہجری کے پیغمبر خداؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو واسطے اواسے حج کعبہ شریف کے ہمراہ تین حج مرد کے روانہ فرمایا اور اپنی طرف سے بین اونٹ و اسطہ قربانی کے ساتھ کر دیئے تھے ایسی حضرت ابابکر صدیقؓ رضہ حلیفہ ہی تک پہنچے تھے کہ اونکی طرف حضرت امیر المومنین علیؓ کو یہ فرما کر روانہ فرمایا کہ تم خانہ کعبہ میں چند آیات سورہ برات کی پڑھ کر لوگوں کو سنانا اور یہ سنادی کرنا کہ اے سال کوئی مشرک اور بدن سے ننگا حج کرے کیونکہ آدے۔ یہ بات سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ فرارہ ہی میں سے مراجعت کر کے پیغمبر خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ کیا میرے بعد کوئی نیا حکم آسمان سے نازل ہوا ہے آپ نے ارشاد کیا کہ نہیں کوئی حکم نیا صادر نہیں ہوا بلکہ آیات یہ ہے کہ عہدہ احکام کے پہنچانیکا میرا ہے اگر میں نہ ہوں تو کوئی شخص جو قریب میرا ہو وہ ادا کرے۔ اے ابابکر صدیقؓ مجھ کو وہ فضیلت کافی نہیں ہے تو میرا صاحب غلبہ میں تھا اور حوض کوثر پر میرے ہمراہ ہوگا ابابکر صدیقؓ نے عرض کی کہ سچ ہے یا رسول اللہؐ۔ بعد ازاں ابابکر صدیقؓ حج کو تشریف لے گئے اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ لوگوں کو سورہ برات عین بقرعید کے روز سنارہے تھے اور یہ ارشاد کرتے جاتے تھے کہ اے سال میں کوئی ننگا یا کوئی مشرک حج نہ کرے یہ بیان نقل کیا گیا ہے کتاب سراف مسعودی سے۔ اور اسی سال میں یعنی درمیان ماہ ذیقعدہ سہ ہجری کے عبداللہ بن ابی سلول منافق بھی فوت ہوا۔

ابشروع ہوا دسواں برس ہجری

اس سال میں پیغمبر خداؐ درمیان مدینہ ہی کے تشریف رکھتے تھے ہر چار طرف کے عرب کے قاصد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے جلتے تھے اور خلق اللہ کی فوج کی فوج مسلمان بچے لگی جیسا کہ در بیان قرآن شریف کے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو قوت آئی مدد اللہ کی اور فتح اس وقت اللہ تعالیٰ کے دست میں فوجیں کی فوجیں داخل ہوتی تھیں چنانچہ تمام اہل یمن اور بادشاہان حمیرا اسی عرصہ میں مسلمان ہو گئے۔

ذکر حضرت علیؓ کے بھینے کا طرف مین کے

سادہ بیان کرتا ہے کہ پیغمبر خداؐ نے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو یمن میں بھیجا تھا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اوسجا پر جا کے قرآن شریف لوگوں کو سنایا بعد سننے قرآن شریف کے تمام قبیلہ ہمدان کا ایک ہی

میں سلمان ہو گیا حضرت علیؑ نے اس حال کرامت مال کی خبر جناب سرور کائنات کو کی حضرت نے بجز دینے اس خبر شائستہ اثر کے خدا تعالیٰ کا سجدہ شکر ادا کیا اور حضرت علیؑ کو حکم کر بھیجا کہ قبیلہ بخرآن سے جزیہ اور مال لو او انہوں نے بموجب حکم رسول خداؐ کے تعمیل حکم کی کر کے مراجعت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حج الوداع میں درمیان مکہ کے ملاقات کی۔

ذکر ہے حج الوداع کا

واضح ہو کہ ماہ ذیقعدہ کے پانچ روز باقی تھے کہ جناب رسول خداؐ واسطے حج خانہ کبیرے تشریف لائے اب اس حج میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں صرف قرآن کے معنی یہ ہیں حج اور عمرہ دونوں سناہتے ہوں بعض کہتے ہیں کہ صرف نیت تھا اسکے پینے میں کہ بعد عمرہ کے سر منڈانا وغیرہ حلال ہو جانا بعد از اس حج کریں۔ یا نعت حج ہی تھا۔ ظاہر مذہب یہ ہے کہ حج اور عمرہ دونوں تھے اور حضرتؐ ہمراہ لوگوں کے حج کیا ہے اس حج میں حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ بہی حالت احرام میں تشریف لائے تھے حضرت نے ارشاد کیا کہ اے علی جو تیرے یاروں نے نیت کی ہے وہ ہی تو ہی نیت کرتا نہیں یعنی سر منڈا کر حلال ہو جانا جیسے تیرے یار سر منڈا کر حلال ہو گئے حضرت علیؑ نے عرض کی کہ میری نیت وہ ہے جو رسول اللہ کی نیت ہے چنانچہ وہ احرام ہی میں ہے اور پیغمبر خداؐ نے وہی طرف سے بھی قربانی کی۔ اور پیغمبر خداؐ نے لوگوں کو مناسب حج سب تعلیم کئے اور سب نیتیں اپنی بتلائیں اس اثنا میں ایک آیت آسمان سے نازل ہوئی چکایہ ترجمہ ہے:- کہ آج کے روزنا امید اور مایوس ہو گئے کافر لوگ پس کچھ خوف نہ کرو تم اذکار مگر مجھ سے ڈرو آج کے روز پورا کر دیا تمہارا دین اور تمام کردی تمہاری نعمت اور راضی ہو ابوں میں تمہاری اس بات سے کہ دین تمہارا اسلام ہے حضرت ابابکر صدیقؓ اس آیت کو سن کر رونے لگے کیونکہ وہ جان گئے تھے کہ بعد کمال سوا نقصان کے اور کچھ نہیں ہوتا اور یہ آیت پیغمبر خدا کی مرگ کی خبر دیتی ہے۔ بعد ازاں رسول مقبولؐ نے ایک خطبہ پڑھا اور اس خطبہ میں حکام اسلام کے لوگوں کو سنائے۔ اول احکام میں ایک یہ آیت ہے کہ حساب مہینوں کا ملا جلا دنیا ہی زبانی کفر پر دل ہے اور زمانہ پھر آیا ہے اپنی اوس ہی ہنیت پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تھا یعنی جسدن زمین اور آسمان پیدا کئے تھے اور خدا و مہینوں کی اللہ کے نزدیک بارگاہ میں پر اپنا حج تمام کیا۔ اس حج کو حج الوداع اس واسطے

کہتے ہیں کہ رسول مقبول نے اسکے بعد پھر حج نہیں کیا۔ بعد فراغت حج مذکور کے پیغمبر خدا مہینہ کو مراجعت کر آئے اور اس سال کے چورہونے تک عینہ ہی میں مقیم رہے۔

اب شروع ہوا گیارہواں سال ہجری بیان وفات جناب رسول خدا کا

جبکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم حج الوداع سے فراغت پا کر مدینہ میں تشریف لائے تا نام ہونے سال ۱۱م اور تا اختتام ماہ محرم یا کچھ زیادہ یعنی ماہ صفر تک اچھے تندرست رہے۔ آخر ماہ صفر ۱۱م میں بعضے کہتے ہیں دو روز اس مہینے کو تمام ہو گئے ہے تھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے۔ اس روز آپ نے نب بنت حنظل کے گھر میں جو آپ کی ایک زوجہ تشریف رکھتے تھے مگر حضرت اپنی باری کے موافق سب اپنی بیویوں کے گھر میں پھرتے رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کا مرض بہت شدت سے بڑھ گیا تب جناب سرور نے سب بیویوں کو جمع کر کے اس امر کی اجازت چاہی چونکہ میں بیمار بہت شدت سے ہوں اب تم مجھ کو اجازت دو تا کہ میں ایک بیوی کے گھر میں مقیم ہوں سب نے عرض کی کہ عائشہ صدیقہ کے گھر میں آپ تشریف لے چکے ہیں چنانچہ حضرت وہاں تشریف لے گئے اور حضرت نے ایک لشکر اپنے غلام اسامہ بن زید کے ہمراہ کر دیا مگر اس کو آپ نے بہت ناکید چلنے کے وقت سب اپنے مرض کی کردی تھی۔ روایت ہے حضرت عائشہ غصے سے فرماتی ہیں کہ جو وقت رسول خدا میرے گھر میں تشریف لائے اس میں میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ ہی تھی ہائے سر ہائے سر۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ اے عائشہ میں بھی یہی کہہ رہا ہوں ہائے سر۔ پھر حضرت نے عائشہ صدیقہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے عائشہ اگر تو میرے آگے مرجاتی تو میں اپنے ہاتھ سے تجھے کھانا اور نماز تیرے جنازہ کی پڑھنا اور تجھ کو اپنے ہاتھ سے دفن کرتا۔ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ کرتے مگر گھر میں آکر بالکل بھول جاتے اور کسی بیوی سے دل لگا لیتے پھر کچھ بھی یاد نہ رہتا پیغمبر خدا ہنسے۔ اور عین حالت مرض ہی میں کہ جب آپ عائشہ ہی کے گھر میں تھے حضرت کو فضل ابن عباس۔ اور علی ابن ابی طالب دونوں نے بموجب ارشاد جناب رسول خدا

کے اٹھایا حضرت منبر پر بیٹھے اور اللہ کی حمد کی اور ارشاد کیا کہ اسے لوگوں میں کسی کی پیٹھ میں سینے کوڑے مارے ہوں۔ اب یہ میری پیٹھ حاضر ہے اپنا عوض لے لے۔ اور جس کسی کو بیٹے گالی دی ہو میری آبر و عزت موجود ہے اپنا بدلہ لے لیوے اور جس کسی سے بیٹے کچھ مال لیا ہو یہ مال میرا موجود ہے اپنا مال لے لیوے اور کچھ حکومت یا سیاست کا میری طرف سے خیال نہ کرے کہ کوئی میری یہ شان سے بید ہے۔ پھر آپ منبر سے نیچے اترے اور ٹکڑی نماز پڑھی بعد فراغت نماز کے پھر منبر پر چڑھے اور جو اول نماز رہے تھے وہ ارشاد کرنے لگے۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یا حضرت مجھ کو تین درم آپ سے لینے ہیں حضرت نے اس کو دیدیئے۔ پھر حضرت نے ارشاد کیا کہ یہ یاد رکھو فضیلت جو نادُنیا کا آسان ہے آخرت کی فضیلت ہے۔ پھر آپ نے دُعا اصحاب احد پر کی اور طلب مغفرت اونکے واسطے جناب باری سے کی پھر حضرت نے ارشاد کیا کہ سُنو بندہ کو خدا تعالیٰ نے دُنیا پر اور دین پر بھی اختیار دیا ہے جو چاہے اختیار کر لے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ پھر روئے اور بسبب فرط محبت کے خدا شوم کہتے تھے پھر حضرت نے انصار کو وصیت فرمائی۔ جب آپ کے بہت شدت سے دردم ہوا کہ اُس وقت گفتگو کرنی مشکل تھی تب آپ نے ارشاد کیا کہ ایک دوات اور کاغذ سفید میرے پاس لاؤ میں ایک وثیقہ اور کتاب تم کو لکھ دوں تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔ اس لکھنے پر آپس میں جھگڑا برپا ہو گیا حضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے کھڑے ہو جاؤ بنی کے پاس جھگڑنا مناسب نہیں ہوتا۔ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ آج جُدا ہوتے ہیں۔ یہ حال سُنکر بہت لوگ آپ کی پیار پُرسی کی واسطے جانے لگے حضرت نے ارشاد کیا کہ میرے پاس کوئی نہ آؤ۔ کیونکہ مجھ کو بیماری کی طرف بہ نسبت تمہارے تکلیف دینی آسان معلوم ہوتی ہے پیغمبر خدا اپنے ایام مرض میں لوگوں کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے۔ مگر تین روز اپنے نماز لوگوں کے ساتھ نہیں پڑھی تھی۔ ان تین ایام میں یہ حال تھا جب اذاں سُنی اور وقت ارشاد کیا کہ ابابکر کو لیجاؤ تاکہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ جب حضرت کا مرض بہت شدت پر ہوا تب یکشنبہ کے روز ڈیڑھ پہر دن چڑھے بیٹھے کہتے ہیں کہ پوری دو پہر کو رحلت فرمائی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ بروقت موت رسالت تاب کے مینے آپ کو دیکھا تھا آپ کے پاس ایک پیالہ پانی کا تھا۔ آپ اپنا ہاتھ اوس پیالہ میں ڈالتے جاتے تھے اور منہ پر پانی ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے خداوند مدد کر میری سکرات موت پر۔ عائشہ کہتی ہیں کہ جب میری گود میں حضرت کا بوجہ بہت ہو گیا

تب میں آپ کا چہرہ دیکھتی تھی کہ آنکھیں آپ کی نکل آئی تھیں اور حضرت اوسوقت فرما رہے تھے الرفیق الاعلیٰ عائشہ کہتی ہیں کہ جب حضرت نے مٹیہاں بند کر لیں تب میں نے آپ کو مبارک تکیہ پر رکھ دیا اور میں کھڑی ہو کر ہمراہ عورتوں کے رکو لگی۔ حضرت کی وفات روز یکشنبہ بارہویں تاریخ ربیع الاول کو ہوئی تھی۔ اس روایت کے موافق معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جس روز پیدا ہوئے تھے اسی روز انتقال فرمایا۔ بعد وفات رسول مقبول کے اکثر باشندگان عرب اسلام سے پھر کر مرتد ہو گئے مگر باشندگان مدینہ اور مکہ و طائف کے لوگ بچے رہے یہ لوگ مرتد نہیں ہوئے تھے چنانچہ یہ سب خوف مرتد بن کے عثمان بن اسید بن ابی العاص بن امیہ جو کہ ایک عامل مکہ کا پیغمبر خدا کی طرف سے تھا اپنی جان بچانے کے واسطے کہیں چھپ گیا۔ اس سبب سے مکہ کے باشندے ہی لڑکھڑکے تھے اور قریب تھا کہ مرتد ہو جاویں لیکن سہیل ابن عمروؓ نے کھلم کھلا کے دروازے پر کھڑے ہو کر سب قریش اور ماسواۃ انکے آوروں کو بلوایا۔ جب سب چلے تب سہیل نے کہا کہ اہل مکہ سب سے پیچھے مسلمان ہوئے ہوں تو سب سے اول مرتد نہ ہو یہ امر باعث خوشنودی خدا ہے اوسے فرمایا ہے کہ منکر اہل مکہ کو مرتد ہونے سے اور قاضی شہاب الدین ابن ابی الدنم اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ بعد وفات پیغمبر خدا کے ایک گروہ پیغمبر خدا پر ہجوم کر کے مجتمع ہوا سب لوگ حضرت کو دیکھتے تھے اور مضطرب اور پریشان ہو کر یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ فوت نہیں ہوئے بلکہ مثل حضرت عیسیٰ مسیح کے آسمان پر چلے گئے ہیں اور دروازہ پر منادی کر دی کہ حضرت کو دفن نہ کرنا کیونکہ آپ فوت نہیں ہوئے چنانچہ اسید طرچر آپ کا جنازہ رکھا اور دفن نہ کرنے و باہیا شک کہ آپ کا شکم پھول گیا اس وقت آپ کے چچا عباسؓ تشریف لائے اور کہا کہ قسم ہے اوس خدا سے وحدہ لا شریک کی پیغمبر خدا نے وفات پائی اب مجھ کو کچھ شک نہیں۔

بیان مدفون ہونے پیغمبر خدا کا

کہتے ہیں کہ جس روز رسول مقبول نے انتقال فرمایا اوسکے تیسرے دن کے بعد یا چوتھے روز ابیت صحیح یہی ہے کہ چوتھے روز مدفون ہوئے۔ اور تین روز تک بدون تدفین کے حضرت کا جنازہ رکھا رہا۔ وہ لوگ جو آپ کے تن مبارک کے غسل کے لئے مقرر ہوئے تھے وہ یہ ہیں علی ابن ابی طالبؓ و عمار اور فضل۔ اور قثم یہ دونوں بیٹے حضرت عباسؓ کے تھے اور اسامہ بن زیدؓ اور شقران غلام رسول اللہؐ کا

حضرت عباس اور ان کے دونوں بیٹے پیغمبر خدا کو کروٹ میں دیتے جاتے تھے۔ اور اس آمہ بن زید۔ اور شقران پائی ڈالتے جاتے اور حضرت علیؓ نہلاتے تھے اور حضرت کے نن مبارک پر کڑتا پہنے ہوئے تھے اور سوقت حضرت علیؓ یہ فرماتے جاتے تھے کہ قربان ہو جائیں میرے ماں اور باپ حضرت پر کیا خوشنوع حضرت کو شوق تھا زندگی میں جو لپٹ خوشبو کی آتی تھی وہ ہی بعد موت کے بھی آتی ہے اور جو وارداتیں حضرت کے مرنے کے بعد دیکھنے میں آئیں وہ زندگی میں نہیں دیکھی گئی تھیں کفن آپکو تین کپڑوں کو دیا گیا تھا۔ دو کپڑے سفید۔ اور ایک چادر بیانی چھپی ہوئی۔ بعد فراغت نماز جنازہ جب اسے پیغمبر خدا نے رحلت فرمائی تھی اسی جاہ حضرت کو دفن کیا۔ ابو طلحہ انصاری نے آپ کی قبر کھودی۔ اور حضرت علی ابن ابی طالب۔ اور فضل اور قثم دونوں بیٹوں عباس کے نے آپ کو درمیان قبر کے پہلے آپ اتر کر اوتارا۔

بیان عمر رسول خدا کا

واضح ہو کہ درمیان مدت عمر رسول اللہ کے اختلاف ہے مشہوریوں ہے کہ آپ کی عمر نر بیٹھ برس کی تھی بعضے کہتے ہیں بیٹھ برس کی تھی۔ بعضے ساٹھ برس کی عمر بیان کرنے ہیں مگر مختار مذہب یہ ہے کہ چالیس برس کی عمر میں حضرت کو نبوت ہوئی۔ اور نیزہ برس تک لوگوں کو ہدایت درمیان مکہ کے فرماتے رہے۔ اور بعد ہجرت کے دس برس تک یتیمیں ہدایت کی۔ اسکی جمع کچھ اوپر تر بیٹھ برس ہوتی ہیں اسکی تحقیق درمیان ذکر ہجرت کے ہم بخوبی بیان کر چکے ہیں۔

بیان جلیہ اور اوصاف پیغمبر خدا کا

حضرت علی ابن ابی طالب فرماتے ہیں کہ پیغمبر خداؐ نہ لینے تھے نہ پست قامت تھے یعنی بیج کی راس کا قدم مبارک تھا اور حضرت کا سر مبارک بڑا تھا ٹاڑھی بہت بڑبی ہوئی۔ اور دونوں ہاتھ پیروں کی ہتھیلیاں سخت تھیں اور تمام اعضا بدن کے فربہ تھے۔ اور چہرہ مبارک سُرخ تھا۔ اور کہا گیا ہے کہ حضرت سیاہ چشم کشادہ موزن رخسارہ تھے اور لبنی گردن آپکی ہا سی تھی گویا چاندی کی مراچی رکھی ہوئی ہے۔ اور حضرت اس کہتے ہیں کہ آپکو خدا تعالیٰ نے بہت بڑبا بھی نہیں کیا تھا۔ آپکی ڈھاڑ پیس

میں بل سفید تھے اور سر کی ٹٹری پر بھی سفید بال تھے اور حضرت خضاب بھی کیا کرتے تھے مہنگی اور نیل سے اور دونوں موند ہوں کے بچوں بیچ پیغمبر خدا ص کی مہربان تھی وہ ایک پارہ گوشت کا علیحدہ تھا جسکے گرداگرد بال تھے اور مقدار میں برابر کہوتر کے انڈے کے تھا کہتے ہیں رنگ ادس نہر بنوت کا سُرخ تھا۔ شہاب الدین ابن ابی الدم اپنی تاریخ مظہر میں کہتا ہے کہ ابو شہمہ ایک طبیب تھا درمیان ایام جاہلیت کے اوسنے کہا تھا کہ یا رسول اللہ اگر ارشاد کیجئے تو میں اسکی دو اکروں جو آپ کے موند ہے پر ہے۔ حضرت نے فرمایا جینے اسے پیدا کیا ہے وہی اسکی دو اکریگا۔

بیان خلق رسول خدا کا

پیغمبر خدا درمیان سب آدمیوں کے تیز عقل اور ذی ہوش اور صاحبائے تھے ہمیشہ ذکر خدا کا کرتے۔ اور لغویات کبھی نہ کرتے اور نشان چہرہ صورت چپ چاپ۔ نرم خو۔ خوش خلق رہتے تھے۔ اور آپ کے نزدیک قریب اور بعید۔ قوی اور ضعیف اپنے اپنے حق میں برابر تھے اور سب کین و غربا سے محبت رکھتے اور فقیر کو بہ سبب احتیاج یا افلاس کے کبھی جبر نہ سمجھتے اور کسی بادشاہ سے بہ سبب اسکی سلطنت یا حکومت کے کبھی نہ ڈرتے اور انشرفوں کے تالیف قلوب فرماتے۔ اور اپنے اصحاب سے بہت کہلے لے رہتے کبھی اُنے نفرت نہ فرماتے جو کوئی شخص حضرت کے پاس آکر بیٹھنا تحمل فرماتے کبھی نہ گھبرا کر اوس سے منہ موڑتے جب تک ہی شخص نہ چلا جاتا اور جس شخص سے مصافحہ کرنے اول آپ اوسکا ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک ہی نہ چھوڑتا۔ اور جو کوئی شخص اپنی غرض کے لئے حضرت کو کھڑا کر لیتا اوسکے ساتھ کھڑے رہتے جب تک ہی نہ چلا جاتا ہرگز وہاں سے نہ ہلتے اور اپنے یاروں پر بہت مہربانی فرمایا کرتے سب کی مزاج چرسی فرماتے اور زمین پر بیٹھ کر پھڑوں کا دودھ دیتے۔ اور اپنی جوتی آپ کاٹھ لینے کپڑے پر پوند لگا لینے تھو اور گھٹی ہوئی جوتی۔ اور پیوند لگے کپڑے پہنتے۔ ابو ہریرہ کہتا ہے کہ رسول اللہ نے مرتے دم تک تمام عمر میں جو کی روٹی بھی پیٹ بھر نہیں کھائی۔ اور کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک مہینے یا دو مہینے متواتر اہل بیت پر ایسی سختی گذرتی تھی کہ چولہے میں آگ تک نہیں سلگتی تھی کھجوریں کھا کر اور پانی پی کر بیٹھ رہتے تھے اور رسول اللہ اپنے پیٹ پر پتھر بہ سبب بھوک کے باندھ لیا کرتے تھے۔

بیان اولاد رسول خدا ص کا

واضح ہو کہ سو آٹھ لاکھ کے برابر اسیم کے سب اولاد پیغمبر خدا کی حضرت خدیجہ زوجہ اول رسول خدا سے پیدا ہوئی تھی۔ مگر برابر اسیم لاکھ ماریہ قبیلہ سے جو آپ کی لونڈی تھی او سے پیدا ہوا تھا۔ یہ لاکھ آٹھویں سال ہجری میں درمیان ماہ ذالحجہ کے پیدا ہوا اور دسویں برس ہجری میں فوت ہوا نقل ہے کتاب شرف سودی سے اس میں لکھا ہے کہ برابر اسیم لاکھ ایک برس دس مہینے کا ہو کر فوت ہوا۔ اور فضیل اولاد نبی کی جو خدیجہ سے پیدا ہوئی تھی یہ ہے۔ ایک لاکھ قاسم جس کے نام سے رسول خدا کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ دوسرا لاکھ طیب۔ تیسرا لاکھ طاہر جو تھا عبد اللہ۔ یہ لاکھ صغیر بن یحییٰ ہی میں مر گئے تھے۔ اور لاکھیاں بھی چار پیدا ہوئی تھیں۔ فاطمہ زوجہ حضرت علی ابن ابی طالب۔ اور زینب زوجہ ابی العاص کی جبکہ ابی العاص کا فر تھا ایمان نہ لایا تھا آپ نے اپنی بیٹی زینب کو اس سے چھوڑ دیا تھا مگر پھر جبکہ وہ مسلمان ہو گیا تب آپ نے وہی نکاح اول ہی رہنے دیا اور حضرت زینب کو اس کے حوالہ کر دیا نکاح دوسری دفعہ نہیں ہوا۔ ایک لاکھ شامرقیہ۔ دوسری ام کلثوم۔ ان دونوں کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا۔ اس طرح اولاد ارقیہ سے ہوا جبہ فوت ہو گئیں تب دوسری دفعہ ام کلثوم سے نکاح کر دیا۔

بیان ازواج مطہرات نبی ص کا

رسول اللہ ص کا نکاح پندرہ اہل بیویوں سے ہوا تھا۔ تیرہ عورتوں سے صحبت کی اور باقی دو سے نہیں کی بعضے کہتے ہیں گیارہ سے صحبت کی ہے چار سے نہیں کی بہر تقدیر بعد رحلت جناب سول خدا کی نو بیبیاں سو آٹھ ماریہ قبیلہ لونڈی کے موجود تھیں وہ نو بیبیاں۔ عائشہ بیٹی ابابکر صدیق کی۔ حفصہ بیٹی عمر کی۔ سودہ بیٹی زمعہ کی۔ اور زینب بیٹی جحش کی۔ یمنونہ۔ اور صفیہ اور جویریہ۔ اور ام حبیبہ۔ اور ام سلمہ۔

بیان منشیان پیغمبر خدا ص کا

پیغمبر خدا ص کے منشی یہ لوگ تھے عثمان بن عفان۔ علی ابن ابی طالب۔ خالد ابن سعید بن العاص۔ ایان بن سعید۔ الولاء بن الحنفی۔ اول سب کتابت رسول اللہ ص کی ہے۔ اور زید بن ثابت

ہی لکھتے تھے۔ اور عبداللہ ابن سعد ابی سرح جو متدہ کو مہر سلمان ہو گیا۔ جس نے زکریا فتح ہوا۔ اور بعد فتح کے معاویہ بن ابی سفیان نے بھی رسول اللہ کی کتابت کی ہے۔

بیان اون ہتھیاروں کا جو پیغمبر کے پاس تھے

جملہ سلاح رسول اللہ سے ایک تلوار رسمی ذوالفقار تھی جنگ بدر میں یہ تلوار حضرت کے ہاتھ میں تھی۔ ان سے ہاتھ آئی تھی بعضے کہتے ہیں کہ کوئی اور شخص اس کا مالک تھا اور تین تلواریں بنی قینقار کے جنگ میں سے بطور غنیمت آپ کے ہاتھ میں آئیں اور کو بہراہ اپنے لئے ہوئے مدینہ کو تشریف لائے تھے اور تین تیر اور تین کمان اور دو زره بھی آپ کے پاس تھیں یہ غنیمت بنی قینقار سے دستیاب ہوئی تھی اور ایک ڈھال بھی آپ کے ہاتھ آئی تھی جس میں ایک تصویر لکھی ہوئی تھی جبکہ صبح ہوئی اوس تصویر کو حضرت نے مٹا دیا۔

بیان تعداد غزوات اور لشکر رسول خدا کا

کہتے ہیں کہ انیس ازمین پیغمبر خدا نے کی ہیں بعضے کہتے ہیں کہ چھ بیس بعضے کہتے ہیں ستائیس اور آخر جنگ رسول خدا کا غزوہ تبوک کہلاتا ہے۔ ان سب لڑائیوں میں قتال نہیں ہوا بلکہ قتال فقط لو لڑا ہوا میں ہوا ہے۔ اور ان کے یہ نام ہیں۔ جنگ بدر۔ جنگ احد۔ جنگ خندق۔ جنگ فلفیظ۔ جنگ مصطلق۔ جنگ خیبر۔ جنگ فتح مکہ۔ جنگ حنین۔ جنگ طائف۔ باقی اور لڑائیوں میں قتال نہیں ہوا۔ اور تعداد افواج میں بھی کلام ہے بعضے کہتے ہیں کہ پچیس کسریہ بعضے اٹھتالیس کسریہ بیان کرتے ہیں کسریہ چار سو آدمی کی فوج کو کہتے ہیں۔

بیان اصحاب پیغمبر صلعم کا

واقع ہو کہ علماء کا اس امر میں اختلاف ہے کہ کس شخص پر اطلاق صحابی کا درست ہے چنانچہ مسجد بن مسیب کہتا ہے کہ جو شخص ایک برس یا زیادہ ایک برس سے پیغمبر خدا صلعم کی صحبت میں رہا ہوا اور اس نے ایک آدمہ جنگ بھی رسول اللہ کے شامل ہو کر کئے ہوں میں اس کو صحابی

کہتا ہوں ماسوا اور اسکے میرے نزدیک صحابی نہیں ہیں۔ یعنی کہتے ہیں کہ جو شخص حد بلوغت کو پہنچا ہوا اور مسلمان ہو کر پیغمبر خدا کو بھی دیکھا ہو وہ صحابی ہے اگرچہ وہ ایک ساعت ہی پیغمبر خدا کی صحبت میں بیٹھا ہو۔ یعنی یہ کہتے ہیں کہ جس شخص کو جناب رسول خدا سے ایک خصوصیت ہو اور رسول مقبول کو بھی اس سے خصوصیت ہو اور وہ رسول اللہ کے ہمراہ سفر حضر میں ہمراہ بھی رہا ہو وہ صحابی ہے۔ مگر اس کے صحابی نہیں اکثر کا مذہب یہ ہے کہ صحابی وہ شخص ہے جو مسلمان ہو گیا اور اس نے پیغمبر خدا کو دیکھا اگرچہ قحطری ہی دیر دیکھا ہو۔ اب تعداد ان صحابیوں کی مطابق قول خبیثہ کے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سال میں مکہ شریف فتح کیا اس وقت آپ کے ہمراہ دس ہزار مسلمان تھے اور جنگہ حنین میں بارہا ہزار۔ اور حج الاولیٰ میں چالیس ہزار۔ اور بروقت دفات رسالت مآب کے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی تھے۔

اب ہم اُن کے رتبے بیان کریں

موتے صحابیوں کے یہ ہیں کہ ہاجرین افضل ہیں انصار پر بطریق اجمال اور بطریق تفصیل یہ ہیں کہ جو انصار سب اول ہیں وہ متاخرین ہاجرین پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اہل توابع نے صحابہ کے کئی طبقے مقرر کئے ہیں طبقہ اولیٰ میں وہ لوگ ہیں جو سب پہلے مسلمان ہوئے۔ جبکہ حدیچہؓ اور علیؓ اور زبیرؓ اور ابی بکر صدیقؓ اور جو ان کے قریب کچھ فاصلہ بعد ہے لیکن دارالندوہ کے مسلمان نہیں ہیں۔ طبقہ ثانیہ میں وہ اصحاب ہیں جو دارالندوہ میں امان ہوئے تھے۔ انہیں حضرت عمرؓ ہیں۔ تیسرا طبقہ ان صحابیوں کا شمار کیا جاتا ہے جو ہجرت کر کے جنتہ میں جا رہے تھے۔ چوتھا طبقہ صحابیوں کا وہ ہے جو طبقہ اولیٰ میں مسلمان ہوئے تھے یہ لوگ سباق انصار کہلاتے ہیں۔ پانچواں طبقہ ان صحابیوں کا ہے جو عقبہ ثانیہ میں مسلمان ہوئے۔ چھٹے طبقہ ان صحابہ عقبہ ثالثہ کے ہیں جو ستر آدمی تھے۔ ساتویں طبقہ میں وہ ہاجرین ہیں جو پیغمبر خداؐ سے بعد آپ کی ہجرت کر نیکے شامل ہوئے اور حضرت اسوقتؓ قبائیں شریف رکھتے تھے جن ایام میں کہ بعد نبوی طیار ہوئی تھی۔ آٹھویں طبقہ میں اصحاب اہل بدر کہی گئے ہیں۔ نویں طبقہ میں وہ اصحاب ہیں جنہوں نے ہجرت درمیان بدر اور حدیبیہ کی ہے۔ دسویں طبقہ میں وہ اصحاب ہیں جنہوں نے بیعت رضوان مقام حدیبیہ میں بیٹھے ایک درخت کے کئی گیارہواں طبقہ اصحاب کا وہ ہے جو بروز فتح مکہ مسلمان ہوئے۔ بارہواں

طبقہ اول لوگوں کا ہے جنہوں نے نبی صلیم کو دیکھا۔ اہل صفہ بھی اونہیں اصحابہ میں ہیں یہ لوگ فقرا تھے نہ اونکے گھر بار تھے نہ کنبہ تھا۔ مسجد میں سو رہا کرتے تھے۔ درمیان زمانہ رسول اللہ صلیم کے صفہ ہی اونکی خواجگاہ تھی۔ اسید واسطے اوسکی طرف منسوب کر کے اونکو اصحاب الصفہ کہتے ہیں جب رات کا وقت کھانے کا ہوتا رسول اللہ اونیں سے چند آدمیوں کو اپنے ہمراہ اور چند کو اوصی کے ساتھ تقسیم کر دیتے تاکہ رات کا کھانا اونکو کھلائیں اسید طرح ان لوگوں کو کھانا ملتا تھا۔ اول لوگوں کے مشائیر میں سے ابو ہریرہ اور وائل بن الاسقع۔ اور ابو ذر یہ لوگ تھے۔

بیان اسود العنسی کا جسے دعویٰ نبوت کا کیا تھا

معاذم رہے کہ جن ایام میں رسول اللہ بیمار تھے اونہی دنوں میں اسود عنسی مقتول ہوا تھا نام اسکا عبید بن کعب ہے اور اسکو ذوالنحر بھی کہتے ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ شب کا در بجو یہ طلہ مات جہاں کو دکھا کر اپنی گفتگو سے سحر اور تابعدار کیا کرتا جو شخص اسکا کلام سنتا اوسی وقت اسکا دل پابند اوسکی طرف ہو جاتا۔ یہ وہ شخص ہے جو مرتد ہو کر دعویٰ نبوت کا کرنے لگا تھا جبوے نبیوں میں سے ایک یہ بھی نبی جھوٹا ہے۔ جبکہ یہ دعویٰ نبوت کا کرنے لگا اسوقت ساکنان بحرآن نے اونے مکاتبت شروع کی۔ اس شہر میں دو شخص مسلمان ایک عمرو بن حزم دوسرا خالد بن سید اباقص رہا کرتے تھے۔ اہل بحرآن نے ان دونوں کو شہر بدر کر کے اسود کے حوالہ کر دیا پھر اسود بحرآن سے شہر صفا کو گیا اور اسپر قابض ہو گیا اور ملک بین اس کے لئے سب صاف ہو گیا شجر اوسکی مراد کاہر و مند ہوا اسکا ایک خلیفہ درمیان قبیلہ ندج کے عمر بن معدی کرب تھا جب رسول اللہ کو یہ خبر پہونچی آپ نے ایک قاصد کو طرف ایتل کے روانہ فرمایا اور اول لوگوں کو حکم دیا کہ اسکو دفعتاً یا بطور مقابلہ مار ڈالنا چاہیے اور قبیلہ حمیر اور ہمدان سے مدد لینا۔ اور اسود قبیلہ قیس ابن عبد کنوت سے لہنی تھا اسے اس قاصد کے ہمراہ وہ لوگ جنکو پیغمبرؐ نے لکھا تھا سب شامل ہو گئے اور اسود کے مار ڈالنے پر اس قاصد سے ملکر سب نے یہ تجویز کی کہ مارنا اسکا مناسب ہے یہ ٹھان کر اسود کی جو رد سے ہل کر ملے جو وہ بھی اوسکی پیسب اسکے کا دسنے اپنے خسر کو مار ڈالا تھا اپنی جو رہی تھی۔ اس عورت نے کہا کہ قسم ہے نہ اکی میں بھی اوسکی جان بھی دشمن ہو رہی ہوں گز گز بیان عمل

کو گھیرے ہو ہیں دروازہ سے گھر میں آنا ہو نہیں سکتا اسوقت ادبہوں نے اوسکے گھر میں نقب دی اور ایک شخص مسی فیروز کو اندر اوسکے داخل کیا اوسنے اسود کو جلتے ہی قتل کر ڈالا اور سر اوسکا فوراً کاٹ لیا۔ اسود مذکور کی طرح خنزیر مذکور نے لگا بگبیا نون نے دروازہ پر آواز خرخرات کی مسکرا دسکی جو رد سے پوچھا کہ یہ کیا آواز ہے اوسکی جو روئے کہا کہ یہی ہے اوسکے پاس وحی آئی ہے جب صبح ہوئی ادبہوں نے موزن سے کہا کہ درمیان اذان کے اشہد ان محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا لفظ کہنا یعنی گواہی دینا ہوں میں کہ محمد رسول اللہ کا اور غہلہ جھوٹا ہے۔ وہ اصحاب پیغمبر خدا کے جو وہاں تھے ادبہوں نے پیغمبر خدا کو سب اوقات لکھ کر اطلاع کی تھی مگر وہ نامہ رسول اللہ کی زیست میں نہ آیا بلکہ ایام خلافت ابوبکر صدیق میں آیا مگر رسول اللہ نے بسبب نزول وحی کے بسو اسود کے مقتول ہونے کی خبر اسی روز سے کر دی تھی۔ وہ نامہ جس میں اسود کے مقتول ہونے کا حال لکھا ہوا تھا حضرت ابابکر صدیق کے ایام خلافت میں جب پٹنچا دسین بعینہ وہی حال لکھا ہوا تھا جو رسول اللہ نے قبل از رحلت فرما دیا تھا۔ بعد ازاں ابی بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اے لوگو! میں نے دیکھی ہے لیلتہ القدر پھر چلے گئے اور دیکھ دینے کہ دونوں ہاتھوں میں میرے دو کنگن سونے کے ہیں یہ سبب لعنت کے دے پھینک دیئے وہ دونوں اڑ گئے پھر میں نے اوسکی تجریر یہ دی کہ وہ دو کنگن یہ دو لوگ ایک صاحب الیماہ یعنی سلمۃ الکذاب۔ دوسرا صاحب صنعا یعنی اسود عتسی ہے اور فرمایا کہ جب تک تین اوجال مدعی نبوت پیدا نہ ہو لیکن تین تک قیامت نہ آوے گی یہ اسود مذکور قبل وفات حضرت رسول خدا کے ایک ماٹ ایک دن اول مقتول ہوا تھا اور کل چار بیٹے جھوٹی نبوت کرتا رہا اور صاحب بامہ یعنی سلمۃ الکذاب اسکا حال سے مقتول ہونے کے درمیان خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرینگے۔

بیان اخبار خلافت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ کا

بعد رحلت رسول خدا کے یہ حال ہوا کہ عمر ابن الخطاب نے کہا کہ جو کوئی شخص یہ کہے کہ پیغمبر خدا مر گئے ہیں اسکا سر لہنی اس تلوار سے کاٹوں گا۔ رسول اللہ مرے نہیں ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے اوسکو آسمان پر بلوایا ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل

افائن مات او قتل انقلابتم علیٰ اعقابکم ترجمہ محمدؐ نہ تھے مگر ایک سولہ اسکے پہلے بھی بہت رسول گذر چکے ہیں پس اگر وہ مر گیا یا قتل ہو گیا تو کیا تم لوگ اولے پیروں دین سے پھر جاؤ گے۔ سب لوگ حضرت ابابکر صدیقؓ کی طرف متوجہ ہو گئے خصوصاً سقیفہ بنی ساعدہ نے بہت جلدی کی بعد ازاں حضرت محمدؐ نے ابابکر صدیقؓ کی بیعت کی اور انکی بیعت کرنے سے تمام آدمیوں نے بیعت کر لی اور یہ حالت ہوئی کہ سب آدمی بیعت کرنے لگے یہ بیعت درمیان بیچ کے عشرہ ماہ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری میں ہوئی۔ مگر بنی ہاشم اور زبیرہ اور عتبہ بن ابی لہب اور خالد بن سعید بن العاص اور مقداد بن عمرو اور سلمان فارسی۔ اور ابی ذر۔ اور عمار بن یاسر اور البراء ابن عائب۔ اور ابی بن کعب۔ یہ سب حضرت علیؓ کے ہمراہ ہو گئے۔ اسی باب میں عتبہ بن ابی لہب نے چند شعر اس مضمون کے کہے ہیں کہ میں جانتا تھا کہ خلافت اور حکم اولاد ہاشم سے جاتا رہیگا۔ اور ابی حسن کو بھی جو سب سے اول ایمان لائے۔ اور سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور قرآن اور سنن کو خوب جانتے ہیں اور جسے آخر وقت رسول خدا کو غسل دیا اور حضرت بکرؓ نے اسکی مد غسل کی اور کفن دینے میں ہی خلافت نہ ملیگی بلکہ افرہی شخص کو ملے گی۔ (قول مترجم۔ یہ اشعار میں نے اپنے تذکرۃ العرب میں لکھے ہیں) اسید طرس ابو سقیان بھی جو بنی امیہ میں سے تھا ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی پہر ابوبکرؓ نے عمر بن خطاب کو حضرت علیؓ کے پاس یا اس راوہ بھیجا کہ جو لوگ دیکھے ہمراہ اہل بیت ہیں سداونکہ حضرت علیؓ کو حضرت فاطمہؓ کے گھر میں سے نکال دو اور یہ کہہ دیا تھا کہ اگر انکو نکلنے سے کچھ انکار ہو تو بیشک تم اونے لڑنا۔ حضرت عمرؓ تو رسی سی آگ بھی ہاتھ میں لیکر بارادہ گھر کے پھونکنے کے گئے اسی اثناء میں حضرت فاطمہؓ میں اون سے ملیں انہوں نے پوچھا کہ کہاں کو جاتے ہو اے ابن الخطاب کیا ہمارا گھر بچھو آیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اللہ تمہارا گھر پھونک ڈالو نہ کانہیں تو تم بھی ابوبکر صدیقؓ سے بیعت کرو جس بیعت میں تمام امت داخل ہوئی تم بھی داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ باہر نکلے اور ابابکر صدیقؓ سے اگر بیعت کی۔ یہ روایت قاضی جمال الدین ابن واصل کی ہواؤسنے سند اسکی ابن سعد ربہ المغزنی تک پہنچائی ہے اور زبیری حضرت عائشہؓ سے اسکے خلاف روایت کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ جو آپؐ کا حضرت عائشہؓ کے حضرت علیؓ نے ابوبکرؓ سے ناجائز حیات حضرت فاطمہؓ کے بیعت نہیں کی اور یہ واقعہ بعد واقعہ ہوا تو جانگزا یعنی وفات رسولؐ محنتی کے چھ مہینے بعد واقع ہوا تھا۔ جب

حضرت فاطمہ نے انتقال فرمایا اور سوقت حضرت علیؓ نے ایک قاصد ابوبکرؓ کے گھر میں بھیجا اور آپ آکر سمیت اون کے گھر میں اور پھر یہ ارشاد کیا کہ میں تمہارے فضل اور کمال کا جو خدا تعالیٰ نے تم کو دیا ہے انکار نہیں کیا تھا مگر یہ سبب ایک اذیت کے میں رُک رہا تھا واللہ۔ مجھ کو تمہاری فضیلت میں کچھ انکار نہیں۔ جن آیات میں حضرت ابوبکرؓ والی خلافت ہوئی ان دنوں اساتذہ بن زید لشکر کا سردار تھا اور حضرت عمر بن خطابؓ بھی جملہ لشکر اسامہ سے اس عہدہ پر تھے جس عہدہ پر رسول اللہؐ نے او کو مقرر کیا تھا ایک روز حضرت عمرؓ نے ابوبکر صدیقؓ سے کہا کہ انصار لوگ ایک شخص ایسا چاہتے ہیں جو اس سے عمر زیادہ رکھتا ہو یہ بات سن کر حضرت ابوبکرؓ اچھل پڑے اور کوہِ حضرت عمرؓ کی ڈاڑھی پکڑ لی اور کہا کہ جو ان مگرے بل نہ نے تو اس کو عامل اور حاکم لشکر کا مقرر کیا اور تو مجھ کو یہ کہتا ہے کہ میں اس کو معزول کر دوں یہ بھی نہ ہوگا۔ پھر ابوبکرؓ لشکر اسامہ کی طرف آئے او کو ملا خط کیا اور راہ میں اسامہ سوار تھا اور حضرت ابوبکرؓ فریاد چلے جاتے تھے اسامہ نے اونسے کہا کہ اے رسول اللہؐ کے خلیفہ یا تو آپ سوار ہو جلیے نہیں مجھ کو حکم دیجئے میں بھی اتر پڑوں حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ نہیں نہ تم اترنا اور نہ میں و سپر سوار ہونگا۔ اگر خدا تعالیٰ کی راہ میں ایک ساعت اپنے قدموں کو اٹھاؤں تو کچھ مفنا یقہ نہیں۔ جب خلیفہ اول وہاں سے پھرنے لگا اور سوقت آپ نے اسامہ سے کہا کہ اگر تمہارا رائے میں مناسب ہو تو عمر کو میرے پاس تنہا کر دو اسامہ نے حضرت عمرؓ کو حکم قیام کا دیا۔ واضح ہو کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ ان خلیفہ اول ہی کے زمانہ میں سماء سبحان بنت حارثہ ثقیفہ نے دعویٰ نبوت کا کیا تھا۔ اور قبیلہ بنو تمیم کے آدمی معاد کے ماموں کے جو قبیلہ ثعلبہؓ وغیرہ سے تھی۔ اور بنی ربیعہ نے بھی گویا سب سے اسکی تصدیق کر لی تھی۔ بعد دعویٰ نبوت کے مسلمانہ الکذاب کے پاس وہ گئی جب وہاں پہنچی اسنے اور سوقت یہ قصد کیا کہ مسلمانہ الکذاب کے ملاقات کیجے۔ مسلمانہ الکذاب نے کہا کہ اپنے اصحاب کو میرے پاس لاؤ یعنی تنہا ملاقات کرو چنانچہ اسنے ایسا ہی کیا کہ سب دور کر کے علیحدہ اس سے ایک خیمہ میں جو مسلمانہ الکذاب نے قائم کر کے بخور اور خوشبو سے مطیب کر رکھا تھا ملاقات کی۔ اس عورت نے یہ پوچھا کہ آپ کے اوپر کیا وحی نازل ہوئی ہے اسنے یہ آیت پڑھی الحمد للہ رب العالمین کیف فعل یا جمیل اخرج منها نسمۃ تسعی من بین صفاق وغشی ترجمہ اسکا یہ ہے کیا نہیں دیکھتا تو طرف پروردگار اپنے کے

کہ کیا کام کرتا ہے جس سے دانہ سے نکالتا ہے اور میں سے روح دوڑتی ہوئی پردوں اور جیلوں سے۔ جب یہ سُن چکی تب اسے پھر کہا کہ اور کچھ سنائیے اور سوقت اسے یہ آیت بھی پڑھی

الم تر ان الله خلق النساء افرجا وجعل الرجال لهن منازجا فتزوج فيهن ايلاجا ثم نخرج ما شئنا اخراجا فينتجن لنا انتاجا ترجمہ یہ ہے

کیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا عورتوں کو ذی فرج۔ اور بنایا مردوں کو اس کے خضم۔ پس کھیرتی ہیں وہ درمیان اس کے کھیرنا پھر نکالتے ہیں ہم جو چاہتے ہیں نکالتا اور جنتی ہیں وہ عورتیں ماسطے ہمارے۔ جب یہ آیتیں بھی سُن چکی اور سوقت اس عورت نے کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں بیشک تو نبی ہے اللہ کا پھر سلسلہ الکذاب نے کہا کہ اگر تمہاری صلاح ہو تو ایک جماع کی جگہ ٹھہراؤ۔ اسے کہا بہت اچھا اس مقام پر اس نے چاند شکر کہے ہیں یہ سبب عام احتیاج کے ترک کئے گئے بہر کیف تین روز اس کے پاس ٹھہر کر پھر اپنی قوم کی طرف چلی گئی یہ عورت بیچیا سامۃ سباح اپنے ماموں بنی جوقبیلۃ غلب کی تھی ہمیشہ مدعیۃ نبوت ہی جس سال میں کہ حضرت معاویہ سے بیعت کی گئی اس سال میں معاویہ نے اس کی رسالت کا انکار کیا اسلئے وہ مسلمان کامل ہو گئی اور پھر بقرہ کی طرف چلی گئی وہاں جا کر توافقات رہی اور درمیان ایام خلافت ابوبکر کے سلسلہ الکذاب بھی قتل کیا گیا تھا اس کے مقتول ہونے کا یہ حال ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر اس کی لڑائی کیواسطے بھیجا کہ ہمراہ خالد بن ولید کے روانہ فرمایا چنانچہ وہ اسے لڑا اور جنگ شدید واقع ہوئی آخر مسلمان غالب آئے اور مشرکین کو شکست ہوئی اور سلسلہ الکذاب مارا گیا اس کذاب کو ایک شخص مسمیٰ وحشی نے اس حربہ سے مارا تھا جس حربہ سے حضرت حمزہ چچا بنی کے مقتول ہوئے تھے اور اس کے قتل میں ایک شخص انصار کا بھی شامل تھا حال اس شخص کی یہ ہے کہ جائے سکونت اس کی یا مدینہ تھی اور وہ ایک غولطوز قاصد کے بنی حنیفہ کا قاصد ہو کر نبی کے پاس آیا تھا جب یہاں آیا اور سوقت مسلمان ہو گیا تھا لیکن پھر مرتد ہو کر دعویٰ نبوت کا کرنے لگا یہ دعویٰ اول اول تو بطور استعجال کرتا رہا پھر پیغمبر خدا کو بھی شریک جتلا پا کر آپ نبی بنا رہا اور مسلمانوں کے لشکر سے بہت فاری لوگ ہاجرا و انصار کے شہید ہو گئے تھے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ بہت حافظ لوگ چنگو قرآن حفظ تھا مارے گئے اور سوقت انہوں

نے حکم دیا کہ قرآن شریف کو جو زبانی لوگوں کے یاد ہے لکھو اور کچھ روکے تپوں پر اور چٹروں پر
 جہاں جہاں لکھا ہوا ہے وہاں جمع کرو لیقل قرآن شریف کی حضرت حفصہ بنت عمرؓ و جہنیؓ کے گھر
 میں رکھی گئی۔ بروقت حضرت عثمانؓ کے اونہوں نے یہ تجویز کی کہ اس قرآن سے جو حصہ کے گھر میں
 موجود تھا نقلیں کرو اگر اصرار و اطراف میں روانہ فرماؤں اور جو اسوائے نسخے پائے اور کتبائے
 کر دیا یہ امر بہ سبب اختلاف قراء شکے ظہور میں آیا تھا لوگوں کی قرات میں اختلاف بہت ہونا
 شروع ہو گیا تھا درمیان ایام خلافت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ کے بنی ربیع کے لوگوں نے زکوٰۃ دینی چھوڑ
 دی تھی۔ اس قبیلہ کا سردار بن نبیرہ تھا حال اسکا یہ ہے کہ وہ گھوڑے پر خوب چڑھنے جانتا تھا
 اور شعر بھی اچھا کہتا تھا۔ پیغمبر خداؐ کے پاس حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا تھا حضرت نے یہ حکم دیا کہ تمہاری قوم
 زکوٰۃ دہا کرے وہ جمع کر کے بھیج دیا کرو تمکو اونپر سردار بنایا جبکہ اسنے زکوٰۃ دینی چھوڑ دی یعنی موقوف
 کر دی تب حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ نے مالکؓ کو رکھ کر پاس خالد بن الولیدؓ کو زکوٰۃ کے لئے بھیجا مالکؓ
 نے جواب دیا کہ ہلو ناز پڑنے کا حکم ہے زکوٰۃ کا حکم نہیں دیا گیا۔ خالدؓ نے کہا کہ نماز اور زکوٰۃ مآ مقبول
 ہوتی ہیں ایک چیز انیس سے سوائے خیر و شر کے مقبول نہیں ہوتی اگر ناز پڑے ہو گے اور زکوٰۃ نہ دے
 ہرگز مقبول نہ ہوگی۔ زکوٰۃ دو گے ناز نہ پڑے ہو گے وہ بھی مقبول ہوگی۔ مالکؓ نے کہا کہ تمہارے صاحب کلبی
 حکم ہے صاحب سحر اور ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ۔ خالدؓ نے کہا کہ کیا وہ تیرا صاحب نہیں قسم خدا کی سر اڑا دوں گا
 اسی بات پر جھگڑا بڑھ گیا خالدؓ نے کہا میں تمکو مار ڈالوں گا۔ مالکؓ نے کہا کہ تیرے صاحب نے کیا یہی حکم
 کیا ہے۔ خالدؓ نے کہا کہ یہی حکم اجر ہے لہذا اس کلام کے۔ اسوقت عبداللہ بن عمرؓ اور ابوقتاہہ بھی
 اسجائے حاضر تھے وہ دونوں خالدؓ کو سمجھانے لگے۔ آخر کار مالکؓ نے کہا کہ اسے خالدؓ تو مجھکو ابوبکر صدیقؓ
 کے پاس لے چل جو وہ حکم کریگا وہ میں بجالاؤں گا۔ خالدؓ نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا میں تمکو قتل ہی کر دوں گا
 ضرار بن الازدر کو حکم کیا تلوار اسوقت مالکؓ نے اپنی جود و کبیرت متوجہ ہو کر کہا کہ اسے مجھکو قتل کروایا
 وہ عورت بہت خوبصورت تھی۔ خالدؓ نے جواب دیا کہ نہیں خدا نے تمھو قتل کروایا کیونکہ تو مسلمان ہو کر
 اسلام سے پھر گیا۔ مالکؓ نے کہا کہ نہیں میں اتنا ک سلام پر قائم ہوں۔ خالدؓ نے کہا کہ اسے ضرار گردن
 اسنے ایک حرب اوسکی گردن پر ایسی سخت ماری کہ سر الگ ہو گیا اور اسے سر کو ہنڈیا کر کے نیچے
 جلا یا اس شخص کے سر پر پاں بہت تھے اور اسے مہرتے ہی خالدؓ نے اسکی جورو کو پکڑا پنا دل ٹھنڈا کیا

اس باب میں یہاں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اس عورت کو خالد نے اس کی قوم سے خر لیا تھا اور پھر اس کو جو رہنمایا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ عورت تین حیض تک عدت میں رہی بعد ازاں اس سے نکاح ہوا کہتے ہیں کہ خالد نے ابن عمر اور ابی قتادہ کو کہا تھا کہ تم بھی مجلس عقد نکاح میں حاضر ہو۔ اون دونوں نے انکار کیا۔ ابن عمر نے تو یہ کہا کہ میں ابی بکر صدیقؓ کو لکھتا ہوں اور اس کو نیز سے نکاح کر بیکی خبر سمجھتا ہوں اور سوقت اس کے سامنے انکار کیا مگر پھر نکاح کر لیا اس باب میں ابونیر علیؓ نے شعر کہے ہیں۔ جبکہ بیخبر ابوبکر صدیقؓ رضا اور عمرؓ کو پہنچی تب حضرت عمرؓ نے ابوبکر صدیقؓ سے کہا کہ خالد نے زنا کیا ہے اس کو رجم کرنا چاہیے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ رضے نے فرمایا کہ میں رجم نہ کروں گا کیونکہ اس نے اولاً اس سے کلام کی۔ جب اس نے نہ مانا اس نے قتل خطا کیا حضرت عمرؓ نے کہا کہ اس نے ایک شخص سلمان کو مار ڈالا ہے اس کو قتل کرنا چاہیے حضرت ابوبکر صدیقؓ رضے نے کہا کہ میں قتل بھی نہ کروں گا کیونکہ اس نے جلدی کی خطا کی۔ پھر حضرت عمرؓ یوں کہ اس کو عہدہ سے معزول کیجئے حضرت ابابکر صدیقؓ رضے نے کہا کہ جس تلوار کو خدا تعالیٰ نے اون کو گنہگار نہیں کیا ہے میں اس کو سیاق نہیں کر سکتا۔ جب مالک کے مرجانی خبر اس کے بھائی متم بن لوہہ کو پہنچی بہت رویا اور پٹیا۔ اور ایک قصیدہ اس کے ماتم میں جس کو قصیدہ متم الغیبہ کہتے ہیں اور وہ مشہور ہے لکھا ہے (یہ بھی تذکرۃ الشعراء میں مندرج کیا ہے۔ مقولہ مترجم)۔

اب شروع ہوا بارہواں تیر ہواں سنہ ہجری

تیرہویں سال ہجری نبوی میں جنگ یرموک سبب فتح ہونے شام کے واقع ہوئی تھی اور سوقت ہر قتل درمیان حص کے غائب اور اس کو خبر پہنچی کہ روم کا لشکر یرموک میں شکست کھا کر بھاگا تب اس نے حص سے کوچ کیا اور رومی لوگ اس کے اور مسلمانوں کے پیچ گھیر گئے۔ اور جبکہ خالد بن ولیدؓ اور ابوعبیدہ کو جنگ یرموک سے فراغت ہو گئی تب وہیں نے بصرہ کا قصد کیا۔ والی بصرہ نے بہت گروہ واسطے مقابلہ کے جمع کئے پھر آدمیوں نے صلح کر لی صلح اس بات پر ٹھہری کہ ہر اس پہ ایک دینار اور ایک جریب گھس دیا کریں گے۔

بیان وفات ابوبکر صدیقؓ کا

واضح ہو کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سبب میں اختلاف ہے کہتے ہیں کہ یہودیوں نے چادلوں میں
 لاکر زہر کھلایا تھا اور کوئی کہتا ہے کہ کسی رفیق نے کسی شے میں زہر ملا کر اونکو اور حارث ابن کلابہ
 کو دیا تھا۔ حارث نے کہا کہ مجھے زہر آلودہ کھانا کہا یا ہے ایک برس میں وہ زہر اثر کر گیا۔ چنانچہ
 بعد برس روز کے دونوں مر گئے۔ اور حضرت عائشہ سے یہ روایت ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے جو سرد پانی
 سے غسل کیا یہ سبب اوس غسل کرنے کے سبب چڑھا آیا۔ چنانچہ پندرہ روز تک بیمار رہے یہاں تک کہ
 نماز پڑھنے بھی باہر نہ آئے تھے۔ حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ وہ نماز پڑھا دیا کریں اور خلافت بھی اونکی سپرد
 کی تھی بعد ازاں شام کی وقت سر شبنہ کی رات کو درمیان مغرب و عشا کے اوس اٹھو اسے میں جو
 جمادی الآخرہ کے آخر میں ہوتا ہے درمیان سترہ ہجری کے فوت ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ کل خلافت
 ادنیوں نے دو برس تین مہینے دس رات کی اور عمر اونکی ترشہ برس کی تھی خلیفہ اول کو اونکی بیوی
 اسماء بنت عیس نے غسل دیا تھا اور جس نابوت میں رسول اللہؐ اٹھائے گئے تھے اسی نابوت
 میں حضرت ابوبکر صدیقؓ شمر کئے گئے۔ اور حضرت عمرؓ نے اونکے جنازہ کی نماز مسجد نبویؐ میں پڑھائی
 پھر اونکی قبر کھودی اور سر اونکا پیغمبر خداؐ کے دونوں موٹوں کی طرف کر کے اونکو دفن کیا حضرت
 ابوبکر صدیقؓ خوش قد بلکے چہرہ کے تھے اور مرقع الوجہ تھے یعنی رگیں آپ کے چہرہ پر نمودار رہتی تھیں
 آنکھیں اندر کو بیٹھی ہوئی تھیں۔ مگر ابابہ کو اٹھا ہوا تھا اور اونکلیوں کے جوڑوں پر بال نہ تھے اور
 مہندی اور نیل کا خضاب کیا کرتے تھے۔

بیان خلافت عجمیہ برائے خطاب کا

حضرت عمر بن الخطابؓ بن نفیل بن عبد العزیٰ سے لوگوں نے اوس سال میں ہجرت کی جس سال میں
 حضرت ابوبکر صدیقؓ فوت ہوئے بعد خلیفہ ہونیکے حضرت عمرؓ نے یہ خطبہ لوگوں کو سنایا کہ اے
 لوگو قسم ہے خدا کی قوی تر ضعیف کو ہے جو اپنا حق پاوے اور ضعیف تر قوی سے وہ ہے کہ اسکا
 حق لیا جاوے اور اول ہی اول یہ حکم صادر فرمایا کہ خالد بن الولید کو سرداری سے موقوف و معزول
 کیا اور ابوبکر صدیقؓ کو حبش اور شام کا سردار مقرر کر کے روانہ فرمایا۔ حضرت عمرؓ کا نام اول امیر المومنین
 رکھا گیا تھا کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ رسول اللہؐ کہلانے تھے اونکو کسی نے امیر المومنین

نہیں کہا یہ خطاب حضرت عمرؓ سے جاری ہوا۔ بعد ازاں ابوعبیدہ دمشق پر جا کے باب الجانبہ کی طرف اوترا اور خالد مشرق کی طرف سیلاب تو آپرا اوترا۔ اور عمرؓ دین العاص دوسری طرف جا کر اوترا اور شہر دمشق کا محاصرہ قریب سترائے کر رہا۔ آخر الامر خالد نے اپنی طرف سے بڑا شمشیر فتح کیا اور باشندگان دمشق نے دوسری طرف سے ٹھکرا ابوعبیدہ سے صلح کر لی اور دروازہ کھول دیا۔ حضرت عبیدہ اونکو امن دیکر اندر گئے اور خالد سے درمیان شہر کے ملاقات ہوئی۔ پھر ابوعبیدہ نے فتح دمشق کی خبر حضرت عمرؓ کو لکھنے بھیجی واضح ہو کہ ملک عراق بھی حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوا۔

اب شروع ہوا چودھواں برس ہجری

درمیان ماہ محرم ۸ھ ہجری کے حضرت عمرؓ نے واسطے تعمیر بقرہ کے حکم دیا چنانچہ نشان واسطے بنانے شہر کے اسی سال میں کئے گئے بعضے کہتے ہیں کہ پندرہویں سال میں حکم بنا رہقہ کا ہوا تھا اور اسی سال میں قحاقہ باپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فوت ہوئے۔ اونکی عمر ستائیس برس کی تھی مگر ادنکے بیٹے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مرنے کے بعد انکا انتقال ہوا۔

اب شروع ہوا پندرہواں سال ہجری کا

درمیان اسی سال یعنی ۹ھ ہجری کے شہر حمص بعد حصار کرنے مدت طویلہ کے فتح ہوا تھا یہ شہر بعد فتح دمشق کے ہاتھ آیا جب فتح ہو چکا اسوقت رومیوں نے صلح چاہی چنانچہ ابوعبیدہ نے اونے صلح اسطرح کر لی جسطرح یہاں دمشق کی تھی۔ پھر ابوعبیدہ حماہ کی طرف گیا۔ قاضی جمال الدین ابن واصل اپنی تاریخ میں جس سے ہم نے نقل کی ہے یہ کہتا ہے کہ شہر حماہ درمیان زمانہ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک بڑا شہر تھا اور کہتا ہے کہ بیتہ ذکر اس شہر کا ہمراہ اخبار داؤد اور سلیمان علیہ السلام کے درمیان ادن کتب سلاطین کے پایا جو یہودیوں کے پاس موجود ہیں اور ایسا ہی وہ شہر یونانیوں کے زمانہ میں تھا مگر زمانہ فتح میں اور قبل اس زمانہ کے وہ شہر اور شیردو نو چھوٹے تھے اور شہر حمص دارالملکت اون بلاو کے تھا چنانچہ ہمارا کہنا ہے نے ہی اپنے قصیدہ میں اسکا ذکر کیا ہے جبکہ ابوعبیدہ حماہ پر پہنچا اسوقت رومی لوگ جاوے تھے

طالب صلح ہو کر آئے اور جزیہ دینا قبول کیا اور خراج زمین پر بھی مقرر کر کے صلح کر لی اور وہ جو ادنجا
 بڑا عبادت خانہ تھا اوسکی جگہ مسجد بنائی گئی جسکو جامع السنق کہتے ہیں پھر اوسکی تجدید بھی درمیان
 خلافت مہدی کے جو خلفاء عباسیہ سے گذرا ہے ہوئی تھی اور اوسکی ایک تختی پر یہ لکھا ہوا تھا کہ اس
 بازار کی پھر تجدید ہوئی ہے خراج حمص سے پھر ابو عبیدہ بن جریز میں گیا اور وہاں کے باشندوں سے
 صلح ہو گئی جیسی باشندگان حمات سے صلح ہوئی تھی اور اس طرح باشندگان معمرہ سے صلح ہوئی پہلے
 زمانہ میں اوسکو معمرہ حمص کہتے تھے پھر معمرہ نعمان ابن بشیر الانصاری کہنے لگے کیونکہ یہ شہر معمرہ
 حمص کے درمیان ایام خلافت معاویہ کے اسی نعمان ابن بشیر کے پرگنات میں تھا۔ پھر ابو عبیدہ
 لاؤقیہ میں گیا اور اوسکو بھی بڑا دشمن فتح کیا۔ بدر اڑاں جہلا اور انظرطوس فتح کیا۔ بدر اڑاں ابو عبیدہ
 قنسرین کی طرف گیا جب اوس جاکا خالد ابن ولید اور ابو عبیدہ پہنچے اوس میں بہت رومی لوگ
 چھپے ہوئے بیٹھے تھے اونے خوب لڑائی ہوئی مگر فتح مسلمانوں کی رہی۔ آخر کار وہاں کے باشندگان
 نے صلح منظور کی موافق اہل حمص کے۔ ابو عبیدہ اور خالد نے اونے کہا کہ صلح منظور ہے مگر اس شہر
 کو ہم ویران کرینگے چنانچہ یہی ہوا کہ وہ ویران کر دیا گیا بدر اڑاں حلب اور الحاکبہ اور قنچ۔ اور دو کوک
 اور سرین اور تیزین اور غرار فتح کئے اور ان اطراف سے شام پر غالب آگئے پھر خالد مرعش کو گیا
 اوسکو فتح کیا اور وہاں کے باشندوں کو جلا وطن کر کے تمام شہر ویران کر دیا اور قلعہ الحدت کو فتح کیا
 جس سال یہ شہر فتح کئے تھے وہ پندرہواں سال یعنی کہتے ہیں سولہواں سال تھا برفل یلوس ہو کر ملک
 شام سے الرہا کی راہ کو ہو کر قسطنطنیہ کو چلا گیا مگر قسطنطنیہ دور جا کر پھر شام کی طرف متوجہ ہو کر یہ کہا:
 اسلام علیک یا سوریہ سلام رخصت کا ہے اب کوئی رومی نیز سے پاس کہی نہ آویگا مگر خلیفہ دل
 ولرزراں۔ ماں اگر کوئی کجنت بچہ پیدا ہوا اور کاش کہ وہ بھی پیدا نہ ہو کیونکہ تو نے رومیوں کی سانچہ اپنا
 فتنہ برپا کیا ہے۔ پھر قیساریہ اور صیقلیہ فتح کیا اسی شہر میں حضرت یحییٰ بن زکریا کی قبر ہے اور
 نابلس اور لہ اور یافا یہ سب شہر فتح کئے اور بیت المقدس کا مدت تک محاصرہ کئے رہا انجام
 بیت المقدس والوں نے ابو عبیدہ سے کہا کہ مثل اہل شام کے ہم سے صلح کر لو بشرطیکہ عمر ابن الخطاب
 ہم سے صلح کریں۔ ابو عبیدہ نے یہ حال حضرت عمر کو لکھ کر بھیجا چنانچہ حضرت عمر حضرت علی رضی اللہ
 عنہما پر خلیفہ بنا کر آپ یہاں تشریف لائے واضح ہو کہ اسی سال ۱۵ ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہما

نے منشی اور دیوان مقرر کئے اور انعام اور بخشش مسلمانوں کی واسطے مقرر کئے پہلے اس سے کسی کو کچھ نہ ملتا تھا بجز مال غنیمت کے لیفے کہتے ہیں سنا، ہجری میں مقرر ہوئے اس تفصیل سے حضرت عباسؓ چچا رسول اللہ کے لئے پچیس ہزار، پھر جو قریب رشتہ دار رسول اللہؐ تھا اوسکے لئے بہت عطیات مقرر کئے۔ اور اہل بد کہو واسطے پانچ ہزار اور جو شخص اعدائے تھا اصحاب حدیبیہ اور سمیت رضوان تک چار چار ہزار، پھر جو اونکے چچے تھا اونکے لئے تین ہزار۔ اور اہل فادیہ اور یرموک والوں کو ایک ایک ہزار۔ اور انکے جو چچے تھے اونکو پانسو۔ پھر تین سو۔ پھر ڈیڑھ سو۔ اسی طرح چترخواہیں انعاموں کی مقرر ہوئیں۔ یعنی نہ رہے کہ درمیان اسی سن یعنی سنا، ہجری میں جنگ فادیہ ہوئی تھی اس لڑائی میں سعد ابن ابی وقاص غمیوں سے لڑا۔ اور اہل عجم کا سپہ سالار رستم پہلوان تھا اس لڑائی میں درمیان مسلمانوں اور غمیوں کے بہت کشت خون ہوا اول دن کو یوم اغوات کہتے ہیں۔ دوسرے روز لڑائی ہوئی وہ یوم خماس تھا۔ تیسری رات لیلۃ الہرب کہلاتی ہے کیونکہ اس رات کو کلام نہیں کی تھی بلکہ وہ چپ چلپ تھی جب صبح ہوئی اوسوقت لڑائی شروع کی اور دو پہر تک کشت خون ہوتا رہا۔ اور پھر موآند یعنی آندھنی چلی اوسوقت سب مشرکین غبار میں چھپ گئے اسی سبب سے کفار کو شکست ہوئی اور غبار رستم کے تحت تک پہنچا چنانچہ رستم تحت پر کھڑا ہو گیا اور اہل خچروں کے پیچھے چھپ گیا جیسے کسری نے مال لا کر واسطے خرچ کے بھیجا تھا جبکہ رستم پر حملہ ہوا اوسوقت رستم بھاگا۔ اور لہال ابن علقمہ نے دوڑ کر پیروں کا پکڑ کر قتل کر ڈالا پھر عجم کے لشکر میں آکر بہت آدمی قتل کئے پھر سونے وہاں سے کوچ کر کے دجلہ مغرب کی طرف نہر شیر پر جا کے ایوان کسری پر ڈیرہ کیا جب مسلمانوں نے کسری کے محل دیکھے بہ سبب غلطی کے بہت تائب کیا اور کہا کہ یہی محل کسری کے ہیں جنگی فتح کا وعدہ رسول خداؐ نے کیا تھا۔

ابتداء ہوا سولہواں سال ہجری نبوی کا

درمیان اس سال یعنی سنا، ہجری کے ستمبر شہر پر چند ایام ماہ صفر کے کاٹ کر ہمراہ سب بنامدین کے دجلہ پار فرمایا اور فارسی لوگ مدائن سے حلوان کی طرف جو اونکے ہاتھ آیا لیکر بھاگ گئے اور مسلمانوں نے مدائن میں داخل ہو کر جبکہ پایا مار ڈالا۔ ۱۱ دن جا ایک محل سجید تھا اوس کا

محاصرہ کیا اوس محل میں سعد بن عمروؓ کو کش ہوئے اور محل کسریٰ کو جامع مسجد بنایا وہاں نمازیں پڑھنی شروع ہو گئیں۔ جتنا مال سونا چاندی برتن کپڑے بیشمار ہاتھ آئے اور کوٹھڑیاں۔ ایک مسلمان کو ایک خمر پانی میں بہتا ہوا بلکیا اوس خمر پر کسریٰ کا تاج اور ٹپکا اور زرہ اور سوا اسکے اور اسباب پوشا لدا ہوا تھا وہ سب سبب صاع بجا ہر تھا۔ سوا اسکے اور اشیا جو مسلمانوں کو اسبچا سے ہاتھ آئیں وہ بیشمار ہیں سب لکھنا موجب طوالت ہے۔ چنانچہ ایک قریش کسریٰ کا ہاتھ لگا تھا جو ساٹھ گز لبتا اور ساٹھ گز چوڑا تھا مسلمان لائے وہ بچھونا رخصت کی ہنیت پر تھا جواہرات اوس میں تصویریں کلیں اور شگوفات کی سنو کی ڈنڈیوں پر بنی ہوئی تھیں سجدہ اپنے اصحاب سے لیکر حضرت عمرؓ کے پاس روانہ کر دیا حضرت عمرؓ نے اوسکو قطع کر کے سب مسلمانوں پر تقسیم کر دیا۔ چنانچہ اوسیں کا ایک ٹکڑا جو حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ کے حصہ آیا تھا وہ بین ہزار درہم کو بکا تھا۔ سجدہ مدین میں قیام کر کے لشکر مسلمانوں کا جلول پر روانہ کیا اوجائے فارسی لوگ سب مجنن تھے چنانچہ بیشمار مقتول ہوئے اور مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ اس لڑائی کا نام جنگ جلول تھا اداں ایام میں یزدگرد پہلوان حلوان میں تھا وہ مسلمانوں کی فتح کی خبر سنکر وہاں سے حکم چلا گیا۔ مسلمانوں نے حلوان کو بھی فتح کیا اور اوس پر بھی غالب آئے پھر مسلمانوں نے مکریت اور موصل فتح کی۔ بعد ازاں ماسنداں زردوز برہوتی لیلیا اور اسبطرح شہر قریب سیل فتح ہوا۔ درمیان اسی سینیہ سنیہ ہجری میں جب ابنہ بن الایم حضرت عمرؓ ابن الخطابؓ کے پاس آیا تھا اور طبری شان شوکت سے شہر میں داخل ہوا کیونکہ اسکے آگے آگے کوئل گھوڑے سائیں لئے ہوئے چلے جاتے تھے اور سب پیاجارہ دیا پہن ہے تھے بعد ازاں حضرت عمرؓ اسی سال میں حج کو تشریف لے گئے اور جبکہ نے بھی حضرت عمرؓ کے ساتھ حج کیا ایسا اتفاق ہوا کہ جبکہ طواف کر رہا تھا کوئی شخص قوم قرارہ کا جبکہ کے کپڑے کو چھو کر نکلا جبکہ نے ایک گھوٹا اوسکی ناک پر ایسا مارا کہ ناک اوسکی بیٹھ گئی وہ قراری حضرت عمرؓ کے پاس فریادی ہو کر آیا حضرت عمرؓ نے جبکہ کی طلبی کی اور کہا کہ تیرے دے اپنی جان کا والا نہ حکم کرتا ہوں کہ وہ بھی گھوٹا ایسا ہی تیرے مارے۔ جبکہ نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے میں بادشاہ ہوں یہ ایک باتاری آدمی ہو۔ حضرت عمرؓ نے ارشاد کیا کہ اسلام نے تم دونوں کو برابر اور مستوی کیا ہے درمیان حد کے یہ نہیں ہو سکتا کہ بادشاہ پر حد جاری نہ ہو اور بازاری پر ہو جبکہ نے کہا کہ میں تو یہ خیال کرتا تھا کہ مسلمان ہو کر میری عزت زیادہ ہو جاوے گی زمانہ جاہلیت سے

حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ بات جانے دو ایسی نہ سوچو۔ جبکہ نے کہا میں نصاریٰ ہو جانا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تو نصاریٰ ہو جاوے گا تو میں تیرا سر اڑا دوں گا۔ جبکہ نے کہا کہ آج تم میری انتظار کیجئے چنانچہ جب رات آئی جبکہ اپنے سوار اور گھوڑے اور گاڑی لدو کر ملک شام کو چلے یا در وہاں سے قسطنطنیہ میں گیا اور اسوا اسکے پانسو آدمی اور اسکی قوم کے ہمراہ ہو گئے وہ سب لوگ بھی نصاریٰ ہوئے برقل کو بہت خوشی ہوئی اسنے بہت اکرام اور اعزاز دے دیا مگر پھر جبکہ کو ندامت ہوئی اپنے فعل پر اور یہ شعر کہے جنکا ترجمہ یہ ہے نصاریٰ ہو گئے اشراف شرمندگی ایک گھونے کی سے اور حالانکہ نہ تھا وہیں کچھ ضرر اگر میں صبر کرتا حفاظت کی مینے اپنی اس گھونے سے بہ سبب ان اور غوث کے اور حالانکہ بدل لینا چاہی آنکھ کو کالی آنکھ سے کاشکے میری ماں نہ جنتی ہو۔ اور کاشکے رجوع کرتا میں طرف قول عمرؓ۔ بعد ازاں ایک قاصد حضرت عمرؓ کا جو برقل کے پاس گیا اسنے دیکھا کہ جبکہ بہت چین سے نعمت میں ہے اسکے ہاتھ جبکہ نے پانسو دینار حسان بن ثابت نصاریٰ کی واسطے بھجوائے وہ دینار حضرت عمرؓ نے اسکے پاس بھجوائے حسان بن ثابت نے اسکی نوح میں شعر کہے ہیں جنکا ترجمہ کچھ ضرور نہیں۔

ابتداء شروع ہوا سترھواں سال ہجری نبوی کا

درمیان اس سال کے شہر کوفہ کی تحفہ کی گئی یعنی بنیاد پڑی اور حضرت سعدؓ نے آنکر چھاؤنی وہاں ڈالی۔ اور اسی سال میں حضرت عمرؓ نے عمرہ باندھا اور میں مذکور میں قیام کیا اور سجدہ حرام کو بیچ کیا اور جن لوگوں نے اس سے بیعت نہ کی تھی اسکے گھر فروخت کر کے قیمت اسکی بیت المال میں داخل کی اور ام کلثوم بیٹی علیؓ اور فاطمہؓ کی سے نکاح کیا اور اسی سال میں مغیرہ ابن شعبہؓ پر جو واردات گذری اسکا حال یہ ہو کہ مغیرہؓ کو حضرت عمرؓ نے بصرہ کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔ اور جس مکان میں مغیرہؓ رہتا تھا وہیں ایک کھڑکی تھی اسکے مقابل ایک دوسرے مکان کی کھڑکی تھی مغیرہؓ اپنی کھڑکی میں بیٹھا ہوا تھا اگر وہ نہ تھی اور دوسری کھڑکی بلو بکرہ غلام نبیؓ کا اور ایک بہائی اس غلام کا مادر اسکی زیاد اور نافع ابن کلدہ۔ اور شبیل بن یحییٰ یہ چار شخص بیٹھے ہوئے تھے یہ سب چلنے ہوا کے وہ کھڑکی کا ایک کواڑ کھل گیا۔ ان چاروں نے مغیرہؓ کو دیکھا کہ وہ ام جمیل بیٹی ارتم سے جو قبیلہ عامر ابن صعصعہ کی تھی جمع کر رہا اور چاروں مردوں نے یہ لکھ کر حضرت عمرؓ کو خبر دی اور انہوں نے مغیرہؓ

کو منزل کیا اور بار موسیٰ الاشعری کو قبرہ کا والی کیا اور گویا ہوں کو طلب کیا جبہ گواہ دربار
 حضرت عمرؓ کے حاضر ہوئے ابوبکرہ - نافع - شبل - ان تینوں نے مغیرہ پر زنا کرنے کی گواہی دی مگر
 زیاد بن ابیہ نے اچھی صاف گواہی نہ دی حضرت عمرؓ نے قبل گواہی دینے زیاد کے یہ فرما دیا تھا
 کہ ایک آدمی سے محکومیتد ہے کہ سبب سے ایک صحابی رسول اللہ کا جان بچا بیچ جاوے اسلئے
 زیاد نے یہ گواہی دی کہ میں نے اوکو دونوں ٹانگوں میں عورت کے بیٹھے ہوئے دیکھا اور اس عورت کے
 دونوں پیرو پر کو ایسے اٹھے ہوئے تھے جیسے دوکان گدھے کے کھڑے رہتے ہیں اور اس کا سانس
 بھی پڑھ رہا تھا اور چتر لٹ لٹ رہا تھا ذکر کھڑا تھا اور سوا اسکے میں نہیں جانتا حضرت عمرؓ نے
 فرمایا کہ تو نے اس طرح بھی دیکھا جیسے سلائی سرمدنی میں جاتی ہے اونے کہا نہیں پھر پوچھا کہ عورت
 کو بچا تھا ہے اونے کہا نہیں لیکن ایسی ہی عورت تھی جیسی یہ حاضر ہے یہ اظہار حضرت عمرؓ نے منکر
 اون تین گواہوں کے حق میں یہ حکم دیا جنہوں نے زنا کی گواہی دی تھی کہ ان پر حد قذف کی جاری کی
 جائے۔ زیاد۔ ابوبکرہ کا مادر زاد بھائی تھا اونے پھر زیاد سے پھر کبھی کلام نہ کی کیونکہ اوپر حد قذف
 اوکے اظہار سے عاید ہوئی تھی اسی سال میں مسلمانوں نے ابوزکو نفع کیا اس ملک پر ہرمزان
 متولی ہو رہا تھا یہ شخص امرا و کبار فارس سے تھا پھر مسلمانوں نے رام ہرمزان اور ستر نفع کیا۔ اور ہرمزان
 میں محصور ہو گیا۔ مسلمانوں نے اسکا بھی محاصرہ کیا یہاں تک اونے کہا کہیں صلح چاہتا ہوں جہڑ سے
 حضرت عمرؓ ارشاد کرینگے چنانچہ مسلمانوں نے اوکو حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیا ہمراہ اونہیں میں سے
 انس بن مالک اور احنف بن قیس بھی گئے جت لوگ مینہ منورہ میں پہنچے اپنے لباس دریا مطلقا کے
 تن پر آراستہ کئے اور سر پر اپنے تاج جو مرصع یا قوت اور جواہر سے تھا حضرت عمرؓ کے اور مسلمانوں کے
 دکھلانے کو رکھا اور پوچھا کہ حضرت عمرؓ کہاں ہیں اوکو ڈھونڈا وہ نہ ملے جب لوگوں سے پوچھا تو انہوں
 نے کہا کہ مسجد میں ہونگے وہ مسجد میں آئے دیکھا کہ حضرت عمرؓ سوتے ہیں ذرا فرق سے بیٹھ گئے۔ ہرمزان
 نے حضرت عمرؓ کو سوتے ہوئے دیکھ کر کہا کہ کہاں ہے وہ عمرؓ لوگوں نے کہا کہ یہ ہیں اونے کہا کہ نگہبان
 اور دربان اوکے کہاں ہیں لوگوں نے کہا کہ انکے نہ کوئی دربان نہ کوئی محافظ۔ یہ سبب انہو آؤ
 کے حضرت عمرؓ کی بھی آنکھ کھل گئی اپنے ہرمزان کو دیکھا ارشاد کیا کہ حمد ہے اوس خدا کو جس نے ذلیل کیا
 یہ سبب سلام کے اس جیسے حکم کیا کہ اسکا لباس اوتار لو چنانچہ اسکا لباس سب اٹار گیا اور موتی

کپڑے او سکوپہنے کوئے۔ حضرت عمرؓ نے اوس سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ کیسا حال دیکھا تو نے نکلا
عذر کا اور انجام خدا کے کام کا۔ ہرمزان نے کہا کہ ہم لوگ نہ مانہ جاہلیت میں جبکہ میدان کروایا خدا نے
ہم کو تم پر غالب کیا۔ اسی بیج بڑی دیت تک آپس کلام رہی۔ ہرمزان نے پانی واسطے پینے کے مانگا پانی
پلی کر پر ہرمزان بولا کہ مجھ کو یہ خوف ہے ایسا نہ ہو پانی پیتے ہی پیتے تو مجھ کو قتل کر ڈالے۔ حضرت عمرؓ
نے ارشاد کیا کہ کچھ خوف نہ کر جب تک تو پانی نہ پی لیگا قتل نہ کر دگا۔ جب ہرمزان نے یہ کر لیا فوراً
پانی کا برتن ہاتھ میں لیکر زمین پر ڈال دیا وہ پیالہ ٹوٹ گیا۔ حضرت عمرؓ نے اوسکے قتل کرنے کا ارادہ کیا
صحابہ نے عرض کی کہ آپ فرما چکے ہیں کہ جب تک تو پانی نہ پی لیگا تمھو کو کچھ خوف نہیں اور یہ معنے اس کے
میں خلافت عہد نہ کیجئے کیونکہ اسے ابھی پانی نہیں پیا ہے آخر کاریہ ہوا کہ ہرمزان مسلمان ہو گیا اور حضرت
عمرؓ نے اوسکے واسطے دو ہزار دینار مقرر کئے درمیان سال اٹھارہ ہجری کے درمیان مدینہ اور حجاز کو
بڑا قحط پڑا تھا مگر حسن سی اور تدبیر حضرت عمرؓ کی بہت کام آئی کیونکہ حضرت عمرؓ نے تمام اطراف میں لکے
بھیجا کہ مدینہ میں چونکہ قحط بہت شدت سے ہے تم لوگ ہماری مدد کو کچھ ہو سکے کرو چنانچہ ابو عبیدہ
ملک شام سے چار ہزار اونٹ اناج کے لائے حضرت عمرؓ نے وہ سب اناج مسلمانوں میں تقسیم کر دیا یہاں تک کہ
مدینہ میں گو نہ ارزانی ہو گئی مگر جب قحط نے لوگوں کو بہت ہی ستایا اور سوقت حضرت اپنے ہمراہ حضرت
عباسؓ کو لیکر شہر کے باہر نکلے اور نماز استسقا کی ادا کی حضرت عباسؓ نے دعا استسقا کی چاہی تھی
وہ ایسی مستجاب ہوئی کہ مراحہ نہ کرنی پانی تھی کہ بادل آ پہنچے اور مہینہ برسنے لگا اور سوقت لوگوں کا یہ
حال تھا کہ حضرت عباسؓ کے دامن بسبب برکت اور مہینے کے چھوٹے اور آنکھوں کو نکاتے غم
اور درمیان اسی سال یعنی سنہ ہجری کے ایک ماہ بایک موطا عون عموس کہتے ہیں ملک شام میں طاعون
ہوئی۔ اسی وہاں ابو عبیدہ بن الجراح جکانام عامر بن عبد اللہ بن الجراح الغہری ہی فوت ہوئے
یہ صحابی بھی ایک اون دس اصحابوں میں سے ہے جو عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں اوسکی وفات کے بعد
معاذ ابن جبل انصاری اور خلیفہ مقرر ہوا وہ بھی اوی وہاں رہا ملک بجا ہوئے۔ اونکے بعد
عمر بن العاص اور سکا خلیفہ ہوا اس وہاں پندرہ ہزار آدمی فوت ہوئے یہ وہ ایک مہینہ کامل
ہی اسی سبب سے دشمن مسلمانوں کے اونکے ملک کو نپر طع کرنے لگے تھے۔ پھر بقرہ میں یہ وہاں حط
یہاں پھیل ہی تھی پھیل گئی۔ اسی سال میں حضرت عمرؓ شام کو تشریف لے گئے اور جتنے آدمی وہاں

مر گئے تھے اونکی میراث تقسیم کر کے ماہ ذیقعدہ میں مراجعت کی۔

ابشروع ہوا سنہ اُنیس اور بیس ہجری

درمیان اس سال کے مقرر اور اسکندریہ عمرو بن العاص۔ اور ذی قعدہ میں عمرؓ کی معرفت فتح ہوا۔ یہ دونو شخص درمیان شہر عین شمس کے جو کہ قریب مصر کے ہے اترے تھے اور اس میں اول مخالفین کے گردہ اکٹھے تھے چنانچہ وہ فتح کیا۔ اور عمرو بن العاص نے ابرہہ بن العقیل کو قترنا کب طرف روانہ کیا اور اپنا خیمہ اس مقام پر کیا جو بالفضل جامع عمرو درمیان مقرر کے کہلاتا ہے۔ اور مقرر میں نشان کر کے اپنے خیمہ کی جائے ایک بازار بنایا جو جامع عمرو بن العاص مشہور ہے۔ پھر اسکندریہ کب طرف متوجہ ہوا۔ اور سکو بھی بعد جنگ جدل کے بزور فتح کیا۔ اور اسی سال یسے سنہ ہجری میں بلال ابن رباحؓ رسول اللہ کا فوت ہوا۔ یہ شخص غلام تھا حضرت ابابکر صدیقؓ کا۔ اور اسکی والدہ کا نام حاتم تھا۔ یہ شخص اول لوگوں میں سے ہے جو حبشہ میں پیدا ہوئے۔ اُسے بعد مسلمان ہونے ابوبکر صدیقؓ کے اسلام اختیار کیا تھا۔ اور بعد انتقال سرور کائنات کے پھر اپنے اذال نہیں کہی بلکہ ابوبکر صدیقؓ سے اسے سوال کیا تھا کہ مجھ کو جہاد کا حکم دیجئے۔ ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ تو میرے پاس قیام کر چنانچہ تا خلافت حضرت عمرؓ مقیم رہا۔ بعد خلافت حضرت عمرؓ کے اونسے کہا کہ مجھ کو جہاد کا حکم دیجئے چنانچہ دمشق میں آکر نزاعات اقامت اختیار کی اور باب صغیر کے پاس مدفون ہوئے۔

ابشروع ہوا اکیسواں سال ہجری نبویؐ کا

اس سال میں جنگ نہادوند جہراہ عجمیوں کے واقع ہوا تھا۔ عجمی لوگوں کی ڈیڑھ لاکھ آدمی کی جمعیت تھی اور سپہ سالار اونکا قیرزان تھا۔ بعد وقوع جنگ ہائے شدید کے درمیان عجمیوں اور مسلمانوں کے یہ ہوا کہ مسلمانوں نے عجمیوں کو شکست دی اور قتل کیا اور سپہ سالار لشکر کا قیرزان بھاگ بھاگا جبکہ وہ ثبہ النہدان میں جو کہ ایک گھاٹی ہے درمیان پہاڑ کے ہے پہنچا پھر پھری ہوئی شہد کی سانے ع آتی دیکھ کر طاقت گزرنے کی نہ پا کر لاچار گھوڑے پر سے اتر کے پیدل پہاڑ میں بھاگ کر گیا لیکن

فتح نے پیادہ پا اوسکا تعاقب کیا اور قتل کر کے چھوڑا۔ اوسر وز مسلمانوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخالفوں کو شہید سے ہی مارتا ہے اور اسی سال میں دیتور۔ اور صمیمہ اور ہمدان اور اصغیا فتح ہوئے۔ اور اسی سال میں خالد ابن ولید فوت ہوا مگر اوسکے موضع قبر میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں حقیق میں مدفون ہوا بعض کہتے ہیں مدینہ میں۔

ابن شروع ہوا بائیسواں سال ہجری نبوی کا

اس سال میں آذربائیجان اور سی۔ اور تبرہان اور قرظین اور زنجان۔ اور تبرستان یہ ملک فتح ہوئے اور اسی سال میں عمرو بن العاص شہر یرقہ پر گیا وہاں کے باشندوں نے جزیہ دینے پر صلح کر لی۔ پھر طرابلس کی طرف جو عرب میں ہے وہاں گیا اوسکا محاصرہ کیا اور اوسکو بزور شمشیر فتح کیا۔ اور اسی سال میں اخنوخ قبیس نے ملک خراسان پر جنگ کی اور یزدگرد لڑا اور ہرات بزور شمشیر مسلمانوں کے قبضہ میں آئی پھر طرف مرو روڈ کے گیا یزدگرد نے ترکستان کے بادشاہ کو اور بادشاہ سعد اور بادشاہ چہین کو واسطے اپنی مدد کے لکھا اور شکست پا کر یزدگرد فرار ہوا جان بچا کر بھاگ گیا اوسکے لشکر نے جہتتا اوسکا خزانہ تھا سب لوٹ لیا اور یزدگرد مرنے لگا کون کے چند آدمی ہمراہ لیکر فرغانہ میں تازہ سیت اپنی مقیم رہا اور لشکر اوسکا جہاں جہاں تھا وہیں رہا اور مسلمانوں سے سب صلح کر لی اور اسی سال میں ابی ابن کعب بن قیس جو اولاد ملک بن الحجار سے ہے فوت ہوا۔ اسکی کنیت ابانذر تھی یہ ایک تہی جی رسول خدا کا تھا جسکو رسول خدا نے یہ ارشاد کیا تھا کہ اسے ابی میر سے بعد میری امت کو تعلیم دینا وہ سنہ ہجری میں درمیان خلافت حضرت عثمانؓ کے فوت ہوا۔

ابن شروع ہوا تیسواں سال ہجری نبوی کا

بیان حضرت عمرؓ ابن الخطاب کے شہید ہونیکا واضح ہو کہ درمیان اسی سال کے ابو کو نے جسکو غیر وزی کہتے ہیں حضرت عثمانؓ ابن الخطاب کے درمیان نماز فجر کے پہلو میں زیر ناف آئینہ مارا۔ یہ واقعہ چشتی تاریخ ماہ ذوالحجہ کو درمیان سال مذکور کے

کے ہوا چنانچہ ہفتہ کے روز ذوالحجہ کی سلح کو وفات پائی اور روز یک شنبہ سہ ماہی میں مدفون ہوئے۔ انہوں نے کل دس برس چھ مہینے آٹھ دن خلافت کی قبر انکی پاس پیغمبر خداؐ اور ابوبکر صدیقؓ کے بنے۔ بروقت وفات کے حضرت عمرؓ خلافت کے باب میں یہ ارشاد کر گئے تھے کہ حضرت علیؓ اور عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور سعدؓ جس سے راضی ہوں وہ شخص امیر المؤمنین مقرر ہو۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے عبدالرحمن بن عوفؓ سے دربار خلیفہ ہونیکے کہا او نے انکار کیا۔ علیہ حضرت عمرؓ کا یہ ہے لینا قد عفید رنگتے شروع سر پر بال تھے عمر پچیس برس کی پائی بعضے کہتے ہیں ساٹھ برس کی اور بعض ترسیٹھ بتلاتے ہیں۔ اور فضیلت اور زہد اور انصاف اور شفقت میں تمام مسلمانوں پر حذوافی رکھتے تھے چنانچہ ایک روز کا حال ہے کہ عمرؓ عبدالرحمن بن عوفؓ کے پاس تشریف لائے اور وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ عبدالرحمن نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آج رات کو اس وقت آئیگا کیا سب سے آپ نے ارشاد کیا کہ چند مسافر بازار میں اترے ہو ہیں مجھ کو یہ خوف ہے کہ کوریہ کے چوراہہ کا مال چور کر لیں تو بھی میرے ساتھ چل تاکہ ہم سب کی نگہبانی کریں چنانچہ دونوں بازار میں آئے اور ایک طرف زمین پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے اونکے مال کی حفاظت فرماتے رہے اور حضرت عمرؓ ہی کا نام اول امیر مقرر کیا گیا ہے اور اول سے اسی شخص نے تاریخ نکالی۔ اور سنہ ہجری کی تاریخ اسی نے مقرر کی اور رات کی نگہبانی بھی حضرت عمرؓ ہی نے نکالی۔ اور ابہات اولاد کی بیج کی اوہوں نے مانعت کی۔ اور نماز جنازہ لوگوں کو چار تکبیریں پڑہنی انہوں نے سکھلائیں قبل اسکے چار یا پانچ یا چھ تکبیر کہتے تھے اور امامت سے نزاع کے پڑنے کا حکم بھی درمیان رمضان مبارک کے اوہوں نے دیکر تمام اطراف و بلاد میں جاری کروایا۔ اور اول ہی اول دُور بھی اوہوں نے اُٹھایا اور دُورہ سے لوگوں کو مارا اور دیوانات کی تندوین کی۔ اور بارہ بیوندوں کا پا جامہ پہن کر خطبہ پڑھا اور ایک دفعہ درمیان کسی جگہ کے جب صحبان پر گزرے جو کہ درمیان حضرت موت کی طرف مکہ کے ایک موضع واقع ہے وہاں جا کر لالہ ابوالعہ کہہ کر یہ فرمایا کہ دینا ہے اللہ جسکو چاہے اس جگہ میں درمیان ایک ماہ کے اونٹ خطاب کے میں چرایا کرتا تھا جب میں کوئی قصور کرتا تھا وہ مجھ کو ڈرایا کرتا تھا اور مارا کرتا تھا۔ اب یہی وہ رتبہ پایا کہ ایسا کسی کو میر نہیں ہوا میرے اور خدا کے درمیان اب کوئی نہیں رہا واسطہ۔ اور فضل دل اسکے اتنے ہیں کہ شمار سے باہر ہیں۔

ابشروع ہوا چوبیسواں سال ہجری نبوی کا

درمیان اس سال کے بعد وفات حضرت عمرؓ کے اہل شورش جمع ہوئے وہ لوگ یہ تھے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن عمرؓ۔ یہ اس واسطے کہ حضرت عمرؓ نے یہ وقت وفات کے یہ کہہ دیا تھا کہ میرے بیٹے عبد اللہ کو یہی رائے میں شریک کر لینا اگرچہ خلافت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہے۔ صرف اُسے میں شریک ہے۔ لغرض درمیان اوں لوگوں کے بہت گفتگو رہی یعنی تین دن گزر گئے۔ آخر شت تنگ کر یہ جو بزرگی کلاب چہنہار روز گذرے نہ پاوے امیر المومنین مقرر کر لینا چاہیے اور اگر تم میں کچھ اختلاف ہو تو جسکو عبد اللہ خلیفہ کر دے اور اسکے ہمراہ تم بھی متعاد و تابع ہو جاؤ۔ یہ حال سن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عثمانؓ کے اس گئے اور کہا کہ خلافت مجھ سے گئی کیونکہ سعد عبد الرحمن کی مخالفت ہرگز نہ کرے گا اسلئے کہ وہ اوسے لپچا کا بیٹا ہے اور عبد الرحمن خسر ہے حضرت عثمانؓ کا۔ وہ دونوں ہی مختلف نہ ہوتے بہر تقدیر یہی لوگ آپس میں ایک دوسرے کو خلیفہ کر لینے حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ آپ کے مقدم میں نہیں بولنا کیونکہ کلاب آپ مجھ سے صلاح لینے آئے ہیں قبل وفات رسول اللہؐ کے تم سے نہیں کہا تھا کہ کہ باب خلافت میں اسوقت حضرت پوچھ لو کہ خلافت کس سے متعلق رہیگی تو نے انکار کیا اور میرا کہنا نہ مانا بعد ازاں جبکہ حضرت عمرؓ نے تم کو یہی اہل شورش میں مقرر کیا اسوقت بھی میں کہا تھا کہ تم ان کے مسالہ کنندوں میں داخل نہ ہو چکو یقین ہے کہ اس گروہ کو چین آویگا جب تک کہ یہ خلافت کا اہم حصہ نہ فرغ کر دیر عجب کوئی اور شخص ان پر مسلط ہو گا اسوقت چین سے بیٹھیں گے خدا کی قسم ان کے اوپر ایک شخص ظالم مسلط ہو گا بعد ازاں یہ ہوا کہ عبد الرحمن نے آدمیوں کو جمع کیا۔ آپ نے خلافت سے دست ہو کر حضرت علیؓ کو بلایا اور کہا کہ اے علیؓ خدا کے عہد اور وعدہ کو لازم جان کر اوسکی کتابت سے قرآن اور سنت یعنی حدیث رسول اللہؐ پر عمل کرنا اور دونوں خلیفوں کی خصلت پر چلنا۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ مجھ کو یہی امیر ہے کہ اپنے علم اور طائفت کے موافق عمل کر دے گا۔ پھر حضرت عثمانؓ کو بلایا اور اوس سے بھی وہی حال جو حضرت علیؓ سے بیان کیا تھا سب کہا اور سر اپنا مسی کی چھت کی طرف اٹھٹھا کر اور ہاتھ حضرت عثمانؓ پر پکڑ کر کہا کہ اے میرے خدا تو دانا و مینا ہے میرا گواہ رہ بیٹا اپنی گردن کا بوجھ

کی گردن پر رکھ دیا یہ کہل سمیت کر لی، اسوقت حضرت علیؓ نے ارشاد کیا کہ یہ وہی روز اول ہے جس میں مذکر
 فتنے بظاہر و کھلائے کو ہم سے ایسی باتیں ظاہر کی تھیں قسم ہے خدا کی حضرت عثمانؓ کو تو نے اس واسطے
 والی کیا ہے کہ تاکہ خلافت تیری طرف ملے اور اللہ تعالیٰ ہر روز جو چاہتا ہے سو کرتا ہے عبد الرحمن کہنے لگا
 کہ اے علیؓ تو اپنے نفس پر کچھ حجت اور راہ مست ٹھہرا۔ اسوقت حضرت علیؓ یہ فرماتے ہوئے کہ قریب ہے
 وہ بھی مر جاویگا چلے گئے۔ یہ حال بھیکر مقداد بن الاسود نے عبد الرحمنؓ سے کہا کہ قسم خدا کی تو نے حضرت علیؓ
 کا انوکھوئی نہ دیا حالانکہ یہ شخص دن لوگوں میں ہے کہ اس کا حق پورا دینا چاہیے اور اس کا انصاف کرنا
 چاہیے تھا اس نے جواب دیا کہ اے مقداد میں نے بھی بہت کوشش اس امر کی مسلمانوں میں کی لیکن وہ نہ مانیں
 تو کیا کروں مقداد بولا کہ مجھ کو بہت تعجب آتا ہے قریش سے کہ انہوں نے ایسے شخص کو منظور نہ کیا میں تو کہتی ہوں
 نہ کہوں گا میرے نزدیک کوئی مرد اس سے بہتر عدل و در علم میں نہیں ہے عبد الرحمنؓ نے کہا کہ اے مقداد
 خدا سے ڈر ایسا نہ ہو کہ تو کسی فتنہ میں گرفتار ہو جاوے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے جب اپنے خاتون ابیہ رضی اللہ عنہا
 ملکہ نیر مسلط کیا اسوقت عبد الرحمن بن عوفؓ سے لوگوں نے کہا کہ یہ سب تیری کرتوت ہیں اس نے
 کہا کہ میں اس سے خیال نہ کرتا تھا لیکن میں اس سے کہی کلام نہ کروں گا چنانچہ عبد الرحمنؓ حضرت عمرؓ رضی
 اللہ عنہ کی حمدائی میں مر گیا۔ ایک غمہ بیارہی کے واسطے حضرت عثمانؓ مل گئے تھے وہ دیوار کی طرف چلا گیا
 اور اس سے کلام نہ کی تاکہ قسم نہ ٹوٹ جائے۔

بیان خلافت حضرت عثمانؓ کا

واضح ہو کہ تبسری تاریخ محمدؐ سنہ ۱۲ ہجری میں حضرت عثمانؓ ابن عفان بن ابی العاص ابن ابیہ
 بن عبد الشمس بن عبد مناف سے بیعت لوگوں نے کی اونکی والدہ ماجدہ کا نام ارقی بنت کریم بن ربیعہ
 جبکہ بیعت اونے لوگوں نے کی اسوقت حضرت عثمانؓ منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا پہلے حمد اللہ کی کی
 اور پھر کلمہ شہادت ادا کیا بعدہ بند ہو گئے اور پھر یہ کہا کہ اول ہر شے کا سخت ہوتا ہے اور اگر میں
 جیتا رہوں گا تو بہت خطبہ سنو گے بعد ازاں منبر سے نیچاؤ نرے اور جو لوگ حضرت عمرؓ کے وقت میں
 حاکم تھے ادنیٰ کو برس روز تک معزز کر رکھا تھا یہ سوا سوا سٹے کہ وہ وصیت کر گئے تھے کہ میرے عاملین کو
 برس روز تک معزز نہ کرنا۔ پھر نیزہ ابن شیبہ کو جو حاکم کو تھا معزز کر دیا اور سعد ابن ابی وقاص

کو اوسکی جائے مقرر کیا۔ پھر اوسکو بھی معزول کیا اور ولید بن عقیقہ بن ابی معیط کو جو مادر زاد بھائی حضرت عثمانؓ کا تھا کوفہ کا حاکم کیا۔

اِس شروع ہوا پچیسواں سال ہجری نبوی کا

اس سال میں ابوذر غفاری نے جبکا نام جندب بن جنادہ ہے وفات پائی یہ صبحی شام میں تھا معاویہ کو ہمیشہ یہ سبب جمع کرنے مال کے بڑا جانشین تھا اور یہ آیت پڑھا کرتا تھا ۝ ترجمہ وہ لوگ کہ جمع کرتے ہیں سونا چاندی اور نہیں خرچ کرتے اوسکو اللہ کی راہ میں معاویہ نے اس امر کا شکوہ حضرت عثمانؓ کے پاس لکھ کر بھیجا حضرت عثمانؓ نے اوسکو مدینہ بلوایا چنانچہ وہ مدینہ میں ہی آکر سب لوگوں کے سامنے بھی ذکر کرنے لگا اور بہت مجراکتا تھا سونا چاندی جمع کرنے کو حضرت عثمانؓ نے اوسکو ربدہ میں بھیج دیا کہتے ہیں کہ وہ ربدہ ہی میں مرادریاں سترہ ہجری تک

اِس شروع ہوا چھبیسواں سال ہجری نبوی کا

درمیان اس سال کے حضرت عثمانؓ ابن عفان نے عمرو بن العاص کو معزے معزول کر کے بجائے اوسکے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح العامری کو مقرر کیا یہ شخص رضائی بھائی حضرت عثمانؓ کا تھا اسی شخص کا خون رسول اللہؐ نے بروز فتح مکہ منگوا دیا فرمایا تھا لیکن حضرت عثمانؓ نے اوسکی جان بخشی کروائی تھی اور حضرت عثمانؓ بن عفان کے وقت میں فریقین فتح ہوئی۔ افریقیہ کا متولی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح مذکور تھا اوسکے حاصل میں سے پانچواں حصہ حضرت عثمانؓ کے پاس بھیجا کرتا تھا۔ پھر مروان ابن الحکم نے پانچ لاکھ دینار کو وہ پانچواں حصہ خرید کیا۔ یہ امر بھی حضرت عثمانؓ سے ایسا ہوا تھا کہ سبب اسے لوگوں کو عداوت ہو گئی تھی۔ بعد فتح افریقیہ کے حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن نافع بن الحصین کو یہ حکم دیا کہ تو اندلس کی طرف جا چنانچہ اسنے اوس طرف جا کر اوس جائے حضرت عثمانؓ کی طرف سے نایب ہو کر مقیم ہوا۔ مگر عبداللہ بن سعد معز کو مراجعت کر آیا۔

اِس شروع ہوا اثنائیسواں اور اٹھائیسواں سال ہجری کا

اسی سال میں حضرت عثمانؓ سے معاویہؓ نے اجازت لٹنے کی سجدہ میں حاصل کی تھی جو بعد میں عثمانؓ نے اجازت دیدی اور سقت معاویہؓ نے ایک لشکر جزیرہ قبرس کی طرف روانہ کیا۔ اور بعد ازاں ابن سعد بھی سحر سے کوچ کر کے وہاں جا پہنچا دو دنوں کے بعد وہاں کے باشندوں سے لڑائی کی مگر سات ہزار دینار سالانہ پر بطور جزئیہ کے صلح ہو گئی یہ صلح بعد قتل اور گرفتار کرنے بہت ہاشد گمان قبرس کے ہوئی تھی۔

اب شروع ہوا انتیسواں سال ہجری نبوی کا

درمیان اس سال کے حضرت عثمانؓ نے موسیٰ الاشعریؓ کو شہر بصرہ کی حکومت سے سزول کر کے اپنے بیٹے عبد اللہ بن عامر بن کریر کو اسکی جائے حاکم کر دیا پھر ولید بن عقبہ کو کوفہ سے سبب کے لئے شہر اب پیکر حالت نشہ میں فجر کی نماز مسلمانوں کو پڑھانی تھی اور دو رکعت کی چار رکعت پڑھ گیا تھا سزول کیا کہتے ہیں کہ جب چار رکعت پڑھ کر سلام پھیر کر لوگوں سے پوچھنے لگا کہ کیا میں نے زیادہ رکعت پڑھیں ابن مسعودؓ نے کہا کہ ہم تو ہمیشہ تیرے ہمراہ زیادہ ہی پڑھتے ہیں آج کل دن تک شہر اب کی گزرتا پڑھا کرنا تھا۔

اب شروع ہوا تیسواں سال ہجری نبوی کا

اسی سال میں حضرت عثمانؓ کو یہ خبر پہنچی کہ قرآن کے باب میں ابوں میں بہت اختلاف ہے اہل عراق یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن بہت صحیح ہے اہل شام کے قرآن ہے؟ ورنہ ہمارا قرآن ابو موسیٰ اشعری کے قرآن کی نقل ہے اور اہل شام یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن بہت صحیح ہے۔ لیونکہ ہمارا قرآن ابی اسود کی معرفت پہنچا اسی طرح اور ملکوں میں بھی اختلاف تھا حضرت عثمانؓ نے سب صحابہ سے مشورت لیکر یہ بات شہر ابی کو لوگوں کو اس قرآن شریف کی طرف راغب کرنے کے لئے درمیان خلافت ابی بکر صدیقؓ کے لکھا گیا تھا اور وہ قرآن لکھا ہوا درمیان خانہ حنفیہ جہنی صائم کے تھا اور جمیع قرآن جو سوئے اسکے میں نسب جلا دیئے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا اور اس قرآن کی نقلیں کروا کر اونٹ بھر کے شہروں میں بھجوا دیئے۔ اور وہ لوگ جو حضرت عثمانؓ کے حکم سے بموجب قرآن کے نسخوں کے لکھنے پر مقرر ہوئے تھے یہ ہیں زید بن ثابتؓ عبد اللہ بن مسعودؓ سیر اور سید بن ابی العاص اور عبد الرحمن بن الحارث

بن ہشام المعزوی مگر حضرت عثمانؓ نے اونکو یہ اجازت دیدی تھی کہ جس کلمہ میں تم کو اختلاف ہو
 اوسکو قریش کی بولی میں لکھ دو کیونکہ قرآن شریف قریش کی زبان اور اوسکے محاورہ کے موافق
 اوترا ہے اسی سال میں مہربیؓ کی حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے جاتی رہی تھی وہ مہربانندی کی
 تھی اوس میں تین سطروں میں محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا پیغمبر خدا وہ مہربان ناموں اور خطوط
 پر کیا کرتے تھے جو بادشاہان اطراف کے کام بھیجے جایا کرتے تھے۔ بعد ازاں حضرت ابوبکر صدیقؓ
 بھی اوسے مہرب کرتے رہے پھر حضرت عمرؓ وہی مہرب کرتے۔ بعد ازاں حضرت عثمانؓ بھی وہی مہرب
 کرتے رہے تھے یہاں تک کہ درمیان ایک کنوئیں کے جسکو کویرا ریس کہتے ہیں گر پڑی۔

ابتداء ہوا اکتیسواں سال ہجری نبوی کا

بیان ہے ہلاک ہونے یزدگرد پہلوان بن شہر بار بن پرویز کا جو پچھلا بادشاہ ملک فارس کا تھا۔ اسی
 سال میں یزدگرد ہلاک ہوا۔ مگر اوسکے ہلاک ہونے کی صورت میں اختلاف ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ مرو میں
 جا کر اوترا تھا وہاں کے باشندوں نے اوسپر غلبہ پا کر مار ڈالا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اہل نرک اوس سے
 باغی ہو گئے تھے اوہنوں نے اوسکے مصاحبوں کو مار ڈالا اور یزدگرد کو اکیلے بیچ نکالا تھا وہ بیکرا ایک چکی اُبی
 کے گھر میں جا گھسا اوس چکی راہی نے اوسے مار ڈالا اور فارسی لوگ بھی اوسکے تعاقب میں تھے
 اوسکے پیرو پڑھو نہ ہتے ہو اوسی چکی راہی کے گہنرنگ کھوج لئے ہوئے جا پہنچے جیسا وسنے اقرار کیا کہ
 اوسکو مار ڈالا ہے اوہنوں نے اوسکو بھی مار ڈالا۔ اور اسی سال میں اہل خراسان نے بغاوت اختیار کی
 ایک گروہ عظیم واسطے پر خاش کے جم کیا تھا مسلمان لوگ پھر وہاں گئے دوسری دفعہ خراسان فتح کیا۔ یہاں
 ہی حضرت عثمانؓ بھی کیوقت میں ہوا۔ اور اسی سال میں ابوسقیان بن حنبلہ ابو معاویہ نے وفات پائی

ابتداء ہوا بتیسواں سال ہجری نبوی کا

درمیان اسی سال کے عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمعہ جو اولاد مدثر کہ بن الیاس بن مسعود
 سے ہے فوت ہوا۔ وہ مدثر کہ کی اپنت ہوئے سے رسول اللہ کے ساتھ محبت بنے نسب میں۔ اور بعض روایت
 میں یہ بھی آیا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کو ایک صحابی عشرہ مبشرہ میں سے ہے جبکہ واسطے رسول خدا

جنت کی گواہی دی تھی، اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ حضرت نے اون دس میں سے ابو عبیدہ بن الجراح کو خارج کر کے عبداللہ بن کور کو اس کے جانشین اور اس کے مقرر کیا ہے، یحییٰ بن جلیل القدر عظیم الشان مجاہد ہے۔ ایک مقرر میں بھی ہے۔

اشروع ہوا تین سو سال ہجری نبویؐ کا

در بیان اس سال کے ایک گروہ اہل کوفہ نے در باب حضرت عثمانؓ کے یہ کلام کرنی شروع کی کہ فتنہ نے بہت لوگوں کو اپنے کنبے اور اقرباؤں کے ملکوں کے عامل مقرر کر دیئے ہیں اور حالانکہ وہ لوگ صلابت حکومت کی نہیں رکھتی چنانچہ سید ابن العاصؓ والی کوفہ نے حضرت عثمانؓ کو یہ حال لکھ بھیجا حضرت عثمانؓ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ جن جن لوگوں نے بیعت نکالی ہے او کو معاویہ کے پاس ملک شام میں بھیج دو اس نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ اون لوگوں میں الحارث بن مالک جو اشتر النخعی معروف ہے اور ثابت بن قیس النخعی اور جہل بن زیاد۔ اور زید بن صوحان البعد۔ اور بھائی اس کا حصصہ اور عبد بن ہبیر اور عمرو بن الجور۔ اور عمرو بن الحمق یہ لوگ تھے جب یہ لوگ حضرت معاویہ کے پاس گئے اونے بہت مباحثہ رہا آخر شام معاویہ نے او کو ڈرایا اور کہا کہ تم ڈرتے نہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی فتنہ فساد برپا ہوا دہنوں نے کو کر معاویہ کی ڈاڑھی پکڑ لی معاویہ نے اس حرکت ناشائستہ کی بجز حضرت عثمانؓ کو لکھ بھیجی حضرت عثمانؓ نے در جواب اس کے یہ لکھا کہ ان لوگوں کی سیدر عاص کے پاس بھیج دو چنانچہ معاویہ نے سید کے پاس بھیج دیئے اونہوں نے اویسر حے حضرت عثمانؓ کی بابت کلام کرنی شروع کی اور اہل کوفہ بھی اون کے ساتھ

اشروع ہوا چونتیس سو سال ہجری نبویؐ کا

اسی سال میں سید حضرت عثمانؓ کے پاس آکر اونے سب اہل جو کچھ اہل کوفہ نے اس کے ساتھ کیا تھا بیان کیا کہ وہ لوگ یہ چاہتے تھے کہ ابو موسیٰ اشعری ہمارا سردار ہو اسلئے حضرت عثمانؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا۔ ابو موسیٰ نے کوفیوں کو خلیفہ پر حکم سنایا اور حکم کیا کہ حضرت عثمانؓ کی اطاعت کرو۔ سب نے منظور کیا مگر تمام صحابہ میں اختلاف پڑا کہ ابوبکرؓ چنانچہ بعضوں نے بعضوں کو یہ لکھا تھا کہ ہمارا ارادہ جہاد کا ہے تم ہمارے پاس نہ آؤ اور ان کو اکثر نے حضرت عثمانؓ کی اطاعت میں

کیا اور کوئی صحابی اور مخالف نہ ہو سکا ہو کہ جو حضرت عثمانؓ کے شاکس تھے یہ ہیں زید بن ثابتؓ اور اسید السعدیؓ اور کعب بن مالکؓ و رمان بن ثابتؓ۔ اور سب لوگوں کے دشمن ہو جائیکہ یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ نے حکم بن العاصؓ کو چھوڑنے کے بعد وطن کر دیا تھا اور دونوں خلیفوں کے وقت تک وہ نکالا ہوا اور اسکو بلایا تھا اور ایک سب یہ تھا کہ انہوں نے مروان بن الحکم کو پانچواں حصہ محصول افریقیہ کا جو پانچ لاکھ دینار سالیانہ کی آمدنی تھی دیدیے تھے اسی باب میں عبدالرحمن کندی نے چند شعر کہے ہیں چکا مضمون یہ ہے کہ تم بے خدا کی کوئی امر خدا تعالیٰ نے نواہر بغایہ نہیں بنایا مگر تو نے ہمارے واسطے ایک فتنہ پیدا کیا ہے تاکہ ہماری اور تیری مادیات میں کشیدہ ہو جائے۔ کیونکہ دو خلیفہ اول جو گذرے وہ ایک منار طریق ہدایت کا بنا گئے تھے اور کبھی انہوں نے کوئی ایک درہم بھی فریب نہیں لیا۔ اور کوئی درہم اپنی خواہش نفس میں صرف نہیں کیا تو نے ایک عین کو اپنا قرب عطا کر کے خلاف سنت گذشتہ کی راہ اختیار کی اور مروان کو پانچواں حصہ جو حق العباد تھا لوگوں پر ظلم کر کے دیا اور اپنا کنبہ پالا اور قول منترجمہ ان اشعار کو تذکرہ شعر عرب میں مینے لکھا ہے، اور ایک بیہوشی تھا کہ بلوغ فدک جو میراث یوی فاطمہؓ کی تھا وہ مروان نے چھین لیا تھا یہ ایک باغ رسول اللہؐ کا تھا اور اسکو بنی فاطمہ نے رسول اللہؐ سے میراث میں پایا تھا۔ ابوبکر صدیقؓ نے روایت کی رسول اللہؐ صلعم سے کہ فرماتے ہیں پیغمبر خدا کہ ہم گروہ ہیں انبیاء کے جو ہم چھوڑیں، اسکا کوئی وارث نہیں بلکہ بیت المال کا حق ہے مینے صدقہ ہے۔ وہ باغ فدک مروان کے قبضہ میں اور اس کے بعد اسکی اولاد کی تصرف میں جب تک عمر بن عبدالعزیز حاکم ہوا رہا کیونکہ اسنے اس کے اہل و عیال سے چھین کر بہریت البیال میں ملا لیا تھا۔ درمیان اسی سال کے مقداد بن الاسود بھی فوت ہوا یہ شخص شیاع مروان ثعلب کا ہے مگر نسبت کیا جاتا ہے طرف اسود بن عبد یزید کے کیونکہ اسود مذکور نے ایام جاہلیت میں اسکو اپنا بیٹا کر لیا تھا اس واسطے مقداد بن الاسود مشہور ہو گیا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی کہ ادعوہم لا بانہم مینے پکارا آدمیوں کو ان کے باپ کے نام سے۔ اسوقت سے مقداد بن عمر کہنے لگے تھے۔ اور جنگ بدر میں سوار اس کے اور کوئی گھوڑے پر سوار نہ تھا بموجب ایک روایت کے اور ہمراہ رسول اللہؐ

اوسنے بہت مشاہدہ کیا ہے عمر اسکی شہر میں کی تھی۔

ابن شروع ہوا پینتیس سال بھری نبویؐ کا

درمیان اس سال کے ایک گروہ ملک سے آیا تھا کہتے ہیں کہ ایک نئے آدمی کی جمیت تھی
بعضے کہتے ہیں کہ سات سو تھے بعضے پانسویان کرتے ہیں اور اسبطر سے ایک گروہ کو قحہ سے اور
اسبطر ایک گروہ بقرہ سے آیا۔ مقرر کے لوگ آئے تھے اور کمی خواہش تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
مشد خلافت پر بٹھلانا چاہیے اور کوئی یہ چاہتے تھے کہ حضرت زبیر کو خلیفہ بنادیں اور کھڑا لے
یہ آرزو رکھتے تھے کہ ظلو کو امیر المومنین قرار دیں۔ اپنی اپنی خواہش لیکر داخل مدینہ ہو چکے ہیں
جمہور لوگوں کے داخل ہونے کے روز سے آیا۔ تو حضرت عثمان باہر گھر سے تشریف لگا اور ہمراہ لوگوں
کے نماز پڑھی بعد فراغت نماز منبر پر تشریف لیا کہ خطبہ سنایا اور اون گروہوں سے مخاطب ہو کر جو باہر
آئے ہوئے تھے یہ ارشاد کیا کہ اے لوگو سنو کہ اللہ ہی جانتا ہے اور باشندگان مدینہ ہی واقف ہیں
کہ تم لوگوں کو پیغمبر خدا نے لعنت کی ہے چنانچہ محمد بن سلمان الانصاری کھڑا ہوا اور اسے کہا کہ گواہی
اس بات کی داتی یہ لوگ ملعون ہیں یہ کہتے تھے ہی اون لوگوں نے حکم کیا اور سب کو جوش آیا چنانچہ
اونہوں نے آدمیوں کے پتھر مارنے شروع کئے حضرت عثمان کو لوگوں نے مسجد سے اونکے گھر پہنچا کر یوں کہ
ایک پتھر حضرت عثمان کے بھی ایسا سخت آگیا کہ منبر پر بیہوش ہو کر گر پڑے اونکو لوگوں نے اونکے
گھر میں پہنچایا۔ اور ایک جماعت باشندگان مدینہ نے حضرت عثمان سے مقابلہ کیا اونکو لوگوں
میں سعد بن ابی وقاص اور حسن بن علی بن ابی طالب اور زبیر بن ثابت اور ابو ہریرہ بھی تھے
اس اثنا میں حضرت عثمان نے ایک ٹکڑے کی زبانی اونکے پاس کہلا کر بھیجا کہ تم چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ
مراجمت کر گئے۔ جب یہ گروہ لوگوں کا ٹل گیا اور سوت حضرت عثمان مسجد میں تشریف لگا اور
تینیس روز تک ہمراہ لوگوں کے نماز پڑھی بعد ازاں اونکو مسجد میں بھی آنکی ممانعت بہ سبب خوف مفسدین
کے ہو گئی وہ جو سردار مقرر کے گروہ کا عاقبتی تھا اونے امامت کروائی اور لوگوں کے ہمراہ نماز پڑھائی
باشندگان مدینہ سب اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے تھے اور حضرت عثمان اپنے گھر میں جلوس دن تک بیٹھے
کہتے ہیں پچاس دن تک محصور رہے بعد ازاں علی کرم اللہ وجہہ حضرت عثمان کے پاس آئے اور صلح
کی کہ لوگ یہ کہتے ہیں مروان کو عہدہ منشی سے موقوف کیجئے اور عبد اللہ بن ابی سرح کو مقرر معزول
فرمائے حضرت عثمان نے مان لیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ لوگوں کو سبھا کر شہاد دیا اور وہ بات فرست
گذشت ہو گئی۔ بعد ازاں مروان پاس حضرت عثمان کے آیا اور سے کہا کہ یہ صلاح نیک نہیں ہے

آخر کار لاچار ہو کر ابن ابی سرح مصر سے موقوف کیا۔ اور محمد بن ابی بکر صدیقؓ کو حاکم مصر کا مقرر کر کے روانہ فرمایا اور محمد کے ہمراہ ایک گروہ مہاجرین اور انصار کا گیا۔ یہ لوگ تھوڑے روز رہ ہی میں گئے کہ ایک غلام نافذ سوار دشمنی دوڑاتا چلا آتا دیکھا وہ اون سے راہ میں بلا اوہوں نے پوچھا کہ کہاں جاتا ہے اون سے کہا کہ مصر کے حاکم کے پاس جاتا ہوں اوہوں نے کہا کہ مصر کا حاکم تو یہ ہے یعنی محمد بن ابی بکر صدیق۔ اون سے جواب دیا کہ نہیں یں دوسرے مال کے پاس جاتا ہوں جو محمد ابن ابی سرح کے پیسنکر اوہوں نے اوسکو پکڑ لیا اور ملاشی لی اوسکے پاس ایک نامہ خطلا او سپہ حضرت عثمانؓ ابن عفان کی مہر تھی اور اوس نامہ میں لکھا ہوا تھا کہ جہت یہ محمد بن ابی بکر موافق ہوا بیان کے تیرے پاس آوے اور تجھ کو کہے کہ تو معزول ہے تو قبول کرنا اور کوئی حیلہ کر کے اوسکو قتل کر ڈالنا اور اوس نامہ پر کچھ غلط کرنا جو یہ اپنے ہمراہ لایا ہے اپنی حکومت کرتا رہ یہ نامہ بیکھر محمد بن ابی بکر موافق ہوا بیان کے جو مہاجرین اور انصار یں سے تھے مدینہ کی طرف رجعت کر آئے اور سب صحابہ کو جمع کر کے وہ نامہ دکھایا۔ اور حضرت عثمانؓ سے بھی اسکا حال پوچھا اوہوں نے کہا واقعی تیر تو میری ہے اور میرے کاتب کا خط بھی ہے لیکن میں نے کھنکھنے کو امر نہیں کیا چنانچہ اس امر چٹا اوٹھائے اوسوقت ان لوگوں نے کہا کہ تروان کو ہمارے سپرد کر دو آپ نے مردان کو بھی سپرد کیا اس سبب سے اور زیادہ دشمنی اور کینہہ لوگوں کے دلوں میں بھا گیا اور کوشش اونکے قتل کرنے میں کرنے لگے حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے امام حسنؓ کو اور زبیرؓ نے اپنے بیٹے عبد اللہؓ کو اور طلحہؓ نے اپنے بیٹے محار کو واسطے نگہبانی کے کھڑا کر دیا اور کہا کہ سب کو انکے پاس سے ہٹا دو کسی کو اندر گھر میں گھسنے نہ دو یتیموں شخص آدمیوں کو روکتے تھے یہاں تک کہ حضرت امام حسنؓ بھی زخمی ہو گئے اور خون میں نلگے آخر کار یہ ہوا کہ وہ لوگ دیوار پر چڑھ کر حضرت عثمانؓ کے ہمسایہ کے گھر میں سے اونکے گھر میں جا کودے اونہیں محمد بن ابی بکر صدیقؓ بھی تھے وہاں جا کر انکو شہید کیا بروقت شہادت کے جناب عثمانؓ مروڑے تھے اور قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے یہ واقعہ جانکر اٹھارہویں تاریخ ذی الحجہ ۳۵ ہجری واقع ہوا اوہوں نے کل بارہ برس پانچ دن کم خلافت کی اور اونکی عمر میں اختلاف ہے کہتے ہیں کہ پچھتر برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ بیاسی برس کے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ نوے برس کے بعض اوقات کہتے ہیں اور تین روز تک عجزا زہ پڑا رہا کیوں کہ اون لوگوں نے کاٹنے نہ دیا۔ بعد ازاں

حضرت علیؑ نے حکم دیا کہ اسکو دفن کرو علیہ حضرت عثمانؓ کا یہ بیچ کی ماسک قد تھا خوبصورت چمپکے داغ چہرہ پر بڑی ڈاڑھی گندمگوں اہل فرامغ پر بال تھے اور ڈاڑھی کو کتر دیا کرتے تھے دو میٹوں پیڑیہ خدائے علاج کیا تھا اسید واسطے اؤکو ذوالنورین کہتے ہیں اور کلاب اونکے پاس مروان ابن الحکم بن العاص اونکے چچا کا بیٹا تھا اور قاضی اونکا جید بن ثابت تھا فضائل اونکے یہ ہیں کہ جیش العسفرہ کو بہت اونٹ مال کے اونھوں دیئے تھے۔ اور جب مجاہدین غزوہ تبوک میں بہت بھوکے تھے اوسوقت حضرت عثمانؓ نے اناج موافق گزارہ لشکر کے خرید کر کے خیر لد و کر بھیجے تھے جب سامان پاس پہنچا تو انکے پہنچانے حضرت نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے یہ دعا فرمائی تھی کہ اسے بار خدایا میں راضی ہوا ہوں عثمانؓ سے تو بھی راضی ہوا اوسے اور شیبہ وایت کرتا ہوں کہ عثمانؓ پیڑیہ خدائے پاس اپنے کپڑے اپنے اوپر ڈال کر گئے تھے رسول اللہؐ نے فرمایا کیوں جیا کروں میں اس شخص سے کہ جیا کرتا ہے اس سے ملایکہ یہ سبب مقتول ہونے حضرتؐ کے منت مساد کے دروازے کھل گئے۔

بیان اخبار خلافت حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کا

واضح ہو کہ نام ابوطالبؓ عبد منافؓ یہ صاحب علیؑ کے بیٹے ہیں جو رسول اللہؐ کی جد بزرگوار تھی اور والدہ حضرت علیؑ کی فاطمہ بنت اسدؓ ابن ہاشمؓ پر ہیں رضی علیؑ والد کی طرف سے بھی ہاشمی ہیں اور والد کی طرف سے بھی۔ جسروز حضرت عثمانؓ مقتول ہوئے اوسی روز حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ سے لوگوں نے بیعت کی مگر کیفیت بیعت میں اختلاف ہے بعض یہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ سول اللہؐ کے سب جمع ہو کر جنہیں طلحہ اور زبیرؓ تھے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ اگر کو خلیفہ مقرر کریں جناب علیؑ نے ارشاد کیا کہ مجھ سے پوچھنے کی حاجت نہیں حکومت اپنا کر لو گے میں بھی اوس سے راضی ہوں سب نے یہ عرض کی کہ ہم آپ کے کسی کو اختیار نہیں کرتے چنانچہ یہ کلام مکرر کر کے دفعہ ہوتی اور بیان کیا کہ آپ ہمارے نزدیک حقدار بھی زیادہ ہیں اور سب میں مقدم زیادہ یہ سبب حجت ایمان کے اور آپ ہمیں باکونی قریشی ہیں کاہی نہیں غرض کہ طلحہ بن عبد اللہؓ نے اولاً جناب ابی سکر بنیت کی مگر حضرت طلحہؓ کا چونکہ ہاتھ ٹھنڈا ہو گیا تھا اور مہمان چنگ سے کرا اور اہل و نہوں نے حضرت علیؑ کی بیعت کی اسکا سبب ابن زبیرؓ بھی کہا انا لہم رائدنا ایہا جن کیونکہ اہل حدیث نے بیعت کی وہ ہاتھ سے ٹھنڈا ہے یا مہیت تمام ہوا مسلول

نہیں ہوا پھر بیعت کی بعد ازان پیر نے بیعت کی اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر تم میری بیعت کرنا چاہتے ہو تب مجھ سے بیعت کرو اور اگر راضی نہیں ہو تو میں تم سے بیعت کروں دونوں کو کہا کہ نہیں ہم جی تم سے بیعت کرتے ہیں۔ ایک ایسے پیر کے بعد ان بیعت کے دونوں نے یہ طلب کیا کہ ہم نے تو اپنی جان کے خوف سے بیعت کر لی تھی پھر دونوں بھاگ کر چار مہینے بعد بیعت حضرت علیؓ کو کرم السد وجہ کے مکہ کو چلے گئے مگر سعد بن ابی وقاص کو لوگ ہاں سولائے حضرت علیؓ نے ارشاد کیا کہ میری بیعت کرو۔ اسے جواب دیا کہ جب سب آدمی بیعت کر لینگے اس وقت کرونگا اور قسم ہے خدا کی کچھ مجھ سے آپ کسی نوع کا خیال نہ لایو حضرت علیؓ نے ارشاد کیا کہ بہت بہتر۔ اور اسی طرح عبدالسدر بن عمر نے بیعت نہ کی اور انصار نے بھی بیعت نہ کی مگر چند شخصوں نے انہیں سے بیعت کی وہ ہیں حسان بن ثابت اور ابن کعب بن مالک اسلمہ بن مخملہ۔ اور ابوسعد الخدری۔ اور نعمان بن بشیر اور محمد بن سلمہ اور فضالہ بن عبید اور کعب بن عجرہ۔ اور زبید بن ثابت ان لوگوں کو حضرت عثمانؓ نے زکوٰۃ وغیرہ کے لینے پر متولی کر رکھا تھا اور سید بن زید اور عبداللہ بن سلام اور صہیب بن سنان اور اسامہ بن زید اور قدامہ بن مطعون اور عتبہ بن شیبہ نے ہی بیعتیں اٹھار لیں ان لوگوں کا نام مستزک کہا گیا کیونکہ انہوں نے بیعتیں بیکطرف شدن ہو جب یہ لوگ بیعت سے پھر گئے اور بیعت نہ کی اس وقت یہ لقب پایا نعمان ابن ابی شام کو وہ کرتہ خون آلودہ حضرت عثمانؓ کا اپنے ہمراہ لینا گیا تھا جب وہ کرتا خون آلودہ معاویہ کے پاس پہنچا اسے وہ کرتا دینے پر ڈالکر باشندگان ملک شام کو حضرت علیؓ کے مقابلہ اور مقابلہ کیواسطہ پر انگینہ کیا۔ چنانچہ اہل شام جن وقت وہ کرتا خون کا لہڑا ہوا دیکھتے بہت غصہ ہوئے۔ سوا اسکے اور روایتیں بھی حضرت علیؓ کی بیعت کے باب میں متقول ہوئی ہیں از انجملہ ایک یہ ہے کہ بعد حضرت عثمانؓ کے مقتول ہونے کے پانچ روز تک مدینہ بدون خلیفہ کے چڑھا۔ اور عائشہ امیر مہر والوں کا معاہدہ اپنے ہمراہیوں کے اس تلاش میں رہا کہ کس شخص کو خلیفہ بنا دیں جب کوئی ان کو نہ ملا کیونکہ حضرت طلحہ اپنے احاطہ میں تھے۔ اور سعد اور پیر یہ دونوں شخص مدینہ سے غل گئے تھے اور بنی امیہ میں سے کوئی نہ تھا وہ بھاگ گئے تھے اسلئے سب مصری حضرت علیؓ کے پاس آئے اپنے ان کو دیکھ کر بتلانی اس طرح کوئی لوگ حضرت زبیر کے پاس آئے۔ اور بقرہ والے حضرت طلحہ کے پاس ادھنوں نے بھی اسے کلام نہ کی۔ اور سب کے سب مجتہد اس باب میں مختلف تھے کہ کس کو خلیفہ بنا دیں آخرش حضرت علیؓ کی

خدمت میں آئے اور کہا کہ ہم بیعت آپ سے کرتے ہیں آپ نبیؐ کو خور کھینے کو کیا حال ہو رہا ہے اسلام کا اور کس حادثہ میں ہم مبتلا ہو رہے ہیں حضرت علیؓ نے نہ مانا اس میں منت اور سماجت اور الحاح شروع کیا اسوقت حضرت علیؓ نے انشاؤ کیا کہ یہ بات اگر نکلے منظور ہو تو میرا اختیار ہو گا جو چاہوں گا سو کر دے گا اگر تھے میرے حکم کی اطاعت نہ کی تو پھر میں بھی تم جیسا ہو جاؤ گا اس بات کے کہنے پر پھر الگ الگ ہو گئے اور اس امر کی مشورت کر کے رہے کہا کہ اگر طلحہ اور زبیرؓ بھی اس مشورہ بنی ناضل ہو تو بیعت مستقیم ہو جاوے یہ بات طھر اگر حکیم ابن عبد کو معریوں نے حضرت زبیرؓ کے پاس بھیجا اور اس کے ہمراہ چند آدمی بھی کر دیئے چنانچہ حضرت زبیرؓ کو تلوار سے ڈرا کر بچھلائے اور انہوں نے بکجرت کی اور حضرت طلحہ کے پاس اشترؓ کو مع چند نفر کے بھیجا وہ اونکو بھی لائے اور جب تک بیعت نہ کی نہ پڑ نہ چھوڑا جب جمع ہوئی وہ دن جمعہ کا تھا سب آدمی مسجد میں جمع ہوئے اور حضرت علیؓ منبر پر چڑھے اور کہا کہ لوگو مجھ کو اس امر خلافت سے باز رکھو سب نے کہا کہ یہ نکلے منظور نہیں چنانچہ اولا حضرت طلحہ نے بیعت کی اور کہا کہ میں بیعت کرتا ہوں ہجرا در ہاتھ حضرت طلحہؓ کا ٹھنڈا تھا لوگوں نے کہا کہ یہ امر تمام نہیں ہو گا قال بد ہوئی جیسا کہ اول عایت میں ہم ذکر کر چکے ہیں اور اہل مدینہ میں سے تمام ہما جبرین اور انصار میں سے سو آدمی ان مخصوص کے جنہوں نے بیعت نہیں کی جن کا نام اوپر گذرا ہے بیعت کی یہ روز جمعہ کا پچیسویں تاریخ ذالحجہ کی تھی اور ۳۵ ہجری میں یہ بیعت ہوئی پھر حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ دونوں مدینہ سے چلے گئے اور حضرت عائشہؓ سے جا ملے دو بیوی بارادرج تشریف لے گئے تھے اس زمانہ میں کہ جب حضرت عثمانؓ اپنے گھڑوں بھڑکے اور حضرت عائشہؓ بھی حضرت عثمانؓ سے کچھ نفرت رکھتے تھے ہمراہ اور شکرین کے لیکن نہ جانتے تھے کہ انجام کاریہ ہو گا جو ہوا اور بروقت مقتول ہوئے حضرت عثمانؓ کے حضرت ابن عباسؓ کہ میں تشریف لے گئے تھے پھر مدینہ میں بعد بیعت حضرت علیؓ کے تشریف لائے اور حضرت علیؓ کے مکان پر بوقت تشریف لے گئے تو انہوں نے متغیرہ میں شہرہ کو حضرت علیؓ کے پاس سے غلٹے ہوئے دیکھا ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ متغیرہ کیا کہتا تھا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ پہلے تو اسے یہ شورت دی تھی کہ معاویہ وغیرہ عامل عثمانیہ کو ابھی آپ معزول نہ فرمائیے اور اپنی جائے پادشکو مقرر رہنے دیکھے جب تک بیعت نہ کر لیں اور امر خلافت مستحکم نہ ہو جائے مینے اس بات سے انکار کیا تھا آج پھر آیا اور اسے کہا جو آپ کی رائے عالی ہیں آدھے وہ کہتے وہ ہی

میری رائے ہے۔ ابن عباسؓ نے بولے کہ اولاً تو آپ کو اسے نصیحت کی بات کہی بنی مگر دوسری دفعہ اسے
اولیٰ سوچائی اور مجھے نصیحت کی کیونکہ مجھ کو اس بات کا خوف ہے کہ شام کے باشندے نہ پھر جائیں
اور باوجود ظلم اور زبیر کی طرف سے میری چھاتی نہیں لگتی کہ وہ آپ سے نہ لڑیں اگر مجھے صلح لیجئے
تو میں یہ صلح دیتا ہوں کہ معاویہ کو ابھی آپ سے خوف اور معزول عہدہ حکومت شام سے نہ کیجئے کیونکہ
اگر اس نے آپ کی سمیت کرنی تو پھر ہر ایک کو چھو آپ چاہیں گے اور کٹھ ڈالنا معزول کر دینا کچھ کام نہیں
رکھتا حضرت علیؓ نے ارشاد کیا کہ قسم ہے خدا کی اس کو تلوار کے مزے کے سوا کچھ نہ دے گا۔ اس وقت
میں نے کہا کہ یا امیر المؤمنین آپ مرد شجاع ہیں صاحب نے نہیں ہیں حضرت علیؓ نے ہنسا کر کہا کہ تیری رسا
جب میں نہ مانتو تو مجھ کو میری اطاعت کرنی چاہیے تھے ان باتوں سے کیا کام۔ ابن عباسؓ فرماتے
ہیں کہ اس وقت میں کہا کہ جو آپ کا اچھا معلوم ہو وہ کیجئے ہم تو تاملدار ہیں۔ اور میرے مدینہ سے نکل کر

مکہ میں جا پہنچا۔ اب شروع ہوا چھتیسواں سال ہجری نبویکا

درمیان اس سال کے حضرت علیؓ نے اپنی طرف سے عامل اور حاکم مقرر کر کے اطراف اور بلاد کو روانہ فرما
اور علاء عثمانیہ کو معزول فرمایا۔ تفصیل اس حال کی یہ ہے کہ عمارت بن شہاب کو چھلایا کہ شخص ہاجرین
میں ہے کہ وہ کا عامل مقرر فرمایا اور عثمان بن حنیف انصاری کو قبرہ کی حکومت مرحمت ہوئی۔ اور عبداللہ
بن عباس کو ملک مین کا صوبہ کیا یہ شخص مشہور سخاوت میں ہے اور قیس بن سعد انصاری کو مقرر پر
منتہین فرمایا اور سہیل بن حنیف انصاری کو شام کا عامل کر کے روانہ فرمایا جبکہ شخص متحکم نبوک کے
پاس پہنچا وہ سچا عرب سہارا و سکوناہ میں ملے اس سے پوچھا کہ تو کون شخص ہے اس نے کہا کہ امیر ہوا
شام کا۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ کو سوا حضرت عثمانؓ کے کسی اور شخص نے بھیجا ہے تو اسے لے پیر پھر
جائیے اس نے کہا کہ کیا تم نے سنا نہیں حال حضرت عثمانؓ کا انہوں نے کہا کہ ہاں سن چکے ہیں
چنانچہ وہ اڑٹا چلا آیا۔ اور قیس بن سعد جو تھک چکا تھا وہ جاتے ہی والی ہو گئے مگر ایک فرقہ
عثمانیہ نے اس کی اطاعت منظور نہ کی اور کہا کہ جب تک قاتل عثمانؓ نہ مقتول ہو تب تک ہم کسی اٹھا
علیؓ منظور نہ کریں گے۔ اور عثمان ابن حنیف جب بصرہ میں گیا۔ ایک فرقہ نے اطاعت منظور کی ایک
مخالفت اختیار کی اور علامہ جب کوہ کو گیا اس کو طلحہ بن خویلد الاسدی چنے دعویٰ نبوت کا درمیان

خلافت حضرت ابوبکرؓ کے کیا تھا راہ میں اس نے کہا کہ اہل کفر اپنے امیر کا بدلہ اور خون کا عوض لینا چاہتے ہیں وہ بھی حضرت علیؓ کی خدمت میں مراجعت کر آیا اور کو قمبر ابو موسیٰ اشعری اول سے حکم تھا۔ اور عبداللہ بن کوثر یمن کے دہاں عامل بن مینہ تھا عبداللہ جاتے ہی عامل ہو گئے یعنی نے یہ چالاکی کی کہ سب محصول کار و پیہ اور جو موجود تھا سب کر مکہ کو بہاگ گیا اور حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ سے جاملادہ سب مال اس کے سپرد کیا۔

بیان حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کے جانیکا طرفہ کے

جب حضرت عائشہؓ مدینہ منورہ پہنچی کہ حضرت عثمانؓ نے شہادت پیا یا امر او پسر گراں گذرا اور درپے تلاش قاتل حضرت عثمانؓ کے واسطے قصاص کے ہوئیں اور حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ اور عبداللہ بن عامر اور ایک گروہ بنی امیہ کا سب عدا اور مددگار حضرت عائشہؓ کے ہوئے۔ اور ایک لشکر عظیم جمع ہو گیا بعد مشورہ کے یہ تجویز ہوئی کہ بصرہ پر جا کر اپنا غلبہ کر لینا چاہیے اور معاویہؓ ملک شام میں علیؓ سے سمجھ لیکار اتفاق سے عبداللہ ابن عمر بھی مدینہ کے مکہ میں آپہنچا تھا اس سے بھی انہوں نے کہا کہ آپ بھی ہمارے ہمراہ چلئے اس نے انکار کیا لیکن وہ سب ابوہ صہابیہ کا ہمراہ حضرت عائشہؓ کے قہر کو روانہ ہوا۔ اور علی ابن مینہ نے حضرت عائشہؓ کو ایک ونٹ جسکو عسکر کہتے تھے نذر دیا وہ اونٹ ایک دینار کی خرید تھا بھنے کہتے ہیں اسنی دینار کو خرید تھا چنانچہ حضرت عائشہؓ اس اونٹ پر سوار ہوئیں اور راہ میں درمیان ایک جگہ کے جسکو حجاب کہتے ہیں مقام کیا وہاں کے کتے ان لوگوں کو بھونکنے لگے حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ یہ کونسا چمٹہ ہے لوگوں نے بیان کیا کہ اسکو ماہ حجاب کہتے ہیں حضرت عائشہؓ نے پاؤں باندھ کر مچاٹ شروع کیا اور کہا کہ امان اللہ واما الیہ اجوں بیٹے سنا ہے رسول خداؐ اسے آپ فرماتے تھے اسوقت تمام بیویاں حضرت کی وہاں موجود تھیں کہ جب کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید کوئی بیوی تم میں ایسی ہو کہ اسکو حجاب کے کتے بہنکیں گے یہ کہہ اپنے اونٹ کے بد میں ایک لکڑی کی چوٹ ماری اور اسکو پھلایا اور حضرت عائشہؓ نے کہا کہ جبکو جلے دو قسم ہے خدا کی میں نبی ماء حجاب والی ہوں ہوں لوگوں نے حضرت عائشہؓ کا اونٹ ایک دن ایک رات بٹلارکھا۔ اور عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ کیا ام المؤمنین یہ بات جوٹ ہے اس چشمہ کا نام ماہ حجاب نہیں ہے

ہر چند وہ یہ کہتے تھے مگر حضرت عائشہؓ کو یقین نہ ہوا تھا غرض کہ وہاں سے جلدی سے کوچ کر کے بصرہ پر لڑائی کر کے اپنے مقصد میں کر لیا اور عثمان بن حنیف کو وہاں سے نکال دیا اس جنگ میں عثمان ابن حنیف کے مددگاروں میں سے چالیس آدمی مقتول ہوئے اور عثمان ابن حنیف کو پکڑ کر ڈارہی اور ہوئیں نوچکر قید کیا مگر پھر چھوڑ دیا۔

بیان سفر کرنے جناب علی مرتضیٰؓ کا طرف بصرہ کے

جبکہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو یہ خبر پہونچی کہ حضرت عائشہؓ مدظلہٗا در زبیر کے بصرہ کی طرف کوچ کر گئی ہیں اور سمعت حضرت علیؓ بھی چار ہزار باشندگان مدینہ اپنے ہمراہ لیکر بصرہ کی ہم پر تشریف لے گئے ان چار ہزار میں چار سو آدمی تو وہ تھے جنہوں نے حضرت علیؓ سے بیت نیچے ایک درخت کے کی تھی اور آٹھ سو انصار میں سے تھے اور علم بردار اس لشکر کا محمد ابو حنیفہ آپ کے بیٹے تھے اور حبشہ پر حضرت امام حسنؓ اور حبشہ لشکر پر حضرت امام حسینؓ اور سواروں پر عمار بن یاسر اور پیادوں پر محمد ابن ابوبکر صدیقؓ اور پیش خیمہ کا سردار عبداللہ ابن عباسؓ تھے یہ خود درمیان بیچ الاخرستہ ہجری کے ہوا تھا جبکہ حضرت علیؓ مقام ذی قار پہونچے اور سمعت عثمان ابن حنیف اور بنی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا امیر المؤمنین آپ نے مجھ کو ڈارہی سمیت بھیجا تھا اور میں امر و ہو کر ڈارہی پہونچا آ رہا ہوں حضرت علیؓ نے ارشاد کیا کہ مجھ کو اس کے عوض صواب اور بھلائی ملے گی اور ارشاد کیا کہ مجھ سے پہلے دو شخص ان لوگوں پر دالی ہو چکے ہیں اور انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ پر عمل کیا ہے جب تیسرا شخص ان پر دالی ہوا اس کے حق میں گفتگو کرتے رہے پھر مجھ سے بیعت کی اور طلحہ اور زبیر نے بھی اول بیت کی مگر پھر برگشتہ ہو گئے ہیں تعجب کرتا ہوں کہ یہ لوگ ابلی بکر رہے اور عمرؓ اور عثمانؓ سے تو متفق رہے اور علیؓ سے مخالف ہیں اس کا کیا سبب ہے قسم ہے خدا کی یہ دونوں جانتے ہیں کہ میں اول لوگوں سے جو اول گذرے کہہ کم رتبہ کا نہیں ہوں۔

بیان جنگ جمل کا

واضح ہو کہ درمیان اس جنگ کے اہل گندہ اہل کوفہ کا حضرت علیؓ کے ہمراہ ہوا۔ اور ایک گندہ حضرت

عائشہ - اور طلحہ اور زبیرہ کے ہمراہ ہوا اور ایک نے دوسرے پر چڑھائی کی اور نصف جمادی الاخرین
 ہذا میں درمیان ایک مقام کے جھکومتیہ کہتے ہیں مقابلہ ہوا لیکن حضرت زبیرؓ کو کھلبلا بھیجا کہ جھکومت سے
 کچھ کہنا ہے قبل از جنگ اور مقابلہ کے کہ تم میرے سامنے آؤ جو وقت میرے حضرت علیؓ کے مقابلہ میں
 آئے اور سوقت آپ نے ارشاد کیا کہ اسے زبیرؓ جھکومت بھی یاد ہے کہ ایک روز تو ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 درمیان بنی غنم کے گیا تھا پیغمبر خداؐ نے جھکومت دیکھ کر تبسم کیا تو نے یہ کہا تھا کہ حضرت ان میں کوئی بات
 موجب ضحک درہنسی کے ہے پیغمبر خداؐ نے ارشاد کیا کہ اے طلحہ اس میں کوئی بات ہنسی کی نہیں
 ہے تو اسکو دوست رکھنا اسوقت تو نے کہا کہ میں اسے محبت رکھتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ نہیں تو اس سے مقابلہ کر گیا اور اس پر ظلم کر گیا۔ اور تو نے یہ کہا کہ حضرت یہ نہیں ہو سکتا۔ زبیر
 یہ بات سُن کر کہنے لگا کہ قسم ہے جھکومت اب میرے ہرگز لڑائی نہ کروں گا کیونکہ قتل رسول مقبولؐ اب مجھکو
 یاد آگیا۔ حضرت زبیرؓ کے بیٹے نے اونے کہا کہ اسے باپ تو نے جو قسم حضرت علیؓ سے لڑنے کی کہی
 ہے اور سکا کفارہ ادا کر دے چنانچہ زبیرؓ رضی اللہ عنہ اپنے غلام سہی کو قتل کو آزاد کر کے جنگ کی اور دو
 جانب سے لڑائی ہونے لگی اور سوقت حضرت عائشہؓ اور منٹ پر چھا عام مسکریہ درمیان ہوڑ
 کے سوار تھیں اور یہ سب جناب وانبوہ آدمیوں کے وہ اونٹ مثل ایک شیلہ کے دکھلائی دیتا تھا آخر کا
 حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو شکست ہوئی۔ اور مردان ابن ابی الحکم نے حضرت طلحہؓ کے ایک ایسا نیز
 مارا کہ وہ شہید ہو گئے۔ یہ دونوں حضرت عائشہؓ کے ہمراہیوں میں سے تھے یوں کہتے ہیں کہ مروان
 بن الحکم نے حضرت عثمانؓ کے قتل کا بدلہ حضرت طلحہؓ سے لیا تھا کیونکہ اس نے حضرت عثمانؓ کے قاتلین
 کی مدد کی تھی اور زبیرؓ مدینہ کی طرف بھاگ گئے اور وہ اونٹ کے سپر حضرت عائشہؓ سوار تھیں اوکی
 باگ پر بیٹھ قتل کی گئی اور کہتے ہیں کہ جانبین سے بہت آدمی شہید ہوئے جبکہ جنگ جمل سامنے
 اس اونٹ کے ہو چکا اور سوقت علیؓ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ فرج کر ڈالو اس اونٹ کو چھتا پنچہ
 ایک شخص نے لیا کہ ہاتھ دیکھے ایسا مارا کہ وہ گر پڑا اور حضرت عائشہؓ اپنے ہودہ میں رات تک
 بیٹھی رہیں۔ آخر کو محمد بن ابوبکرؓ نے جو حضرت عائشہؓ کے بھائی ہیں اونکو بصرہ میں درمیان مکان
 عبد اللہ بن خلف کے اقامت دار اور حضرت علیؓ نے تمام مقتولین اصحاب قبل کی لاشوں کو دیکھلاؤ
 ان کے جنازہ پر کھڑے ہوئے کیا۔ جو وقت حضرت علیؓ نے دیکھا کہ طلحہؓ مقتول ہو گئے اور سوقت آپ نے

بحسرت فرمایا کہ انا لہ وانا الیہ راجعون۔ قسم ہے خدا کی مجھ کو برا معلوم ہوتا ہے کہ میں قریش کو کھینچا ہوا پاؤں اور حضرت طلحہؓ کے جنازہ کی نماز حضرت علیؓ نے پڑھی۔ اور نقل نہیں کی گئی کہ حضرت علیؓ نے مقتولین جنگ صفین کی جو شام کے لوگ تھے نماز پڑھی یا نہ پڑھی مگر جنگ جمل الوں کی نمازیں بیشک پڑھیں۔ اور حضرت زبیرؓ جنگ جمل سے بارادہ مدینہ کے تشریف لے جاتے تھے جبکہ بنی تمیم کے چشمہ پر پہنچے اور بجائے احف بن قیس بیٹھا ہوا تھا۔ احف کو لوگوں نے خبر دی کہ یہ حضرت زبیرؓ آتے ہیں۔ احف نے کہا کہ دونوں لشکروں کو بٹرا کر آپ بھلا آیا ہے اور بجائے عمرو بن جرموزؓ آجاشی نے جب اسکی کلام سنی وہ وہاں سے اٹھ کر زبیرؓ کے پیچھے ہولیا بہا شک کے فادی سبیل میں اسکو سوتا ہوا پا کر مارا کر اسکو سر حضرت علیؓ کی خدمت میں لیگیا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے ارشاد کیا کہ پیٹے سنا کہ رسول اللہؐ فرماتے تھے کہ قاتل زبیرؓ جہنمی ہے۔ یہ شخص جنگ سے یکسو ہو کر یاں ارادہ اسکا بیٹھا تھا تاکہ دریافت کرے کہ فتح کس کو ہوئی۔ اسوقت عمرو بن جرموزؓ نے یہ شعر پڑھتا تھا ترجمہ یہ ہے لایا میں سر زبیرؓ کا حضرت علیؓ کے پاس بامید انعام۔ انہوں نے بشارت دی مجھکو آگ کی قبل

ظاہر ہو چیکے پس میری ہے بشارت اور تحفہ میرے نزدیک قتل زبیرؓ اور گوزارنا پھر پدوڑی کا برابر ہے۔ بعد ازاں حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ تم مدینہ میں جا کر اپنے گھر میں بیٹھو چنانچہ وہ پوری رجب کا چاند دیکھ کر درمیان اسی سچے تشریف لے گئیں اور بہت لوگوں نے اونکی متابعت کی اور حضرت علیؓ نے ماجملج اور چوکھاؤ کو چاہیے تھا سب ہتیا کر دیا اور اپنے بیٹوں کو ارشاد کیا کہ ایک منزل تک تم یا کر اوکو پہنچاؤ چنانچہ حضرت عائشہؓ کو شریف کو تشریف لے گئیں اور اس سال کاج اوکر کے مدینہ کو مراجعت فرمائی کہتے ہیں کہ تعداد مقتولین کی جو بروز جنگ جمل فریقین سے مارے گئے تھے دس ہزار تھی اور حضرت علیؓ نے بقرہ پر عبد اللہ ابن عباسؓ کو حاکم مقرر کیا اور آپ کو فد کو تشریف لے گئے وہاں کا انتظام کر کے تمام عراق اور مصر اور یمن اور حریمین اور خراسان و شام کے سب انتظام کر لیا اور ملک شام میں مکتوبہ تھا وہاں کے باشندے اس کے تابعدار تھے اسلئے حضرت علیؓ نے جریر بن عبد اللہ ابجلی کو بایں ارادہ بھیجا کہ معاویہ سے بیعت کا اقرار کر دے اور اسے یہ کہیے کہ جن بیعت میں سب مہاجر اور انصار داخل ہو چکے ہیں وہ بھی داخل ہو چنانچہ سب انصار حضرت علیؓ کے جزیر مکتوبہ کے پاس گیا مکتوبہ نے بیعت کرنے میں درنگ کی یہاں تک

عمر بن العاص فلسطین سے معاویہ کے پاس آگیا۔ ان ایام میں عمرو بن العاص میں ہوتا تھا۔ اوس نے
 آکر دیکھا کہ اہل شام متفق اس بات پر ہیں کہ حضرت عثمانؓ منی اللہ عنہ کے خون کا عرصہ لینا چاہیے۔ عمرو
 نے اوان لوگوں کو کہا کہ تم حق پر ہو اور معاویہ سے یہ شورت کی کہ حضرت علیؓ سے میں اور زودہ نوں
 متفق ہو کر جنگ کریں لیکن اس میں یہ شرط ہو کہ جب تیری فتح ہو تو مجھ کو مہر کا حاکم کر دینا اوس نے
 منظور کیا اوسوقت میں منولی مقرر قیس ابن سعد بن عبادہ حضرت علیؓ کی طرف تھا جیسا کہ ہم اوپر ذکر
 کر چکے ہیں کہ ایک فرقہ عثمانیہ نے اوسکی اطاعت منظور نہ کی تھی وہ لوگ ایک گالوں میں جھک کر رہتا کہتے
 ہیں اور قریب شہر مہر کے واقع ہے جا رہے تھے اور قیس مذکور تیز عقل تمام عربوں میں تھا اوسنے دیکھا
 کہ مصلحت یہ ہے کہ اسے کچھ تعرض نہ کرو اور لڑائی کرنی مناسبت نہیں نا کہ یہ لوگ معاویہ سے نہ ملجائیں
 اور معاویہ نے قیس مذکور کو چند خط اس طرز کے لکھے کہ میں تجھ کو بہت بڑا اختیار اور اقتدار دوں گا
 تو مجھ سے ملجا اور متفق ہو جا اوسنے ہرگز نہ مانا تب معاویہ ایک چھوٹا خط اوسکی جانب سے بنا کر لوگوں
 کے سامنے پڑھا اور یہ لوگوں کو بخلا دیا کہ قیس مذکور مجھ سے ملنا ہوا ہے چنانچہ اسبواسطے اوس نے
 ادن لنگوں سے جو اس کے فرمانبرواری سے خارج ہو کر رہتا ہیں جا رہے ہیں کچھ تعرض نہیں کیا اور کسی
 سے لڑائی نہیں کی یہ خبر حضرت علیؓ کے پاس پہنچی اوہوں نے قیس مذکور کو مقرر سے معزول فرما کر بجائے
 اوسکی محمد ابن ابی بکرؓ کو حاکم مہر کا مقرر کر دیا وہ مقرر پہنچے اور قیس معینہ میں آیا اور حضرت علیؓ رض
 سے ملاقات کی اس سبب سے جنگ صفین پر ہی قیس مذکور نے سب لاپنا جو معاویہ کے ہمراہ گذرا
 تھا بیان کیا جب حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ یہ شخص معینہ کہتا ہے۔ اور قیس مذکور حضرت علیؓ اور حضرت
 امام حسن کے ہمراہ اسطرح رہا تھا یہاں تک کہ خلافت معاویہ کو سپرد ہوئی اور محمد بن ابی بکرؓ جب مہر
 میں گئے اور اوسکے منولی ہوئے اوسوقت قیس نے اونکو یہ وصیت کر دی تھی کہ اہل خرتبا سے تم متعرض
 نہ ہونا۔ اوہوں نے نہ مانا اور ایک قاصد کی زبانی باشندگان خرتبا کے پاس یہ پیغام لکھ کر بھیجا کہ
 یا تو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی سیبت اختیار کرو اور نہیں مہر کی زمین سے نکل جاؤ اوہوں نے یہ
 جواب دیا کہ ہم بیعت نہیں کرتے اور ہمارا بھی مہلت دو دو گاہیں کہ انجام کار کیا ہوتا ہے۔ اوسنے اٹھکلیا
 اور نہ مانا۔

بیان جنگ صفین کا

جبکہ عمر و مذکور بالا معاویہ کے پاس گیا اور حضرت علیؓ سے لڑنے کا ارادہ ہوا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور سوقت جریر بن عبداللہ البجلی حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سبب حال و سنے کہا حضرت علیؓ نے کوفہ سے معاویہ پر خروج کیا۔ اور معاویہ اور عمرو شام کی فوج لیکر حضرت علیؓ کی طرف چلا لیکن معاویہ دیر سے چونکہ چلتا تھا اسلئے دونوں جانب کے لشکروں کا مقابلہ صقیں میں ہوا لیکن ابھی کچھ لڑائی نہ ہوئی تھی کہ سلسلہ ہجری پڑھ چکا اور ہنوز رزاول رہا۔

ابن شروع ہوا سینتواں سال ہجری نبویؐ کا

واضح ہو کہ درمیان اس سز کے دونوں طرف لشکر کی صفیں لڑی ہوئی تھیں اور تمام ماہ محرم بھی گذر چکا تھا کہ لڑائی نہ ہوئی اور غلط و کتابت جانین سے آتی تھی مگر کچھ انتظام نہ ہوا اور مراسلات سے کچھ کام نہ نکلا۔ مختصر ماہ صفر کے شروع ہونے ہی جنگ ہونا شروع ہوا اور بہت لڑائیاں ہوئیں کہتے ہیں کہ نو سٹ لڑائیاں صقیں میں واقع ہوئیں اور ایک سو دس روز جانیں کا قیام اور سجاو رہا اور شام کی طرف سے پنتالیس ہزار آدمی مارے گئے اور اہل عراق کے پچیس ہزار شہید ہوئے اور مفتولین میں چھپیں آدمی تو جنگ بدر کے تھے اور حضرت علیؓ نے اپنے اصحاب کے بتا کر کہا تھا کہ جب تک طرف ثانی کو لڑنا ہوا نہ دیکھو ہرگز نہ لڑنا اور بجائے کو قتل نہ کرو۔ اور ان کے مال میں سے کچھ نہ لو اور کبھی نہ نہ کھولو۔ حارثہ کہتا ہے کہ میرا ارادہ بہانہ کا جنگ صحیق میں ہو گیا تھا لیکن مجھ کو اس الاطمانہ کا ایک شعر یاد آ گیا اسلئے میں ثابت دل درستی میں ہو گیا اوس شعر کا ترجمہ یہ ہے۔ انکار کرتی ہے بہت میری اور جیسا میری اور توجہ ہونا میرا اور شجاع طاقت ور کے۔ اور دنیا مال اور پیرے کام کے اور خریدنا حر کا قیمت و بکرا و قول میرا یہ کہ جبکہ برا لگینہ ہوا اور جوش زنی کرے نفس میرا وہ کار کر کیونکہ یا نہ میری تعریف ہوگی یا راحت پاو گیا اوس سچ سے۔ اور عمار بن یاسر حضرت علیؓ کی طرف ہو کر خوب لڑے انکی عمر کچھ اوپر نوے برس کی تھی اسید واسطے حربہ بوسٹے ہاتھ میں کل پنتا تھا اور فرماتے تھے کہ یہ وہ علم ہے جس سے ہمراہ رسول اللہ کے تین دنو لڑا ہوں۔ اب یہ چٹھی لڑائی ہے اور ایک دودھ کا پیالہ مامکا اور پیلا اور کہا کہ سچا ہے اللہ اور اس کے رسول نے کہ آج کے روز تجھیں عمار اور اس کے کہنے کو چھو دینے اور کہا ہے رسول اللہ نے اخیر رزق میرا دینا میں وہ وقت آئینہ ہے اب مجھ کو معلوم ہوا

میں شہید ہو گا۔ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر جلد جلد باواز بلند یہ فرماتے تھے کہ ہم جنگ کرتے ہیں تم سے ناویل قرآن پر چلے کہ ہم لڑتے تھے تم سے بروقت نازل ہونے قرآن کے یعنی حبیباً کہ تم انکار کرتے تھے نزول قرآن کا حال کفر میں اور موت ہم تم سے لڑے تھے اب ہم تم سے اس واسطے لڑتے ہیں کہ باوجود ہونے کے تم نہیں مانتے اور خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں اختلاف کرتے ہو۔ عمار مگرتا وقت شہادت لڑائی کے۔ اور ایک حدیث متفق علیہ میں یہ آیا ہے کہ رسول اللہ ص نے ارشاد کیا کہ عمار ایک فہم قد باغی سے لڑ چکا کہتے ہیں کہ قاتل عمار یوحنا وہ ہے اُسے ایک نیزہ اونکے مارا وہ زمین پر گر پڑے اور ایک درخت کا کھڑا کھڑا کھڑا کر کے گیا اور دونوں جھگڑتے ہوئے عمرو اور معاویہ کے پاس آئے ہر ایک شخص ان دونوں میں سے بائید انعام کہتا تھا کہ بیٹے اوسکو قتل کیا ہے معلوم یہ ہے جواب میں کہا کہ تم دونوں جہنمی ہو جب وہ دونوں چلے اور وقت معاویہ نے عمرو سے کہا کہ حبیباً آج کے روز میں معاملہ بچھنے میں آیا ہے ایسا کہی میں نہیں دیکھا کیونکہ لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ ہماری عرض کو نہیں جانتے اپنی جان اور اموات لاطالیہ میں خرچ کرتے ہیں عمرو نے کہا سچ ہے یہی بات ہے قسم خدا کی تو جانتا ہے میں اگر آج کے روز سے میں برس پہلے مرجانا تو خوب ہوتا جبکہ حضرت عمار مقتول ہو چکے اور موت حضرت علیؓ نے بارہا ہزار جوان منتخب کر کے معاویہ کے لشکر پر حملہ کیا اور وقت یہ حالت ہوئی کہ تمام لشکر شام کی صغیر شکستہ ہو گئیں اور حضرت علیؓ فرماتے جاتے تھے کہ قتل کرو نکالیں ان سب کو اور محکو معاویہ بڑی آہٹ کے والا پٹیل دیکھائی نہیں دیتا پھر آپ نے باواز بلند پکار کر کہا کہ اے معاویہ خلق اللہ کا کیوں خون کروا رہا ہے آؤ ہم تم دونوں لڑیں اگر میں چمکوں مار ڈالوں گا میری خلافت رہی اگر تو نے مجھکو مار ڈالا تو بادشاہ ہو جاوے گا عمرو نے شکر معاویہ سے کہا کہ نیزہ چھڑا کر بیٹے نے انصاف کی بات کہی ہے۔ معاویہ نے کہا کہ کیا خاک انصاف کیا وہ جانتا ہے کہ جو شخص اس سے لڑا ہے وہ کسی فتح نہ نہیں ہوا بلکہ اسے قتل ہی کر ڈالا ہے عمرو نے کہا کہ پر لڑائی چھوڑے مجی نہیں بنتی معاویہ نے کہا کہ میں تو خلافت اپنے بعد چاہتا ہوں۔ پر لیلیٰ التہریر کو مشابہ لیلیٰ القادسیہ کی ایک لڑائی ہوئی یہ رات جمعہ کی تھی صبح تک لڑائی رہی روایت کی گئی ہے کہ حضرت علیؓ نے اس رات میں چار سو تکیہ سیر کی ہیں اور عادت سے اونکے یہ بات تھی کہ جب کوئی مقتول ہوتا تھا تو ایک تکیہ کہا کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید چار سو آدمی مقتول ہوئے یہ لڑائی روز جمعہ کے دوپہر دو بج

ہوا کی گراشتر خوب لڑا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے مخالفین کے لشکر تک پہنچ گیا اور حضرت علیؑ کے آدمیوں نے مدد اوسکو دی۔ جب عمرو نے دیکھا کہ معاملہ دیگر گون ہوا اور حضرت علیؑ کے مبارز غالب ہو جاتے ہیں اوسوقت قرآن شریف نیزوں پر رکھ باواز بلند کہا کہ یہ کلام اللہ ہے درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے جب اہل عراق نے دیکھا کہ قرآن شریف نیزوں پر رکھے ہوئے ہیں اوقت حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ آپ قرآن شریف کو نہیں مانتے۔ حضرت علیؑ نے ارشاد کیا کہ تم اپنے صدق اور حق پر اپنے دشمنوں سے لڑے جاؤ کیونکہ عمرو اور معاویہ اور ابن ابی سہحہ اور ابن ابی سرح اور صخاک بن قیس یہ لوگ دیندار نہیں ہیں اور نہ صاحب قرآن ہیں اس اونکو خوب جانتا ہوں تم اتنا نہیں جانتے افسوس ہے کہ تم لوگ نہیں سمجھتے اونہوں نے فریب دینے کو قرآن شریف نیزوں پر بلند کئے ہیں اور لوگوں نے جواب دیا کہ آپ ہکو قرآن شریف سے معرِف کرتے ہیں ہم تو نہیں مانتے حضرت علیؑ نے ارشاد کیا کہ میں ان لوگوں سے اس واسطے لڑتا ہوں تاکہ یہ دیندار ہو جاویں اور خدا کے حکم کو مانیں کیونکہ اونہوں نے موافق حکم خدا کے عمل نہیں کیا بلکہ نافرمانی کر رہے ہیں۔ اوسوقت مسود بن فک تیمی اور زید بن حصین اطالی جو اوس گروہ میں موجود تھے جبکہ لقب خارجی مقرر ہوا اونہوں نے کہا کہ یا علیؑ قرآن کو ماننا چاہیے جب قرآن پیچ میں آگیا اسوقت انکار نہ کیجئے واللہ ہم مخالفین کے حوالہ آپ کو موافق کے ہمراہیوں کے کرو بیگے اور جو حال حضرت عثمان ابن عفان کا کیا ہے ویسا ہی آپ کا کریں گے حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ اگر تمکو میری اطاعت منظور ہے تو جنگ کرو اور اگر نہیں مانتے تو جو تمہاری رائے میں آیا ہے دیکرو۔ اونہوں نے کہا کہ آپ ایک آدمی اپنا بیگرا شتر کو بلو ایجئے چنانچہ ایک شخص کو حضرت علیؑ نے شتر کے پاس بھیجا دے جا کر کہا کہ جناب علیؑ مر تھی تمکو بلاتے ہیں شتر نے کہا کہ یہ ساعت اس مقام سے ٹٹنے کی نہیں ہے چنانچہ قاصد مراجعت کر کے حضرت علیؑ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یہ حال ہے۔ اسی اثنا میں آمازیں اور شورا شتر کی طرف سے برپا ہو اوس فرقہ باغیہ نے کہا کہ آپ نے اوسکو جنگ کا حکم دے رکھا ہے اور آپ بلا نہیں لیتے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تم دیکھتے نہیں ہو تمہارے سامنے قاصد صبح چکا ہوں اور جو اوسکو مینے کہا کہ بھیجا ہے تم ہی سنتے ہی تھے۔ فرقہ باغیہ کے لوگوں نے ہاکہ پر آدمی اوسکے بھانے کو بھیجے تاکہ وہ آپ کے پاس چلا آوے نہیں تو ہم آ

معزول کر دیں گے۔ فاصداً فتنہ کے پاس گیا اور جا کر سب حال سے مطلع کیا۔ اشتہر نے یہ سن کر کہا کہ میں جانتا تھا کہ قرآن شریف اٹھانا اختلاف ڈال دیکھا اور یہ شور کسی حرامزادہ کا ہے۔ چنانچہ فتنہ حضرت علیؓ کے پاس گیا اور کہا کہ اوہوں نے فریب دیا اور سب فریب میں گئے۔ اس فرقہ کو جو جنگ کرنے سے باز رہے تھے چند قاری تھے اوہوں نے معاویہ سے پوچھا کہ کس واسطے تم نے قرآن شریف اٹھائے ہیں اوہ نے کہا کہ ایک حکم اپنی طرف سے تم قائم کرو اور ایک حکم ہم اپنا کھڑا کرتے ہیں اور ان سے کہیں کہ جو کتاب اللہ میں ہے تم دو نو نصف اور سپر عمل کر کے متفق ہو جاؤ جو وہ دونوں نصف متفق ہو کر حکم کریں وہ ہم بھی مانیں اور تم بھی مانو۔ اس وقت اشعث ابن قیس جو بڑا خارجی ہے حاضر تھا اوہ نے کہا کہ ہم تو موسیٰ اشعری سے راضی ہیں۔ حضرت علیؓ نے ارشاد کیا کہ پہلے تو تم نے میرا عصیان کیا اب تو عصیان نہ کرو کیونکہ میری صلاح اباموسیٰ اشعری کے منصف مقرر کر چکی نہیں ہے اوہوں نے کہا کہ ہم اس سے راضی ہیں اور کسی سے راضی نہیں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وہ شخص نفقہ نہیں ہے کیونکہ وہ مجھ سے جدا ہو کر اور آدمیوں کو الگ کر کے بھاگ گیا یہاں تک کہ امن دیا بیٹے اسکو بعد کتنے مہینوں کے لیکن ابی عباس بہتر ہے اس سے اوہوں نے جواب دیا کہ ابن عباس و نکلے چپا کا بیٹا ہے ہم ایسا شخص چاہتے ہیں کہ آپ سے اور حاکم سے اسکو نسبت برابر ہو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اشتہر کو مقرر کرو اسکو بھی اوہوں نے مانا لایا ہو کہ حضرت علیؓ نے اوجھل کہنا مانا اور اباموسیٰ منصف اور دہر کا۔ اور عمرو بن العاص بن ابیجہل معاویہ کی طرف سے مقرر ہوا یہ دونوں حکم حضرت علیؓ کے سامنے حاضر ہوئے اور اقرار نامہ اس معاملہ کے تصدیق ہو گیا عبارت اس اقرار نامہ کی یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ اقرار نامہ ہے کہ جس پر فہم لکھا امیر المومنین علیؓ نے اتنی ہی عبارت لکھنے پائے تھے کہ عمرو نے کہا کہ یہ امیر تمہارے ہیں ہمارے نہیں میں جنت نے کہا کہ لفظ امیر المومنین کا محو نہ کرو۔ اشتہر بن قیس نے کہا کہ محو کیا جائے چنانچہ حضرت علیؓ نے مان لیا اور کہا کہ بہائی امیر المومنین کا لفظ نہ لکھو۔ یہ کہہ کر حضرت علیؓ نے کہا کہ اللہ اکبر آج کے روز مشاہدہ ہوا میں درمیان سنت رسول کے کیونکہ تم ہے خدا کی میں بھی جگہ صیہ کے روز رسول کی طرف سے اقرار نامہ لکھنے بیٹھا تھا یہ عند رسول اللہ لکھا تھا کفار نے کہا کہ آپ رسول اللہ نہیں ہیں آپ

اپنا نام لکھنے اور اپنے باپ کا نام لکھ کر دیکھے اور سوقت پتیر خدا نے مجھ کو ارشاد کیا تھا کہ محکروں
 میں عرض کی کہ یا حضرت مجھ کو اپنی طاقت نہیں کہ میں محکروں آپ کے ارشاد کیا کہ مجھ کو کہلاؤ
 میں نے دکھلایا آپ نے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور مجھ سے فرمایا کہ مجھ کو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آویگا
 تو یہی یہی بانیگا۔ عمر نے کہا کہ سبحان اللہ آپ بلکہ کفار سے تشبیہ نہ دیتے ہیں اور حالانکہ ہم مسلمان ہیں
 حضرت علی رضی نے فرمایا کہ اسے نافرمانی و تہوار کے بچے اب تک تو فاسقوں کا سردار اور مسلمانوں کا دشمن نہیں
 ہوا۔ عمر نے کہا کہ قسم ہے خدا کی ایسے میں آپ کی مجلس میں کہنی آدھکا حضرت علی رضی نے فرمایا کہ میں خدا
 سے چاہتا ہوں کہ تیری صورت پر کدورت سے اپنی مجلس میں ہا کہوں تجھے حیدروں کو نہ بیٹھنے
 دوں۔ بعد ازاں کاتب نے وہ اقرار اس طرح لکھا کہ یہ وہ اقرار نامہ ہے جو علی بن ابی طالب اور
 معاویہ بن ابی سفیان قاضی علی رضی کے نے جو اہل کوفہ پر مقرر رہے مٹا پنے ہمارے ہوں اور قاضی معاویہ
 کے نے جو اہل شام پر مقرر رہے مٹا پنے ہمارے ہوں کہ یہ کہتا ہے کہ جیتے ہیں حکم اللہ اور کتاب اللہ کو
 زندہ کرینگے وہ جو زندہ کیا خدا نے اور نہ مائیں گے وہ جو منع کیا خدا نے۔ یہ دونوں منصف بنے
 ابو موسیٰ الاشعری۔ عبد اللہ ابن قیس۔ اور عمر بن القاص جو کچھ خدا کی کتاب میں پاویں گے اوپر
 عمل کریں گے اور اگر کتاب اللہ میں نہ ملا اور سوقت سنت عادلہ کی طرف رجوع کریں گے۔ اور دونوں
 منصفوں نے حضرت علی رضی اور معاویہ سے اور دونوں لشکروں نے وثیقہ اس مضمون کے لکھوائے
 کہ مجھ کو اور ہمارے اہل عیال کو کوئی نہ مار ڈالے اور امت رسول اللہ ہماری مددگار ہو جو ہم ثابت
 کر کے مقرر کریں اس کی تعمیل جلد ہو دونوں منصفوں نے اس کا فیصلہ رمضان شریف سال آئندہ
 پر رکھا اور یہ بھی اونکو اختیار رہا کہ اگر اور مہلت چاہیں تو وہ بھی جانیں سے ملے یہ اقرار کیا
 چار شعبہ کے روز تیرہویں تاریخ سفر ۳۷ ہجری کو قلمبند ہوا اور یہ وعدہ ٹھہرا کہ حضرت علی رضی
 اور معاویہ مقام دوختہ المہمل میں دونوں درمیان رمضان شریف اس مقام میں جمع ہوں اور دونوں
 کے واسطے مقرر ہوا تھا اگر ملاقات کریں یہ دونوں مجتمع نہ ہوں اسجائے تو سال آئندہ میں
 درمیان اور حج کے مجتمع ہوں اسلئے حضرت علی رضی طرف عراق کے تشریف لے گئے اور کوفہ میں
 آئے اور حاجی لوگ آپ کے ہمراہ کوفہ ملیں آئے وہیں سے علیہ ہو گئے تھے پہر اسی سال میں
 حضرت علی رضی نے موافق وعدہ چار سو آدمی کا سردار اباموسیٰ اشعری کو مقرر کر کے روانہ کیا

اور ان میں عبد اللہ ابن عباس بی بی تھے اور حکم دیا کہ انکے ہمراہ نماز پڑھنا اور حضرت علی رضی خود تشریف نہ لائے۔ اور معاویہ نے عمرو بن العاص کو ہمراہ چار سو آدمی کے روانہ کیا۔ بیچے سے آپ بھی اگر مقام اذرج پر مل گیا اونکے ہمراہ عبد اللہ ابن عمر اور عبد اللہ بن الزبیر اور سبیرہ بن شیبہ تھے۔ وہ دونوں حکم جو مقرر ہوئے آکر آپس میں ملے۔ عمرو نے اباموسیٰ سے کہا کہ میرے نزدیک معاویہ کا خلیفہ ہونا بہتر ہے اونکے کہا کہ یہ کیسی نہ ہوگا۔ تمام مہاجرین اولین کو چھوڑ کر اسکو میں خلافت کا والی بناؤں یہ نہ ہوگا۔ ابوموسیٰ نے عمرو سے کہا کہ عبد اللہ ابن عمرو بن الخطاب کے نام خلافت مقرر کی جائے تو یہ میرے نزدیک بہتر ہے اسکا عمرو نے انکار کیا۔ پھر عمرو نے پوچھا کہ اب آپکی کیا صلاح ہے اباموسیٰ نے کہا کہ اب یہ تجویز ہے کہ حضرت علی رضی اور معاویہ دونوں کو خلافت سے موقوف کرو اور لوگوں کی مصلحت اور مشورت پر یہ امر ٹھہرا دو جسکو مسلمان پسند کریں وہ خلیفہ مقرر ہو۔ عمرو نے کہا کہ یہ رائے میرے بھی پسند ہے۔ بھان اللہ کہنا اچھی تدبیر آپنے نکالی ہے یہ بات ٹھہر کر دونوں لوگوں کے سامنے آئے اور بجائے بہت آدمی مجتمع ہوئے۔ تھے ابوموسیٰ نے کہا کہ ہم دونوں منصفوں کی رائے اس بات پر متفق ہو گئی ہے کہ جس امر میں بہتری اس امت کی ہو وہ کرنا چاہیے۔ عمرو نے کہا سچ ہے ذرا آگے بڑھ کر بیان کیجئے جب وہ آگے آئے اور بجائے اونکو عبد اللہ ابن عباس ملے اور انہوں نے ارشاد کیا کہ اے اباموسیٰ مجھکو ظن غالب یہ ہے کہ تو فریب میں آگیا اور اگر تمہاری دونوں کی رائے ایک بات پر متفق ہو گئی ہے تو عمر دو آگے کر اور کہہ کہ پہلے وہ لوگوں کو سنائے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جب تو وہ رائے بیان کر دیکھا چھپے سے بیٹری مخالفت بالضرور کرے گا وہ رائے متفق علیہ نہ مانے گا۔ ابوموسیٰ نے نہ مانا اور کہا تا کہ ہم متفق ہو گئے ہیں اور رائے ہماری دونوں کی ایک ٹھہر گئی ہے شکر ہے خدا اور ثنا ہے اوسکی یہ بیکرا اباموسیٰ کہنے لگا کہ اے لوگو ہماری رائے میں کوئی بہتر امر اس امت کے واسطے سوائے اس امر کے چہرے ہم دونوں کی متفق ہو گئی ہے اور کوئی خیال نہیں آتا وہ بات یہ ہے کہ حضرت علی رضی اور معاویہ دونوں کو خلافت سے برطرف کر دو تم لوگ سب اس بات کو قبول اور منظور کرو اور جس شخص کو تم چاہو خلیفہ مقرر کرو اور میں نے تو علی رضی اور معاویہ دونوں کو ہیبت سے خلع کیا اب تم سب مانو اور جسکو چاہو پسند کرو اور مناسب

جانتو کہ وہ لایق اس امر کے ہے اور سکو خلیفہ تجویز کر لو یہ کہہ کر ابو موسیٰ علیحدہ ہوئے عمر و منصف دویم اس کے قایم مقام کھڑا ہو کر اللہ کی حمد اور ثنا کر کے یہ بیان کرنے لگا کہ اسے لوگوں نے سنا جو اس شخص فی کہا اس نے اپنے صاحب یعنی ہیرالمونین علیؓ کو خلافت سے برطرف کیا اور میں ہی اس کے صاحب جیسا کہ اس نے برطرف کیا برطرف کرتا ہوں۔ اور مقرر کرتا ہوں اپنے صاحب کو یعنی تمام یہ کہہ کر یہ مقرر کیا ہوا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے اور اس کے خلیفہ کا طالب ہے اور سب آدمیوں سے زیادہ حق رکھتا ہے اس کے قایم مقام ہونے کا ابو موسیٰ نے اس وقت خفا ہو کر بدو عادی اور بیان کرنے لگا کہ اسے عمر تو نے مجھ سے فریب کیا تو گنہگار ہوا۔ یہ کہہ کر وہ تو سوار ہو کر مکہ کو چلے گئے بہ سبب جیسا صحابہ کے مدینہ کو نہ گئے۔ اور عمر اور اہل شام طرف ہجرت کے چلے گئے اور معاویہ کے خلیفہ ہونے کو سب نے تسلیم کر لیا۔ اسی روز سے حضرت علیؓ کے ہرام میں ضعف ہو گیا اور معاویہ کو قوت اور توانائی حاصل ہوتی گئی۔ جبکہ خارجیوں نے حضرت علیؓ کی بیعت خلافت کا انکار کیا اس وقت آپ نے اذن سے دعویٰ حق کا کیا اور انہوں نے نہ مانا اور جو خاصہ حضرت علیؓ کا اس کے پاس جانا اس کا سر کاٹ ڈالنے یہ خارجی چار ہزار آدمی تھے حضرت علیؓ نے ان کو وعظ اور پند کرنی شروع کی اور جنگ و جدال سے منع ہوئے لیکن یہ پند سود مند نہ ہوئی اور ایک جماعت اوتن سے متفرق ہو کر عہد اللہ ابن ابی طالب کے ساتھ رہی اور نمر دی پر رہا کی یہاں تک کہ لڑ کر سب ماری گئے اور حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے سو اٹھاس آدمیوں کے کوئی شخص شہید نہیں ہوا۔ اول یزید بن نویرہ ہے یہ وہ شخص ہے جو پیغمبر خدا کے ہمراہ جنگ احد میں حاضر تھا۔ جب حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اپنے کی طرف مراجعت فرمائی تب آپ نے لوگوں کو معاویہ پر چڑھائی کے واسطے بلا لگیتے کیا لیکن ان کی دست پست ہو گئی تھی سب نے کہا کہ بالفعل ہم لڑتے ہوئے آئے ہیں جب آرام کر لیں گے بعد تسکین طینان خاطر کے لڑیں گے اسلئے حضرت علیؓ کو تشریف لیجانے کو ذکی طرف بہت ضرورت ہوئی

اسے شروع ہوا شہ ہجری نبوی کا

اس سال میں معاویہ نے عمرو بن العاص کے ہمراہ لشکر آملہ کر کے مصر کی ہم پر روانہ کیا تھا جب اسے مصر پر چڑھائی کی اس وقت محمد بن ابی بکر نے حضرت علیؓ سے مدد طلب کی آپ نے لشکر کو اس کی کمک کے واسطے روانہ فرمایا جبکہ لشکر دیر تا قلم کے پاس پہنچا اور سچائے ایک شخص نے شہد میں زہر ملا کر

آتش کو کہلا دیا وہ مر گیا معاویہ خوش ہوا اور بطور طعنے کہنے لگا کہ خدا کا لشکر شہد میں رہی ہے۔ اور عمر و مقرر پر جا پہنچا اصحاب محمد بن ابی بکر اوس سے لڑے لیکن عمرو نے اونکو شکست دی اوسوقت وہ لوگ تتر بتر ہو گئے اور محمد مذکور بہاگ کر خرنیا پر پہنچا تھا کہ اسکو بھی پکڑ لیا اور معاویہ بن خبیص کے پاس حاضر کیا اوسنے اسکو قتل کر کے اوسکے لاشہ کو مزاروں میں جسجاسے کھدو کر ہوئے پڑے تھے ڈال دیا اور آگ سے اوسکا لاشہ جلا کر خاک سیاہ کیا اور عمر و مقرر میں داخل ہوا تا نام اہل مقرر نے معاویہ کی بیعت کی جب یہ خبر عائشہؓ کو پہنچی کہ میرا بیٹا محمد اسطرح پر مقتول ہوا بہت جزع فزع کیا اور ہر نماز کے بعد دعا سناؤ اور عمر و بن العاص کو دینی شرمساری کی تمام اہل بیت اس بددعا میں اوسکے شریک۔ اور جب حضرت علیؓ کو مکرّم اللہ وجہ نے اوسکے قتل ہو دیکھا حال سنا بہت ریغیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا کہ خدا کے نزدیک اوسکا حساب لیں گے یہ واقفہ سمجھیں گذرا یہ پھر معاویہ نے اپنے لشکر عالمین علیؓ پر واسطے لوٹنے کے بھیجے چنانچہ نعمان بن شیبہ انصاری کو عین التمر میں بھیجا اوسنے وہاں جا کر جو اصحاب علیؓ کا پایا سب کو لوٹا اور شکست دی۔ اور سفیان بن عوف کو بہت اور آتبار۔ اور مدائن کی طرف روانہ کیا اوسنے وہاں جا کر خوب ہاتھ صاف کئے اور لوٹا اور جو مال پایا سب جمع کر کے معاویہ کی طرف مراجعت کی۔ اور عبد بن سعدہ انقراری کو بھیج کر کیطرف روانہ کیا۔ حضرت علیؓ نے ہی اوپر سوار نیچے دونوں کا مقابلہ تمیں ہوا اور اصحاب معاویہ کو شکست ہوئی وہ بھاگ کر شام میں چلے گئے اور متواتر لوٹ گھوٹ بلا علیؓ پر رہی اور حضرت علیؓ اس امر میں لوگوں کو خطبہ میں پڑھکر سناتے تھے اور بہت کوشش اور سعی کرتے تھے کہ یہ لوگ معاویہ کے لڑنے کے واسطے تیار نہ ہوں لیکن کسی کے دل پر بھی اثر نہ ہوتا تھا کیونکہ لشکر ازبکا پست ہمت ہو گیا تھا۔

اب شروع ہوا ۹ سال ہجری نبوی کا

یہ سال شروع ہی ہو گیا اور حال یہی رہا اسی سال میں عبداللہ بن عباسؓ نے جو عامل بصرہ کا تھا نیا بادشاہ کو ملک فارس پر بھیج کر کیونکہ سب مخالف اور جنگ علیؓ اور معاویہ کے اضطراب لاحق حال فارس کے ہو گیا تھا حضرت زیاد وہاں پہنچے اور خوب بندوبست کیا یہاں تک کہ اہل فارس نے یہ کہا کہ سیاست نو شیر و اہل سمندر تک پہنچنے ایسا بندوبست نہیں دیکھا جیسا کہ یہ عربی کرتا ہے۔

اب شروع ہوا چالیسواں سال ہجری نبوی کا

درمیان اس سال کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ عراق میں تھے اور معاویہ ملک شام میں تھا اور ملک مصر معاویہ کے قبضہ میں تھا اور حضرت علیؓ و عابد پڑھتے تھے درمیان ہرنماز کے واسطے معاویہ اور عمرو بن العاص اور ضحاک اور ولید بن عقبہ اور یک چشم سلمیٰ پر۔ اور معاویہ بھی حضرت علیؓ پر ہرنمازیں بددعا کرتا تھا اسی سال میں معاویہ نے بسر بن ارطاة کو لشکر و کجرا پر بھیجا تھا چنانچہ وہ مدینہ میں آیا اور اسے ابوبکر انصاریؓ حضرت علیؓ کی طرف سے عامل تھے وہ بھاگ کر حضرت علیؓ رضی جاسے اور بسر نے مدینہ میں کھسکر خوب خونریزی کی اور زبردستی لوگوں کو بیعت معاویہ کی کروائی۔ پھر یمن کو گیا اور ہزار آدمی وہاں قتل کئے مگر عبداللہ بن عباس جو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی طرف سے یمن کے عامل تھے وہ جان بچا کر بہاگ گئے لیکن رسول اللہ نے حضرت عبداللہ کے دو بیٹے صخر بن یزید کو فرج کر ڈالے۔ اسکا بہت رنج ہوا اور ان بچوں کی مال لینی عاتشہ بنت عبداللہ بن عبداللہ ان روتی تھی اور چند شعر جو وہ پڑھتی تھی ترجمہ بہ سبب اسکے کہ سوار رونے کے اور کچھ فائدہ نہیں بخشا چھوڑ دیا گیا۔

بیان شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ

راویان اخبار یوں نقل کرتے ہیں کہ تین شخص خارجی یعنی عبدالرحمن بن ملجم المرادی۔ اور عمرو بن ابی قیس اور برک بن عبدالکئیسی جسکو حجاج بھی کہتے ہیں ایک مقام پر جمع ہوئے اور بہائیوں نیرانہ زروں کا چھڑکنا مقتل ہوئے تھے تذکرہ کرنے لگے پھر یہ کہا کہ اگر ہم اس فرقہ گراہ کو قتل کر ڈالتے تو تمام بلاد اور اطراف میں چین ہو جاتا۔ ابن ملجم نے کہا کہ علیؓ کو میکافہ ہوں۔ اور برک نے کہا کہ معاویہ میں قتل کر ڈالو گے عمرو نے کہا کہ عمرو بن العاص کو میں سجدہ لوں گا اور یہ عہد ہو گیا کہ سنبھالی جنم نیوال میں سے جو جسکی طرف جا وہاں سے بھاگے نہیں اور اپنے ہمراہ ہر ایک نے زہر آلودہ تلواریں لیں اور وعدہ یہ ہوا کہ ستر و تین تاریخ ماہ رمضان سنہ کو ہر ایک شخص اپنی اپنی جائے کار مقبوضہ ادا کریں اور عبدالرحمن بن ملجم کے ساتھ دو آدمی اور بہی متعلق ہو گئے تھے ایک کا نام دردان ہے یہ شخص قبیلہ تمیم المرہا ہے۔ دوسرا شیب بن اشج وہ تینوں حضرت علیؓ کے قتل کرنیکے ارادہ پر گئے حضرت علیؓ مرتضیٰ واسطے نماز صبح کے تشریف لاتے تھے شیب نے بڑھکر ایک ضرب تلوار کی ماری اسکی تلوار طاق پر لگی وہ بہاگ کر لوگوں میں جا چھپا۔

ابن ملجم آپکی پیشانی پر ایک ضرب ماری اور دروان بہاگ گیا مگر ابن ملجم پکڑا گیا اسکی مشکبہ باندھ کر سامنے

حضرت علیؓ کے حاضر کیا۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو بلوایا اور فرمایا کہ وصیت کرنا ہوں میں تمہیں تقویٰ اور پرہیزگاری اور دنیا کو نہ چاہنا اور جو شے تم سے چھینی جاوے اس پر رونا نہیں پھر سو اکلہ لالہ اللہ کے اور کچھ بولنے پائے تھے جان قبض ہو گئی تھی انا اللہ وانا الیہ راجعون اب حال برکت سنئے اسنے اسی رات کہ ایک ہاتھ تلوار کا متاویہ پر مارا وہ ہاتھ پوڑ پر پڑا مگر وہ پکڑا گیا جب سامنے متاویہ کے حاضر ہوا کہنے لگا کہیں آپ کو شہرزی سنانا ہوں مجھے قتل کیجئے اسنے پوچھا وہ کیا شہر ہے اسنے کہا کہ میرے ایک رفیق نے آج ہی کے روز حضرت علیؓ کو قتل کیا ہے متاویہ نے کہا کہ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ علیؓ کو قتل کر ڈالے اسنے کہا کہ نہیں ہو سکتا کیونکہ علیؓ کے ہمراہ کھاسان اور محافظ نہیں ہیں متاویہ نے اسکو قتل کیا۔ اور عمر بن بکر اس حضرت عمرؓ کے واسطے کہا کہ لگا کر چلیا وہ اس روز نکلا ہی نہیں اسنے خارجہ بن ابی حبیبہ کو جو اسی کی شکل کا تھا حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھا کر بیچ خارجہ لوگوں کو نماز پڑھانے کو آیا عمر بن بکر نے اسپر حملہ بایں گمان کیا کہ شیخ عمر بن العاصؓ ہے۔ اور اسکو قتل کر ڈالا لیکن اسکو بھی لوگوں نے پکڑ لیا اور عمر کے پاس حاضر کیا اسنے پوچھا یہ کون ہے یہ۔ لوگوں نے کہا کہ عمر پوچھا کہ قتل کون ہوا لوگوں نے کہا کہ خارجہ۔ عمر قاتل بولا کہ میں تو ارادہ عمر کے کرنے کا کیا تھا مگر بارادہ خاں خارجہ مارا گیا اس میں میرا کیا قصور ہے۔ چوتھ حضرت علیؓ نے وفات پائی اور فوت عبد الرحمن بن عوف کو قید سے نکالکر حضرت عبداللہ بن جعفر نے ہاتھ اسکے کاٹے۔ پہر پیر کاٹے اور انہوں میں اسکے گرم کردار رسالائی پھر وائی اور زبان اسکی کاٹی پھر اسکا لاشہ جلادیا۔ ایک خارجی سنی عمران بن حطان موت اللہ نے اس ابن عجم علیہ اللعنة مذکور کا مرتبہ بھی کہا ہے (قول مترجم میں تذکرہ شہداء عرب میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی عمر میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں ترسیٹھ برس کی تھی اور بعض ترسیٹھ برس کی بیان کرتے ہیں اور بعض اسیٹھ برس کی۔ اور نیز ہینو کم پانچ برس خلافت کی، اور جمعہ کی صبح ستر سو پانچ رمضان سنہ ہجری واقعہ جانکر اگدر اتھا اور وضع قبر میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں قبر میں سیکڑ کو فذ کے قبل رو مد فون ہوئیں اور بعض کہتے ہیں کہ مل بارت میں دفن کئے گئے اور بعض کہتے ہیں کہ امام حسنؓ اسکے صاحبزادہ نے طرف مدینہ کے اولویا کر بیق میں پاس اسکی زوجہ فاطمہؓ کے مدفن کیا اور صحیح نرا در وہ جو ابن ابی شریفہ اور کو منند سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ قبر اسکی چھٹا میں ہے اور یہی مشہور ہے اور آج کلے روز تک زیارت بھی دیا ہوتی ہے۔

بیان اوصاف علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

آپ کا رنگ بہت گندم گوں تھا اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں اور پیٹ بڑا تھا پیشانی سر پر بال کم تھے بڑی ڈاڑھی تھی اور چھاتی پر آپ کے بال بہت تھے اور کچھ بایل نفقر قد تھا یعنی میانہ قد خوبصورت تھے۔ بڑا پلے سے کچھ نفیز نہ آیا تھا۔ کثیر البسم تھے یعنی بہتے پیشانی۔ اور دربان اور کافز ارغلام تھا اور کولہا آپ کا فضل بن قیس الریاحی تھا۔ اور قاضی ابی کاسح اور سکوتضا کوفہ کی حضرت عمرؓ نے دی تھی۔ چنانچہ کوفہ کا وہ قاضی تاج کے زمانہ تک ہا اور اول بیوی حضرت علیؑ کی فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم ہے اور نیکے جیتے جی اور بیوی نہیں کی اسی بیوی سے تین بیٹے آپ کے امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور حسنؑ پیدا ہوئے تھے مگر حسنؑ چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔ اور زینبؑ اور ام کلثومؑ جو بیوی عمر بن الخطابؓ کی تھی پھر بعد میں فاطمہؑ کے حضرت علیؑ نے ام البنین بنت حزام کلابیہ سے نکاح کیا اور اس عباسؑ اور جعفرؑ اور عبداللہؑ اور عثمانؑ پیدا ہوئے۔ یہ چاروں اپنے بھائی حسینؑ کے ہمراہ کربلا میں شہید ہوئے۔ سو اب عباسؑ کے لڑکے نے انہیں سے اپنے چچے نہیں چھوڑا۔ اور یحییٰؑ بنت سعد بن خالد بن شعلیٰ مہلبی سے بی بھل کر کیا اب اسے عبداللہؑ اور ابوبکرؑ پیدا ہوئے۔ یہ دونوں بھی اپنے بھائی حضرت حسینؑ کے ہمراہ مقتول ہوئے۔ اسما بنت اعبسؑ سے نکاح کیا اور اس سے دو بچے یعنی محمدؑ الاصفہ اور یحییٰؑ پیدا ہوئے انکی نسل باقی نہیں رہی اور صہبا بنت رجیہؑ غیلہؑ کی عمر اور زینبؑ پیدا ہوئے عمر کی عمر چھ ماہ تھی برس کی ہوئی اور اسے نصف میراث اپنے باپ حضرت علیؑ کی پائی تھی یہ عورت اول تنقید بن میں سے ہے جو بروقت حملہ کرتے خالد بن ولیدؑ کی عین اکثر پر گرفتار آئی تھی۔ یہ عمرو ابن علیؑ بنیہ میں فوت ہوئے اور اسکی اولاد بھی ہے۔ اور ایک عورت عمادہ بنت ابی العاص بن البرص بن عبد شمس بن عبد منافؑ سے نکاح کیا تھا اس عورت کی والدہ زینب بنت رسول اللہؐ ہے اس سے محمدؑ الاصفہ پیدا ہوئے اور اسکی اولاد نہیں ہوئی۔ اور خولہ بنت جعفرؑ الحنفیہؑ سے محمدؑ الاکبر جو معروف ابن حنیفہؑ میں پیدا ہوئے اور اس اولاد بھی ہے اور حضرت علیؑ کی بیٹیاں ازواج مشرفہ سے بہت ہیں ازناجملہ حسنؑ اور رتمہ الکبریٰؑ ام سعد بنت عردہؑ کی شکم سے ہیں۔ اور ام ہانیؑ اور زینبہؑ اور زینب صغریٰؑ اور زینبہ صغریٰؑ اور ام کلثوم صغریٰؑ اور فاطمہؑ اور آمنہؑ اور خدیجہؑ اور ام الکرامؑ اور ام سلمہؑ اور ام جعفرؑ اور حمانہؑ

اور نصیب یہ آپکی صاحبزادیاں ہیں پس تمام چوداں بیٹیوں حضرت علیؑ کی سے اور پانچ صاحبزادوں سے نسل جاری ہوئی وہ یہ ہیں حسنؑ اور حسینؑ اور محمد ابن الحنفیہؑ اور عباسؑ اور عمرؑ۔

بیان فضایل حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ

واضح ہو کہ فضایل علیؑ سے ایک ہے کہ پیغمبر خداؐ کے ہمراہ ہر امر کا مشاہدہ کیا اور آپ کے بھائیوں میں سے ہیں اور سب سے اول مسلمان ہونے اور پیغمبر خداؐ نے درمیان غزوہ خیبر کے ارشاد کیا کہ کل کے روز یہ نیزہ وہ شخص اٹھاویگا جو دوست رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسول کو اور چاہتا ہے اللہ اور اس کو اور رسول اللہؐ کا اور ارشاد کیا کہ من کنت مولاً فعلی مولاً یعنی جس کا میں مولی ہوں اس کا مولیٰ بھی اوس کا مولیٰ ہے اور حضرت علیؑ کو ارشاد کیا کہ اے علیؑ کیا تو اس بات سے نہیں ارضی کتیرا رتبہ ہمراہ میرے ایسا ہی جیسا کہ ہارون کا رتبہ حضرت موسیٰ کے نزدیک تھا یعنی جیسا ہارون اوس کا بھائی تھا تو میرا بھائی ہے اور پیغمبر خداؐ نے ارشاد کیا کہ علیؑ علم نضا جانتا ہے علم فضا کا وہ ہے جس میں تمام فضا اور علم و کمال موجود ہوں۔ بخلاف اوس قول کے جو حضرت زید کے حق میں فرمایا کہ یہ فرائض خوب جانتا ہے۔ اور آپ کو کہا کہ فارسی اچھا ہے۔ اور نہیں دعویٰ کیا نبوت کا حضرت علیؑ نے کبھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب امیر المومنین کی ایک زرہ جاتی رہی آپ کے ایک نصرانی کے پاس وہ دیکھی آپ نے سنا تو فرمایا شریع کو پاس لگئے اور کہا کہ اگر میرا علیؑ یہ مسلمان بنے تو میں اس کو برا بھلا کہوں گا اور اگر یہ میری نصرانی نہ رہے کہ بنیں میری ذرہ قاضی شریع نے حضرت علیؑ کو چاہا کہ اگر وہ یہی ہے تو علیؑ مجھے جانتے جانتے اور فرماؤ تو کہ نہیں کہ کئی نینق ماضی چھوڑ دیا نصرانی نے اور کہا کہ گواہی دینا ہوں میں کہ یہ جمیع احکام نبیوں کے ہیں اور مسلمان ہو گیا اور اقرار کیا کہ زرہ علیؑ کی برداشت کچھ صفتیں کے گہ پڑی تھی۔ حضرت علیؑ اور اس کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوئے اور زرہ بھی اوس کو بخش دی اور ایک گہوٹا مرحمت کیا۔ یہ نصرانی حضرت علیؑ کے ہمراہ ہو کر خاریجوں سے لڑا تھا اور شہید ہوا تھا اور ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت علیؑ اپنی چادر میں کجوریں لے رہے تھے آپ نے ایک درہم کو وہ خرید کی نہیں لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ یا امیر المومنین ہم اوتھالیں لایے ہمیں دیکھئے آپ نے فرمایا کہ نہیں کٹنے دار کو آپ ہی اٹھانی چاہئیں۔ اور ایک فصلت آپکی رہتی کہ جو بیت المال میں جمع ہوتا جس کے روز تقسیم کر دیتے کھادیں جمع نہ رکھتے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ بیت المال میں تشریف

لے گئے اور سونا اور چاندی دیکھ کر یہ ارشاد کیا کہ اے سونے خالی کر گھر میرا اور اے چاندی نکل
بیت المال میں سے فریب اور غرور دینا کسی شخص کو سوائے میرے مجھے کچھ حاجت تم سے نہیں ہے
ایک روز بہابی خفیہ حضرت علیؑ کا بیٹے عقیل ابن ابی طالب طالب عطا ہو کر آپ کی خدمت میں
آیا آپ کے پاس کچھ نہ پایا اس واسطے اوکو چھوڑ کر حُب دینا کے واسطے معاویہ سے جا ملا اور جنگ
صفین کے روز بھی معاویہ کے ہمراہ تھا چنانچہ معاویہ نے رطلوں پھینک کر کہا کہ اے ابانیزید آجکے روز تو
ہمارے ساتھ ہے مناسب تھا تجھ کو علیؑ کے ہمراہ ہونا کیونکہ وہ تیرا بہابی ہے عقیل نے کہا کہ جنگ
میں تلخی میں بہتا رہے ہمراہ تھا۔ عقیل مذکور جنگ بدر میں ہمراہ شریکین کے وہ اور اسکا چچا عباسؓ

بیان خلافت امام حسن علیہ السلام کا

واضح ہو کہ بر وقت وفات علیؑ ابن ابی طالبؑ کے تمام مسلمانوں نے اونکے بیٹے امام حسن علیہ السلام
سے بیعت کی اور عبداللہ ابن عباسؓ حضرت علیؑ کے زندگی ہی میں بقرہ سے کچھ مال لیکر کہہ کو چلا گیا
اور درمیان عبداللہ کو اور علیؑ کے خط و کتابت بہت ہو چکی تھی۔ جبکہ امام حسن خلیفہ منقولی خلافت
کے ہوئے اور وقت ابن عباسؓ نے اوکو لکھا کہ تم مضبوط اور قوی واسطے جہاد و فتن کے ہو رہو اور
اول حضرت امام حسنؑ سے نفیس بن سعد بن عبادہ انصاری نے بیعت کی اور کہا کہ دراز کر ہاتھ اپنا
کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور جنگ مخالفین پر حضرت امام حسن علیہ السلام نے کہا کہ اوپر کتاب اللہ
اور سنت رسول اللہ کے کیونکہ وہ دونوں ثابت ہیں پھر اوکو لوگوں نے بیعت کی اور حضرت امام
حسنؑ ہر ایک مسلمان سے جو بیعت کرتا تھا یہ شرط کرتے جاتے تھے کہ مطیع اور فرمانبردار رہنا جسکو ب
چھوڑوں تم ہی درگزر کرنا اور جن سے میں لڑوں تم لڑنا اس امر کے بیان کہنے سے سب کو شک
ہو گیا اور کہنے لگے کہ یہ شخص تمہارا سردار لڑنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

اب شروع ہوا اکتالیسواں سال ہجری نبوی کا

بیان ہے اس بات کا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے خلافت معاویہ کے سپرد کی کہتے ہیں کہ
نفل از وفات حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ وجہ کے ادائے چالیس ہزار آدمیوں نے اونکے لشکر سے

بیت کی فحی مرنے پر اور سامان معاویہ پر چڑھائی کا کیا تھا۔ حضرت امام حسن نے اس لشکر کو آمادہ کر کے
 جہنم نے بیت حضرت علیؑ سے کی تھی کو فہ کو بارادہ جنگ معاویہ کے کوچ کر کے مدائن تک پہنچے۔
 اور حضرت امام حسن نے مقدمہ انجشیں لینے پیش خیمہ اپنا قیس بن سعد کو دیا اور بارہاں ہزار آدمی
 اونکے ہمراہ کئے۔ بعضے کہتے ہیں کہ پیش خیمہ پر عبد اللہ ابن عباس مقرر ہوئے تھے۔ بہر تقدیر جب ان
 کے پاس پہنچے حضرت امام حسن کے لشکر میں فساد برپا ہوا کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن کی بیوی کیخبر
 سے کچھ جھگڑا ہوا آپ ایک سفید محل میں درمیان مدائن کے داخل ہوئے اور لشکر میں بغض اور حسد
 برپا ہوا جب حضرت امام حسن نے دیکھا کہ لوگوں کا یہ حال ہے اور وقت حضرت امام حسن نے
 معاویہ کو ایک نامہ بایں مضمون لکھا کہ اگر چند شرطیں تم مان لو تو مجھ کو تمہاری اطاعت منظور ہے
 معاویہ نے مان لیں وہ شرط یہ ہیں ایک شرط امام حسن علیہ السلام نے یہ کی تھی کہ جو روپیہ بیت المال
 کو فہ میں ہے مجھ کو دو اور دار بجز کاذب خراج جو فارس سے آیا ہے وہ دیا کرو۔ اور حضرت علیؑ کو براہ کہا کرو
 اور سب شرطیں مان لیں الا سب علیؑ سے انکار کیا اور کہا علیؑ کو کالی مدینہ دو کجا جب امام حسنؑ
 نے دیکھا کہ یہ شرط نہیں ماننا لاچار یہ کہا کہ جن مجلس میں مجھ کو پاؤ میرے سامنے حضرت علیؑ کو کالی نہ
 دو اور سب منظور کیا اور کہا اچھا تمہاری سامنے نہ کہیں گے لیکن پھر اس شرط کو بھی پورا نہ کیا اور کہتے ہیں
 کہ چار لاکھ درہم اونکے پاس بھجوائے اور خراج دار بجز و کا کبھی نہ بھجوا یا۔ پھر معاویہ کو فہ میں داخل ہوا
 لوگوں نے عینہ اسکی اختیار کی۔ اور حضرت امام حسنؑ نے قیس بن سعد کو لکھا کہ تم معاویہ کی اطاعت مان
 لینا پھر در بیان قیس اور عبد اللہ بن عباس اور معاویہ کو درمیان خط و کتابت جاری ہوئی اور آخر الامر
 یہ ہوا کہ اون دونوں نے بھی موافقہ ہر اسوں کی بیعت معاویہ منظور کی اور یہ شرط ہو گئی کہ ہم سے کہی
 کسی خون یا مال کا مطالبہ نہ کرنا معاویہ نے منظور کیا اس شرط کو بھی پورا کیا۔ اور حضرت امام حسنؑ در میان
 مدینہ کے اپنے اہل بیت میں آئے کہتے ہیں کہ امام حسنؑ نے امر خلافت در میان ربیع الاول سال ۴۰
 کے معاویہ کے سپرد کیا تھا اور بعض ربیع الآخر اور بعض جمادی الاول کہتے ہیں بموجب قول اول
 کے حضرت امام حسنؑ نے ساڑھے پانچ مہینے خلافت کی اور بموجب قول ثانی کے کچھ اور پرچہ مہینے۔
 اور بموجب قول تیسرے کے کچھ اور پر سات مہینے زراہت کی ہو سبقت نہ کہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ
 خلافت میرے بعد تین برس تک رہیگی۔ پھر آیت کا ایک بادشاہ غزوہ والا۔ اور بعد تین برس کا

ایک وہ روز ہوگا جہنم دست بردار ہو جائیگا خلافت سے حسن۔ اور حضرت امام حسن مدینہ میں رہنے لگے۔ یہاں تک کہ اسی شہر میں درمیان ماہ ربیع الاول ۱۹ھ ہجری میں فوت ہوئے اور سپردِ اُش آپ کی مدینہ کی ہے درمیان سبہ ہجری کے پیدا ہوئے تھے یہ بڑے تھے امام حسین سے ایک برس۔ اور حضرت امام حسن نے بہت نخل کئے ہیں اور طلاق بھی بہت دیئے ہیں اور سپردِ ریشہ اور آٹھ بیٹیں آپ سے پیدا ہوئی ہیں اور اپنی ہمد رسول مقبول کی سر سے ناف تک مشابہت تھی اور حضرت امام حسین ناف سے قدم تک مشابہت رکھتے تھے اور باعثِ وفات جناب امام حسن علیہ السلام کا وہ زہر تھا جو پلایا تھا اونکی بیوی حمہ بنت الاشعث نے کہتے ہیں کہ یہ حرکت بجا اوسنے بہ سببِ عوا معاویہ کے کی تھی بھٹے کہتے ہیں یہ نیرید ابن معاویہ کے بہکانے سے زہر دیا تھا کیونکہ اوسنے اوس سے وعدہ نخل کر لیا تھا چنانچہ اونکو زہر دیکر اوس سے کہا کہ مجھ سے نخل کر لے نیرید نے انکار کیا اور نخل نہ کیا اور بروقت وفات کے حضرت امام حسن یہ وصیت کر گئے تھے کہ میرے دادا رسول کے پاس مجھ کو مدفون کرنا جب آپ فوت ہو گئے اوسوقت لوگوں نے چاہا کہ وہ وصیت بجا لاؤں لیکن چونکہ مروان ابن الحکم معاویہ کی طرف سے مدینہ کا والی تھا اوسنے منع کیا اور فریب تھا کہ بہ سبب منع ہونیکے درمیان بنی امیہ اور بنی ہاشم کے فتنہ برپا ہوتا۔ اسلئے عائشہؓ نے ارشاد کیا کہ گھر میرا ہے میں اجازت نہیں دیتی اوسجائے دفن کر نیکی اسلئے بقیع میں پکڑا مدفون کیا۔ جب معاویہ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت امام حسن کا انتقال ہوا سجدہ شکر کا بجا لایا اور خوش ہوا۔ فضائلِ حسن بہت ہیں ازاجملہ جو حدیثِ صحیح میں وارد ہوئے یہ ہے کہ نبی نے ارشاد کیا کہ حسن اور حسینؓ یہ دوسرے ہیں جو انان اہل جنت کے اور باپ اونکا دونوں سے بہتر ہے۔ اور خاص امام حسنؓ کے حق میں یہ روایت ہے کہ پیغمبرؐ نے ارشاد کیا کہ حسن میرا بیٹا سردار ہے اور صلح کرانیگا خدا تعالیٰ بہ سبب اسکے درمیان دو گروہ مسلمانوں کے۔ اور روایت ہے کہ پیغمبرؐ کہیں کو تشریف لے جاتے تھے اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ کھیل رہے تھے آپ نے گردن اپنی اون دونوں کے لئے ہذا ذکر کے اون دونوں کو اٹھا لیا اور فرمایا کہ کیا اچھی سواری ہے جو اونٹ ہے اون دونوں کا اور اچھے سوار ہیں۔

بیان خلفائے بنی امیہ کا

خلفائے بنی امیہ چوداں ہیں اول ونبیک معاویہ بن ابی سفیان اور پچھلا خلیفہ مروان الکوزی ان خلفائے نے کچھ اوپر نوئے برس کی سلطنت کی ہر جگہ تختیناً ہزار بیٹے ہوتے ہیں۔ قاضی جمال الدین بن واصل ابن اسیر سے نقل کرتا ہے کہ اس نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جبکہ امام حسن علی مدینہ کو کو قفسے مراجعت کر کے تشریف لائے ایک شخص پورا راہ میں ہلا اور اس نے یہ کلمہ جناب امام حسن کو مخاطب کر کے کہا کہ اے کالائتہ کریمائے مسلمانوں کے۔ آپ نے یہ سن کر ارشاد کیا کہ مجھ کو ملامت نہ کرو کیونکہ رسول اللہ نے اپنی خواب میں دیکھا ہے کہ بنی امیہ میں سے ایک ایک شخص بنبر خلافت پر چڑھے گا یہ آنحضرت کو بر اعلیٰ معلوم ہوا اور وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

اَنَا اعطینَاکَ الْکُوْثَرَ ۝ وَاِنَّا نَزَّلْنَاهُ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَاِذَا عَظِیْمٌ ۝
اِذَا رَاکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَہْرِ ۝
ترجمہ یہ ہے :- میں نے عطا کیا تم کو اسے محمدؐ حوض کوثر۔ اور اوتار رہے اس قرآن کو درمیان لیلۃ القدر کے اور ۔ جانتا ہے تو کہ کیا ہے لیلۃ القدر لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینوں

بیان اخبار خلافت معاویہ بن ابی سفیان صحیح

خلفائے بنی امیہ چوداں ہیں اول ونبیک معاویہ بن ابی سفیان ابن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کا والدہ اسکی ہندہ بیٹی عتبہ کی ہے اور بہائی بکبجہ الرحمن ہے بیعت معاویہ کی اور سرز ہوئی جس روز بھائی کے حکم جمع ہوئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ بیت المقدس میں بعد شہید بنو حضرت علیؑ کے بیعت کی گئی لیکن بیعت تمام اس روز ہو گئیوں نے کی ہمسرا امام حسنؑ خلافت سے دست بردار ہوئے اور خلافت معاویہ کے سپرد کی جبکہ معاویہ ہمیشہ خلیفہ رہا۔

ابتداء ہوا بیا لیسواں و زینتاً لیسواں سال ہجری نبویؐ

اسی سال ہیں عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن ہاشم بن عمرو بن ہاشم بن کعب بن لوی قوسی نے ہی وفات پائی یہ عمر مذکور ایک شخص اوں میں شخصوں میں سے ہے جو بچا کرتے تھے رسول اللہؐ کی اور وہ عمرو بن العاص اور ابوسفیان بن حرب اور عبد اقصیٰ بن الرمیعی قحطاد بن ابی

شخص اپنے محبوب بھی رسول اللہؐ کی طرف سے تھے وہ یہ ہیں: حسان بن ثابت اور عبد اللہ بن رواحہ۔ اور کعب بن مالک اور ملک شہر کا خراج عمر و معاویہ کی طرف سے کہنا بحد وضع تنخواہ لشکر اوس کے موافق اوس شرط کے جو معاویہ سے ہو گئی تھی بروقت متفق ہونیکے جنگ علیؑ پر

اب شروع ہوا چوالیسواں سال ہجری نبویؐ کا بیان چار اکڑنے معاویہ کا زیاد سے

اسی سال میں معاویہ نے زیاد بن ہبہ کو اپنے گھنے میں ملا لیا تھا حال یہ ہے کہ سیمہ ایک لونڈی تھی۔ حادث بن کلاب ثقفی کی۔ اوسنے ایک غلام رومی مسیٰ عبیدہ سے اوسکا نکاح کر دیا تھا اوس غلام سے سیمہ نے ایک بچہ جناہ زیاد تھا یہ شخص حقیقت میں رومی شروع اوس حادث کا غلام ہوا یہہر ایسا اتفاق ہوا کہ ابوسفیانؑ ہی ایام جاہلیت میں طرف طائف کے گیا تھا یہ جا کر ایک کلال کے گھر جو شراب بیچتا تھا اتر اوس شراب فروش کو ابوہریرہؓ کہتے تھے وہ مسلمان ہو گیا تھا بعد اسکے۔ ابوسفیان کو جب نشہ ہوا اوس سے عورت کی خواہش کی۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ اگر چاہیے تو سیمہ موجود ہے ابوسفیان نے کہا کہ اچھا اوسکو لاؤ۔ اگرچہ اوسکی چوچیاں بڑی ہیں اور پیٹ بڑا ہے۔ بہر تقدیر ابوسفیان نے اوس سے صحبت کی اوسکو حمل ہو گیا کبھی میں کہ اوس حمل سے زیادہ پیدا ہوا اور جس سال میں کہ پیغمبر خداؐ نے ہجرت کی اوس سال میں وہ زیاد کو جینی تھی۔ مگر زیاد جب جوان ہوا تو ضعیف ادبیل ہوا چنانچہ ایک روز زیاد مذکور مجلس عمرو بن الخطابؓ میں درمیان اونکی خلافت کے حاضر ہوا تھا اوسوقت عمرو بن العاصؓ نے بطور تعریف یہ کہا کہ اگر یہ لڑکا کسی قریش کی اولاد سے ہوتا تو تمام عرب کو ایک لالچی ہانکتا وہاں ابوسفیانؑ بھی حاضر تھا۔ اوسنے حضرت علیؑ ابن ابیطالبؓ سے کہا کہ جس شخص کا یہ تخم ہے اوسکو میں جانتا ہوں حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہؑ نے ارشاد کیا کہ پھر کون مانع ہے اوسکو کہنے میں ملانے سے۔ ابوسفیانؑ بولا کہ اصلع سے ڈرتا ہوں۔ مراد اوسکی اس لفظ سے عمرؓ سے تھی اصلع اوسکو کہتے ہیں حبشی پیشانی کے سر پر بال ہوں یعنی اسواسطے ڈرتا ہوں کہ دُور سے میرا چہرہ نہ اُترادے پھر جبکہ وہ فتنہ گذرا جس میں گواہوں کی گواہی معیرہ پر بابت زنا کے طلب ہوئی ماور حضرت عمروؓ نے اوسکے کوڑے مارے اور اوسنیں ابوبکرؓ

بہائی زیادہ کا مادر زاد بھی تھا اور زیادہ نے گواہی صحیح نہ دی جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اس روز سے میجرہ نے زیادہ سے بہت محبت اور دوستی کرنی شروع کی تھی۔ پہر جب حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ خلیفہ ہوئے تب بچے زیادہ کو فارس پر بھیجا گیا اور انکی آیام خلافت میں چین سے حکومت کرتا رہا مگر جبکہ حضرت امام حسنؓ نے خلافت معاویہ کے سپرد کر دی تب زیادہ نے معاویہ کی سیت اختیار نہ کی اور بغاوت اختیار کر کے حرکت کیا اور معاویہ کو اس مرہم کے پیش آنے سے یہ خوف لاحق ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ زیادہ کسی شخص کو بنی ہاشم سے ملا کر اپنے ہمراہ کر لے اور پھر لڑائی کرنی پڑے اور میجرہ ابن شحبہ معاویہ کی طرف سے کوڑے کے والی تھی۔ جب یہ حال میجرہ نے دیکھا وہ معاویہ کے پاس درمیان سے بھری گیا۔ معاویہ نے اس کے سامنے زیادہ کا شکوہ کیا اور کہا کہ وہ فارس میں بچی ہو بیٹھا ہے اطاعت نہیں مانتا میجرہ نے کہا آپ مجھ کا جارت دیجئے میں حاکم اس کو سمجھاؤں معاویہ نے حکم دیا اور ایک نامہ زیادہ کو لکھو کہ تم تنگ اس دی کچھ خوف نہ کرنا چنانچہ میجرہ وہاں گیا کیونکہ اون دونوں میں دوستی کمال تھی اس نے اس کو اپنے ہمراہ معاویہ کے پاس لاکر سیت کرا دی اور میجرہ زیادہ کا بہت اکرام و تعظیم کرتا تھا اور سروسے جہاں سے دعا کی گواہی نہ دی تھی۔ پہر جبکہ یہ سال آیا تو معاویہ نے زیادہ کو اپنے کنبہ میں ملا لیا اور لوگوں کو گواہی کے واسطے بلوایا اور ایک مجمع ہوا اور ابوہریرہؓ مشرب فروش جسے سب سے گواہی سنیان کے پاس حاضر کیا تھا درمیان ملاؤں کے وہ بھی گواہی کے واسطے طلب ہوا اس نے گواہی دی زیادہ کا نسب ابی سفیان سے ہے اور کہا کہ میں بچپن خود دیکھا کہ سب سے گواہی سے ابوسفیان کی نئی نکستی تھی۔ زیادہ نے کہا کہ تمھو کو گواہی کے واسطے بلایا ہے یا کالیاں دینے آیا ہے۔ بعد اس گواہی کے معاویہ نے زیادہ کو اپنی نسب میں ملا لیا۔ یہ اول واقعہ ہے جس میں خلافت شرع کیا گیا ہے کیونکہ قول صحیح رسول اللہؐ کا اس طرح ہے کہ بیشا واسطے عورت کے اور زانی کے واسطے پتھر ہے۔ یہ امر لوگوں پر گراں گذرا اور سب کو برا معلوم ہوا نہ صابنی آیتہ کو کیونکہ زیادہ ایک غلام عبید رومی کی اولاد سے صراف تھا۔ اب وہ ایہ بن عبد اللہ شمس کے نسب سے گیا۔ چنانچہ عبد الرحمن ابن حکم بہائی مروان نے چند شعر بھی اس سالہ میں کہے ہیں جو کہ میں نے تذکرہ شراخ عرب میں لکھے ہیں۔ قول مترجم، پھر معاویہ نے زیادہ کو قہر پر متصرف کر دیا اور خراسان اور سیستان پر اس کے مضافات میں کر دیئے۔ پہر ہندو دھرتی اور عمان پر سب اس کے متعلق ہو گئے۔ اسی سال میں

ام حبشیہ بنت ابی سفیان زوجہ مطہرہ رسول مقبول کی فوت ہوئیں۔

آبشہ شروع ہوا شکہ ہجری نبوی کا

اسی سال میں زیاد بقرہ کو گیا اور وہاں سلطنت کا خوب نظام کیا اور سلطنت معاویہ کو واسطے مکہ کی اور تلو اور سوتی اہل گمان کرینوالوں سے مواخذہ کیا اور شبہ بر لوگوں کو نہ انہیں دیں پھر سب آدمی اس ڈر گئے اور کہتے ہیں کہ مثل زیاد کے بعد حضرت علیؑ کے کسی نے اونکا سا خطبہ نہیں پڑھا اور جبکہ میفرہ سنہ ہجری میں فوت ہوا یہ عامل معاویہ کی طرف سے کو فہر تھا۔ اور وقت معاویہ نے زیاد کو قودہ کا حاکم کر دیا چنانچہ زیاد وہاں گیا اور بقرہ پر اپنا خلیفہ سمرہ ابن جندب کو کونبا کر چہر لگایا تنقص بھی زیاد ہی کی خاصیت رکھتا تھا یعنی خونریزی اور قتل کرتا تھا۔ اور زیاد کا یہ دستور تھا کہ چہہ مینے کو قہ میں رہنا اور چٹا مینے بقرہ میں۔ یہ وہ شخص ہے جنہ اول اپنے آگے حربی اور علم لیجانے کی ترکیب نکالی اور پانسوا آدمی اپنے محافظ مقرر کئے وہ ہمیشہ اس کے مکان پر پڑے رہتے تھے کبھی الگ نہ ہوتے تھے اور معاویہ اور تمام اس کے عال دُعا کیا کرتے تھے عثمان ابن عفانؓ کے واسطے خطبہ میں بروز جمعہ دو گالیاں دیا کرتے حضرت علیؑ کو برا کہتے تھے اور میفرہ منولی کو فہ جب سب علیؑ کی معاویہ کی اطاعت سے کیا کرتا اور سنت ایک شخص تجربہ پانے ہمارہیوں کے یہ کہہ دیا کرتا تھا کہ یہ نعمت تجھی پر ہوگی میفرہ نے مدت تک اسکی برداشت کی میفرہ اول سے تجا وڑ کر جاتا تھا۔ جب زیاد وہاں والی ہوا دے حضرت عثمانؓ کے واسطے دُعا کی اور حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ پر سب اور تبر کیا اور اول لوگوں میں شیوہ تھا کہ حضرت علیؑ کا نام علیؑ منہ کہتے تھے بلکہ ابو تراب کہا کرتے تھے اور حقیقت یہ یہ کیفیت حضرت علیؑ کو بہت پسند نہی کیونکہ یکینیت حضرت علیؑ کی پیغمبر خدا نے مقرر کی تھی۔ اس وقت حجر باقی اپنی عادت قدیمہ کے اوٹھکر حضرت علیؑ پر تننا کرنے لگا۔ زیاد مجبور دے اس گفتگو کو ناپسند کیا اسکو پکڑ کر قید کیا اور بیٹریاں لوہے کی اور زنجیر لوہے کی پہنائی اور تیرہ آدمی اور اس کے ہمراہ گردا رہے ان سب کو زیاد نے معاویہ کے پاس پکڑ کر بھیج دیا چہ آدمیوں نے انہیں سے اونکے کہنے والوں نے جان بخشی کرہ الی اور آٹھ گرتا رہے۔ اور پیغمبرین کو معاویہ نے واسطے گردن کشی اور قتل کے ایک گانوں کی مدیا میں بھیج دیا یہ ایک گانوں (بیات و مشن سے ہے) کہتے ہیں

کہ یہ شخص تجربہ دار اور نمازی تھا ہر چند کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ہجر کی جان بخشی کی واسطے ایک قاصد معاویہ کے پاس بھیجا تھا مگر وہ مدد مقبول ہونے کے لئے پہنچا۔ قاضی جمال الدین بن واصل کہتا ہے۔ اور ابن الجوزی بھی باسناد صحیح متصل سن بعمری سے روایت کرتا ہے وہ کہتا ہے کچھ خصلتیں معاویہ میں ایسی تھیں کہ اگر اون میں ایک بھی ہوتی تب بھی خلق اللہ کو ہلاک کرتی وہ کہ خلافت اون سے تلوار سے لے لی۔ اون مشورت اور صلاح کے اور حالانکہ اور صحابہ اور صاحبیت موجود تھے۔ اور خلیفہ کیا اون سے اپنے بیٹے زید کو۔ اور وہ دائم الحزن اور نشہ باز تھا۔ اور حریر پہنتا تھا۔ ڈھولک طبلہ وغیرہ بجاتا تھا۔ اور زیادہ کو اپنے نسب میں ملا لیا تھا۔ حالانکہ یہ بات صریح خلاف شریعہ اون سے کی تھی کیونکہ رسول اللہؐ نے ارشاد کیا۔ **اَلْوَلَدُ لِلْفَرَسِ وَلِلسَّيِّدِ**۔ یعنی بیٹا زانیہ کا ہے اور زانی کی بچہ ہے۔ اور قتل کیا معاویہ نے ہجر ابن عدی اور اسکے ہمراہوں کو افسوس ہے ہجر کا اور اسکے اصحاب جو مقتول ہوئے روایت ہے بشافعی سے وہ نسبت کرتے ہیں اس روایت کی طرف رجحان ہے کہ کبریت چار شخصوں کی گواہی صحابہ میں سے نامقول چلتا ہے وہ یہ ہیں معاویہ اور عمرو بن العاص۔ اور یقیناً۔ اور زیادہ۔ اسی سال میں یعنی ۳۵ ہجری میں عبدالرحمن بن خالد بن ولید فوت ہوئے اور اہل شام سب اس کی طرف میلان رکھتے تھے معاویہ نے ایک نصرانی مسی آناک کے ہاتھ زہر کھلو کر اس کو مر وادالا۔

اب شروع ہوا ۳۵ اور ۳۶ ہجری نبوی

اس سال قیس بن عاصم بن خالد بن مقرنوت ہوا اسلئے سنو کہ جانا ہر طرف منقری کے کہ یہ شخص بنی م کے پاس قاصد بنی قیس کا ہو کر آیا تھا اور مسلمان ہو گیا تھا کہتے ہیں کہ قیس مکہ بیت سے اخلاق پسندیدہ سے شصف تھا۔

اب شروع ہوا ۳۵ ہجری نبوی کا بیان جنگ قسطنطنیہ کا

در بیان اسی سال کے نبی ۳۵ ہجری میں معاویہ نے لشکر کثیر قسطنطنیہ پر ہمراہ سفیان بن عوف کے

روانکیا اوہنوں فدوہاں جا کر بلا دروم میں کہلبلی ڈال دی اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا اس لشکر میں
ابن عباس۔ اور عمرو بن زبیر اور ابوالویب انصاری ہی تھے۔ ابوالویب انصاری تو دربارہ شہر
ہی کے فوج ہوئے اور قسطنطنیہ کی چار دیواری کے پاس مرفون کچیہ صحابی پیغمبر خدا کے جنگ بدر
اور جنگ احد اور ہمرہ علی مرتضیٰ کے جنگ صفین میں اور ماسوا کے اور لڑائیوں میں شامل
ہو چکے تھے

اب شروع ہوا ۹۵ھ و ۹۶ھ ہجری

اس سال میں بلدہ قیروان کی بنا ڈالی گئی اور ۹۵ھ ہجری میں طہار ہو چکا تھا حال اسکا
یہ ہے کہ معاویہ نے عقبہ بن نافع کو افریقیہ پر والی کیا تھا یہ صحابی صالحین میں سے ہے جب یہ افریقیہ
پر گئے اوہنوں نو باشندگان افریقیہ کو قتل کیا کیونکہ ان لوگوں کو یہ دستور تھا کہ جب وہاں سے لشکر
چلا جاتا ہے ہر مرد ہو جایا کرتے تھے۔ اور وہاں کے حاکموں کی رہنے کی جائے زویلہ۔ اور برقہ
مقی عقبہ کی رائے میں یہ آیا کہ اسجائے ایک شہر واسطے زبے لشکر کے بنایا جائیے۔ اسلئے اوہوں
نے موضع قیروان اختیار کیا اس گانوؤں میں کھجوروں وغیرہ کے درخت بہت بنوہ دار تھے اوہوں
نے سب کٹوا کر ایک شہر بنایا وہ شہر قیروان ہے اور اسی سنہ میں وحیہ الکلبی نے اپنے وحیہ
بن فروقہ بن فضالہ جو منسوب ہے طرف کلب بن وجرہ کو وفات پائی یہ صحابی جنگ بدر میں حاضر
نہ تھا۔ فرمایا ہے نبی نے کہ جبریل صورت میں مشابہہ وحیہ الکلبی کے آتا ہے۔

اب شروع ہوا ۹۷ھ ہجری نبوی

اس سال میں سید بن زید جو ایک صحابی عشرہ مبشرہ میں سے ہے فوت ہوا۔
اب شروع ہوا ۹۸ھ اور ۹۹ھ ہجری نبوی
اس سال میں زیاد بن ابیہ در میان ماہ رمضان کے بہ سبب غارش کے جو اس کی
ادھلی میں ہو گئی تھی فوت ہوا اور پیدائش اٹلی سال تین ہجری میں ہوئی تھی۔

اب شروع ہوا ۱۰۰ھ اور ۱۰۱ھ اور ۱۰۲ھ ہجری نبوی

اس سال میں معاویہ نے سید ابن عثمان ابن عفان کو خراسان پر حاکم کیا اوہنوں نے نہر چمن

کہود کر سمرقند اور صغد تک پہنچائی اور کفار کو شکست دیکر ترمذ تک گئے اور اوسکو صلح کر کے فتح کیا وہ لوگ جو اس جنگ میں اونکے ہمراہ مقتول ہوئے انہیں سے قثم بن عباس یہی ہیں۔ یہی سمرقند کے پاس مدفون ہوئے اور اونکے بھائی عبداللہ بن العباس طالیف میں شہید ہوئے تھے اور فضل شام میں اور عبداللہ فریقیہ میں۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ نہیں کبھی قبریں بھائیوں کی اتنی دُور جتنی اور ضلہ پر ان بھائیوں کے ہیں یعنی حضرت عباسؓ کے بیٹوں کی۔ اسی سال میں معاویہ نے لوگوں سے بیعت اپنے بیٹے یزید کی کروائی اور اپنا ولیعہد کیا اور کہا کہ میرے پیچھے یغلیخ ہے۔ چنانچہ اہل شام اور اہل عراق نے بیعت کی۔ چونکہ مروان ابن الحکم معاویہ کی طرف مدینہ پر تھلی تھا اوسنے چاہا کہ یزید کی بیعت مدینہ کے باشندوں سے کرواؤں حضرت امام حسینؓ نے بیعت منظور نہ کی۔ اور عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبداللہ بن زبیر نے بھی بیعت اختیار نہ کی اونکے رکنے سے اور لوگ بھی رُک گئے آخر کار معاویہ خود بذاتہ ایکٹہ اسوا اپنے ہمراہ لیکر حجاز میں آیا اور جناب عائشہ صدیقہؓ سے اس میں گفتگو رہی لیکن انجام کار کو معاویہ نے یزید کی بیعت سے قبول کر دئی۔ الا ان شخصوں نے جبکا نام تمام اوپر مذکور ہوا بیعت نہ مانی روایت کیا گیا کہ معاویہ نے اپنے بیٹے یزید سے ایک روز کہا کائے بیٹے بے سب امورات کا بندوبست کر دیا ہے کوئی امر چھوڑا نہیں اور کوئی شخص ایسا نہیں رہا جسنے تیری بیعت نہ کی ہو مگراون چار شخصوں نے بیعت نہیں کی یہ بات سن رکھ کہ عبدالرحمن بڑا آدمی ہے اُس سے ڈرتے رہنا۔ آج اور آجکلے کل۔ اور ابن عمر ایک شخص ہے پارسا۔ اور حسینؓ قریبی ہے اگر تو ادھر پہر فتح پاوے اور وہ تیرے ہاتھ کہیں لگ جاوے تو اوس سے درگزر کرنا اور ابن زبیر اگر تیرے ہاتھ لگے تو اوسکے کھڑکے کھڑکے فرور

ابشروع ہوا ۵۸ھ اور ۵۹ھ ہجری نبوی

درمیان اسی سال کے امیر المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بکر ذی الحجہ مہرہ رسول خداؐ کے عالم بقا کو نہضت فرما ہوئیں۔ اور بھائی اوسکا عبدالرحمن بن ابی بکر اسی سال میں فوت ہوا۔

ابشروع ہوا ۵۹ھ ہجری نبوی

اس سال میں سعید بن العاص بن امیہ نے رحلت فرمائی شیخنا اول سال ہجری میں پیدا ہوا تھا اور اسکے والد عاص بن سعید نے بروز جنگ بدر ایک کا فر مارا تھا۔ اور یہ شخص سعید بن امیہ میں بہت سخی تھا۔ اور اسی سال میں حلیہ جکا نام جردل بن مالک تھا فوت ہو گیا حلیہ کو سبب اسکے کہ قداونکا چھوٹا تھا کہا کرتے تھے اول شیخنا مسلمان ہوا پھر مرند ہو گیا اور پھر مسلمان ہوا اور اسی سال میں ابوہریرہؓ فوت ہوئے اس صحابی کے نسب و اہم میں اختلاف ہے اور لوگوں میں سے ہے جو ہمیشہ رسول اللہؐ کی خدمت میں رہا کرتے تھے اس صحابی سے روایتیں بہت کی گئی ہیں چنانچہ ایسٹ بعض آدمیوں نے اسکو تہمت تکذیب کی کی ہے یہ سب کثرت روایات کے اور اکثر لوگ اوس کی روایات کو صحیح کہتے ہیں اوش کچھ شک نہیں لاتے۔

اب شروع ہوا سنہ ہجری نبوی ص ۶۰

بیان وفات معاویہ کا

واضح ہو کہ درمیان اسی سال کے ماہ رجب میں معاویہ بن ابی سفیان فوت ہوئے اور اوش تین برس تین مہینے ستائیس دن خلافت گزارا اوس دسے کہ خلافت اوسکے سپرد ہوئی اور حسن بن علیؓ نے بہت کی عمر اوسکو کچھ بیشتر برس کی ہوئی بھنے کہتے ہیں شتر برس کی اور کوئی کچھ اور کہتا ہے۔ جب معاویہ فوت ہو چکا اوسوقت ضحاک بن یزید کرچڑھا اور اپنے ہاتھ میں دونوں کفن معاویہ کے لے رہا تھا پہلے معاویہ پر شتا کی اور لوگوں کو بتلایا کہ معاویہ مر گیا اور یہ دونوں کفن اوسکے ہیں پھر ضحاک نے اوسکی نماز پڑھی اور یزید موجود نہ تھا یہ ایک گانوں میں نہا جسکو حواریں کہتے ہیں مضافات حمص سے لوگوں نے لکھ کر اوسکو بلایا چنانچہ یزید بعد دفن معاویہ کے آیا اور اوسکی قبر پر نماز پڑھی۔

بیان حالات عادات معاویہ

واضح ہو کہ معاویہ اپنے باپ کے ہمراہ بروز فتح مکہ مسلمان ہوا تھا اس سے پیغمبر خداؐ کتابت کا کام لیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے آیام خلافت میں اسکو شام کا عامل کر دیا تھا چنانچہ چار برس ان کے ساتھ حکم رہا اور حضرت عثمانؓ نے اپنی تمام مدت خلافت میں اسکو قائم رکھا چنانچہ بارہ برس انکی آیام

خلافت میں سرداری کرتا رہا اور چار برس تک حضرت علیؓ سے لڑ کر شام پر غلبہ رہا۔ بہتر تقدیر چنانچہ
 برس ملک شام کی سلطنت اوسنے کی اور خلق کا یہ حال ہے کہ جلیل اور استوار اور تیز فہم اور سست
 ملک جانتا تھا اور حلم اور سکانت پر اوسکے غالب تھا اور سخاوت بھی بہت کرتا تھا اقرباؤں کے ساتھ
 سلوک کرتا تھا کبھی بھی نہ ہوتا تھا۔ ایک حکایت اوسکے حکم کی تاریخ قاضی جمال الدین بن واصل سے
 منقول ہے وہ یہ ہے کہ اردی بنت حارث بن عبد المطلب بن ہاشم ایک مزمعاویہ کے پاس
 تشریف لائیں اور یہ بڑے بہا کبر سن تھی اسکو دیکھا۔ آویہ نے کہا مر جیا اے خالہ آپ کیسی طرح
 ہیں اوسنے کہا کہ اے بھانجے اچھی ہوں پھر اوس بیوی نے یہ کہا کہ معاویہ تو نے کفرانِ نعمت
 کی اور اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ تو نے بہت بُرائی کی اور اوسکی صحبت کو فراموش کیا اور اپنا نام
 تو نے وہ رکھا کہ تجھ کو زیبا نہ تھا اور غاصب حق غیر ہو گیا۔ اور ہم لوگ اہل بیت کے سب آدمیوں سے بہت
 بیچ اور مشقت اٹھا چکے ہیں یہاں تک انتقال فرمایا جی نے اوسکی سہیلی کے ہم سفر گذار ہیں اور رتبہ اوسکا
 بلند ہوا۔ پھر ہم پر بعد انتقال آنحضرتؐ کے یتیم اور یتیمہ لگو دے ہمنے اپنا حق چھوڑ دیا اور تم والی
 ہو گئے ہم پر اور حالانکہ ہم تم ہیں بمنزلہ بنی اسرائیل کے آل فرعون میں۔ اور علیؓ ابن ابیطالب
 بعد ہمارے بنی کے بمنزلہ ہارون کے تھا موسیٰؑ سے عمر بن العاص بولا کہ چپ رہ اے بڑے بیاد گمراہ
 تیری عقل جاتی رہی ہم سے نبول اور نہ بکھت پیری نے فرمایا کہ باغیہ کے بچے تو یہی کلام کرتا ہے تیری
 ماں مکہ میں بغاوت و شقاوت کرتا کہہ کر چکی ہے جسے چاہا اوس سے بغل گرم کی چنانچہ تیرے نسب کا
 دعوے پانچ شخصوں نے قریش میں سے کیا تھا اور اس امر کا سوال تیری ماں سے کیا گیا اوسنے کہا کہ پانچوں
 نے مجھ سے صحبت کی ہے پہر تیری صورت دیکھی گئی کہ کس کے مشابہہ ہے جس میں ملتے ہو اوس کے
 نسب سے اوسکو قرار دو۔ پس غالب ہونی تجھے شہادت عاص بن وائل کی اوسکے نسب میں تجھ کو ملایا
 معاویہ بولا کہ خیر جانے دو جو ہوا سو ہو اگر شہادہ راضی ہو۔ اب آپ اپنی حاجت فرمائیے اوس بڑے بیانے
 کہا کہ دو ہزار دینار چاہتی ہوں میں اپنی کھجوروں کے واسطے پانی خریدوں گی جو فقراء و الحارث بن
 عبد المطلب کی زمین میں ہیں اور دو ہزار دینار اور تاکہ فقراری الحارث کا نخل کر دوں اور دو ہزار
 واسطے مددگاری شہادت اور تکلیف زمانہ کے معاویہ نے چھ ہزار دینار دلوادیئے اوسنے لے لئے اور
 چلی گئی۔ معاویہ نے اول یہ بات بخالی کلاپنی زندگی میں یزید سے لوگوں کی سمیت کر دوائی۔ اور دو

بیعت کرینگے حضرت امام حسینؑ کے پاس آنے شروع ہوئے دن ایام میں نعمان ابن بشیر انصاری کو مدعا مل
 تھا حضرت امام حسینؑ نے درمیان کو فہ کے اپنے چپا کے بیٹے مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو بھیجا تاکہ
 لوگوں سے بیعت لیں چنانچہ بروقت تشریف لے جانے حضرت مسلم بن عقیل کی آپ کے ہاتھ پر جناب امام
 حسینؑ سے تین ہند آدمیوں نے بیعت کی بعض اٹھائیس ہزار بیان کرتے ہیں یہ بات بڑی کبریت
 ناگوار گذری اور نعمان ابن بشیر کی سوا اٹھامی چنانکہ انکو معزول کیا اور بجائے اوسکی عبداللہ ابن زیاد
 کو کو فہ کا والی مقرر کیا۔ یہ شخص پہلے اس سے بصرہ کا حاکم تھا پس کو فہ میرا یا اور دیکھا کہ لوگ بیعت
 حضرت امام حسینؑ کی مسلم بن عقیلؑ کے ہاتھ پر کرتے ہیں لوگوں کو اسے ڈرایا اور فریب دینا شروع
 کیا اور سب کو تیرید مذکور کی اطاعت پر برانگیختہ کیا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا اور حضرت مسلم جطر جطر
 اپنے کار میں مصروف تھے اوسبطرح رہی وہ لوگ جو حضرت امام حسینؑ کی بیعت پر راضی ہو گئے تھے ہمراہ
 مسلم بن عقیلؑ کے عبداللہ ابن زیاد کو گھر پر چڑھ گئے اور اوسکو محاصرہ کر لیا اور وقت عبید اللہ کے
 ہمراہ کل تین آدمی تھے درمیان اوس محل کے پہر عبید اللہ نے حکم دیا کہ تم سب لوگ اپنے گھر کو چلے
 جاؤ اور جو اطاعت کرنا اور سپر انعام ہوگا اور جو نہ مانینگا اور سپر سزا ملے گی سب چلے گئے یہاں تک نوبت
 پہنچی کہ ہر ایک کی مان بھرنے آکر کہا کہ تو چل اور آدمی بہت ہیں ٹر لینگے چنانچہ ہر ایک شخص یہ کہتا تھا
 کہ لو صاحب ہم تو جلتے ہیں ایک ہمارا نہ ہونا کچھ ضرر نہیں کرنا سب آدمی مسلمؑ کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے
 اور حضرت مسلمؑ کے ہمراہ سوا ۳۰ آدمیوں کے اور کوئی نہ رہا اور وقت حضرت مسلمؑ بھاگ کر چھپ گئے وقت
 ۱۰:۱۱:۱۲:۱۳:۱۴:۱۵:۱۶:۱۷:۱۸:۱۹:۲۰:۲۱:۲۲:۲۳:۲۴:۲۵:۲۶:۲۷:۲۸:۲۹:۳۰:۳۱:۳۲:۳۳:۳۴:۳۵:۳۶:۳۷:۳۸:۳۹:۴۰:۴۱:۴۲:۴۳:۴۴:۴۵:۴۶:۴۷:۴۸:۴۹:۵۰:۵۱:۵۲:۵۳:۵۴:۵۵:۵۶:۵۷:۵۸:۵۹:۶۰:۶۱:۶۲:۶۳:۶۴:۶۵:۶۶:۶۷:۶۸:۶۹:۷۰:۷۱:۷۲:۷۳:۷۴:۷۵:۷۶:۷۷:۷۸:۷۹:۸۰:۸۱:۸۲:۸۳:۸۴:۸۵:۸۶:۸۷:۸۸:۸۹:۹۰:۹۱:۹۲:۹۳:۹۴:۹۵:۹۶:۹۷:۹۸:۹۹:۱۰۰:۱۰۱:۱۰۲:۱۰۳:۱۰۴:۱۰۵:۱۰۶:۱۰۷:۱۰۸:۱۰۹:۱۱۰:۱۱۱:۱۱۲:۱۱۳:۱۱۴:۱۱۵:۱۱۶:۱۱۷:۱۱۸:۱۱۹:۱۲۰:۱۲۱:۱۲۲:۱۲۳:۱۲۴:۱۲۵:۱۲۶:۱۲۷:۱۲۸:۱۲۹:۱۳۰:۱۳۱:۱۳۲:۱۳۳:۱۳۴:۱۳۵:۱۳۶:۱۳۷:۱۳۸:۱۳۹:۱۴۰:۱۴۱:۱۴۲:۱۴۳:۱۴۴:۱۴۵:۱۴۶:۱۴۷:۱۴۸:۱۴۹:۱۵۰:۱۵۱:۱۵۲:۱۵۳:۱۵۴:۱۵۵:۱۵۶:۱۵۷:۱۵۸:۱۵۹:۱۶۰:۱۶۱:۱۶۲:۱۶۳:۱۶۴:۱۶۵:۱۶۶:۱۶۷:۱۶۸:۱۶۹:۱۷۰:۱۷۱:۱۷۲:۱۷۳:۱۷۴:۱۷۵:۱۷۶:۱۷۷:۱۷۸:۱۷۹:۱۸۰:۱۸۱:۱۸۲:۱۸۳:۱۸۴:۱۸۵:۱۸۶:۱۸۷:۱۸۸:۱۸۹:۱۹۰:۱۹۱:۱۹۲:۱۹۳:۱۹۴:۱۹۵:۱۹۶:۱۹۷:۱۹۸:۱۹۹:۲۰۰:۲۰۱:۲۰۲:۲۰۳:۲۰۴:۲۰۵:۲۰۶:۲۰۷:۲۰۸:۲۰۹:۲۱۰:۲۱۱:۲۱۲:۲۱۳:۲۱۴:۲۱۵:۲۱۶:۲۱۷:۲۱۸:۲۱۹:۲۲۰:۲۲۱:۲۲۲:۲۲۳:۲۲۴:۲۲۵:۲۲۶:۲۲۷:۲۲۸:۲۲۹:۲۳۰:۲۳۱:۲۳۲:۲۳۳:۲۳۴:۲۳۵:۲۳۶:۲۳۷:۲۳۸:۲۳۹:۲۴۰:۲۴۱:۲۴۲:۲۴۳:۲۴۴:۲۴۵:۲۴۶:۲۴۷:۲۴۸:۲۴۹:۲۵۰:۲۵۱:۲۵۲:۲۵۳:۲۵۴:۲۵۵:۲۵۶:۲۵۷:۲۵۸:۲۵۹:۲۶۰:۲۶۱:۲۶۲:۲۶۳:۲۶۴:۲۶۵:۲۶۶:۲۶۷:۲۶۸:۲۶۹:۲۷۰:۲۷۱:۲۷۲:۲۷۳:۲۷۴:۲۷۵:۲۷۶:۲۷۷:۲۷۸:۲۷۹:۲۸۰:۲۸۱:۲۸۲:۲۸۳:۲۸۴:۲۸۵:۲۸۶:۲۸۷:۲۸۸:۲۸۹:۲۹۰:۲۹۱:۲۹۲:۲۹۳:۲۹۴:۲۹۵:۲۹۶:۲۹۷:۲۹۸:۲۹۹:۳۰۰:۳۰۱:۳۰۲:۳۰۳:۳۰۴:۳۰۵:۳۰۶:۳۰۷:۳۰۸:۳۰۹:۳۱۰:۳۱۱:۳۱۲:۳۱۳:۳۱۴:۳۱۵:۳۱۶:۳۱۷:۳۱۸:۳۱۹:۳۲۰:۳۲۱:۳۲۲:۳۲۳:۳۲۴:۳۲۵:۳۲۶:۳۲۷:۳۲۸:۳۲۹:۳۳۰:۳۳۱:۳۳۲:۳۳۳:۳۳۴:۳۳۵:۳۳۶:۳۳۷:۳۳۸:۳۳۹:۳۴۰:۳۴۱:۳۴۲:۳۴۳:۳۴۴:۳۴۵:۳۴۶:۳۴۷:۳۴۸:۳۴۹:۳۵۰:۳۵۱:۳۵۲:۳۵۳:۳۵۴:۳۵۵:۳۵۶:۳۵۷:۳۵۸:۳۵۹:۳۶۰:۳۶۱:۳۶۲:۳۶۳:۳۶۴:۳۶۵:۳۶۶:۳۶۷:۳۶۸:۳۶۹:۳۷۰:۳۷۱:۳۷۲:۳۷۳:۳۷۴:۳۷۵:۳۷۶:۳۷۷:۳۷۸:۳۷۹:۳۸۰:۳۸۱:۳۸۲:۳۸۳:۳۸۴:۳۸۵:۳۸۶:۳۸۷:۳۸۸:۳۸۹:۳۹۰:۳۹۱:۳۹۲:۳۹۳:۳۹۴:۳۹۵:۳۹۶:۳۹۷:۳۹۸:۳۹۹:۴۰۰:۴۰۱:۴۰۲:۴۰۳:۴۰۴:۴۰۵:۴۰۶:۴۰۷:۴۰۸:۴۰۹:۴۱۰:۴۱۱:۴۱۲:۴۱۳:۴۱۴:۴۱۵:۴۱۶:۴۱۷:۴۱۸:۴۱۹:۴۲۰:۴۲۱:۴۲۲:۴۲۳:۴۲۴:۴۲۵:۴۲۶:۴۲۷:۴۲۸:۴۲۹:۴۳۰:۴۳۱:۴۳۲:۴۳۳:۴۳۴:۴۳۵:۴۳۶:۴۳۷:۴۳۸:۴۳۹:۴۴۰:۴۴۱:۴۴۲:۴۴۳:۴۴۴:۴۴۵:۴۴۶:۴۴۷:۴۴۸:۴۴۹:۴۵۰:۴۵۱:۴۵۲:۴۵۳:۴۵۴:۴۵۵:۴۵۶:۴۵۷:۴۵۸:۴۵۹:۴۶۰:۴۶۱:۴۶۲:۴۶۳:۴۶۴:۴۶۵:۴۶۶:۴۶۷:۴۶۸:۴۶۹:۴۷۰:۴۷۱:۴۷۲:۴۷۳:۴۷۴:۴۷۵:۴۷۶:۴۷۷:۴۷۸:۴۷۹:۴۸۰:۴۸۱:۴۸۲:۴۸۳:۴۸۴:۴۸۵:۴۸۶:۴۸۷:۴۸۸:۴۸۹:۴۹۰:۴۹۱:۴۹۲:۴۹۳:۴۹۴:۴۹۵:۴۹۶:۴۹۷:۴۹۸:۴۹۹:۵۰۰:۵۰۱:۵۰۲:۵۰۳:۵۰۴:۵۰۵:۵۰۶:۵۰۷:۵۰۸:۵۰۹:۵۱۰:۵۱۱:۵۱۲:۵۱۳:۵۱۴:۵۱۵:۵۱۶:۵۱۷:۵۱۸:۵۱۹:۵۲۰:۵۲۱:۵۲۲:۵۲۳:۵۲۴:۵۲۵:۵۲۶:۵۲۷:۵۲۸:۵۲۹:۵۳۰:۵۳۱:۵۳۲:۵۳۳:۵۳۴:۵۳۵:۵۳۶:۵۳۷:۵۳۸:۵۳۹:۵۴۰:۵۴۱:۵۴۲:۵۴۳:۵۴۴:۵۴۵:۵۴۶:۵۴۷:۵۴۸:۵۴۹:۵۵۰:۵۵۱:۵۵۲:۵۵۳:۵۵۴:۵۵۵:۵۵۶:۵۵۷:۵۵۸:۵۵۹:۵۶۰:۵۶۱:۵۶۲:۵۶۳:۵۶۴:۵۶۵:۵۶۶:۵۶۷:۵۶۸:۵۶۹:۵۷۰:۵۷۱:۵۷۲:۵۷۳:۵۷۴:۵۷۵:۵۷۶:۵۷۷:۵۷۸:۵۷۹:۵۸۰:۵۸۱:۵۸۲:۵۸۳:۵۸۴:۵۸۵:۵۸۶:۵۸۷:۵۸۸:۵۸۹:۵۹۰:۵۹۱:۵۹۲:۵۹۳:۵۹۴:۵۹۵:۵۹۶:۵۹۷:۵۹۸:۵۹۹:۶۰۰:۶۰۱:۶۰۲:۶۰۳:۶۰۴:۶۰۵:۶۰۶:۶۰۷:۶۰۸:۶۰۹:۶۱۰:۶۱۱:۶۱۲:۶۱۳:۶۱۴:۶۱۵:۶۱۶:۶۱۷:۶۱۸:۶۱۹:۶۲۰:۶۲۱:۶۲۲:۶۲۳:۶۲۴:۶۲۵:۶۲۶:۶۲۷:۶۲۸:۶۲۹:۶۳۰:۶۳۱:۶۳۲:۶۳۳:۶۳۴:۶۳۵:۶۳۶:۶۳۷:۶۳۸:۶۳۹:۶۴۰:۶۴۱:۶۴۲:۶۴۳:۶۴۴:۶۴۵:۶۴۶:۶۴۷:۶۴۸:۶۴۹:۶۵۰:۶۵۱:۶۵۲:۶۵۳:۶۵۴:۶۵۵:۶۵۶:۶۵۷:۶۵۸:۶۵۹:۶۶۰:۶۶۱:۶۶۲:۶۶۳:۶۶۴:۶۶۵:۶۶۶:۶۶۷:۶۶۸:۶۶۹:۶۷۰:۶۷۱:۶۷۲:۶۷۳:۶۷۴:۶۷۵:۶۷۶:۶۷۷:۶۷۸:۶۷۹:۶۸۰:۶۸۱:۶۸۲:۶۸۳:۶۸۴:۶۸۵:۶۸۶:۶۸۷:۶۸۸:۶۸۹:۶۹۰:۶۹۱:۶۹۲:۶۹۳:۶۹۴:۶۹۵:۶۹۶:۶۹۷:۶۹۸:۶۹۹:۷۰۰:۷۰۱:۷۰۲:۷۰۳:۷۰۴:۷۰۵:۷۰۶:۷۰۷:۷۰۸:۷۰۹:۷۱۰:۷۱۱:۷۱۲:۷۱۳:۷۱۴:۷۱۵:۷۱۶:۷۱۷:۷۱۸:۷۱۹:۷۲۰:۷۲۱:۷۲۲:۷۲۳:۷۲۴:۷۲۵:۷۲۶:۷۲۷:۷۲۸:۷۲۹:۷۳۰:۷۳۱:۷۳۲:۷۳۳:۷۳۴:۷۳۵:۷۳۶:۷۳۷:۷۳۸:۷۳۹:۷۴۰:۷۴۱:۷۴۲:۷۴۳:۷۴۴:۷۴۵:۷۴۶:۷۴۷:۷۴۸:۷۴۹:۷۵۰:۷۵۱:۷۵۲:۷۵۳:۷۵۴:۷۵۵:۷۵۶:۷۵۷:۷۵۸:۷۵۹:۷۶۰:۷۶۱:۷۶۲:۷۶۳:۷۶۴:۷۶۵:۷۶۶:۷۶۷:۷۶۸:۷۶۹:۷۷۰:۷۷۱:۷۷۲:۷۷۳:۷۷۴:۷۷۵:۷۷۶:۷۷۷:۷۷۸:۷۷۹:۷۸۰:۷۸۱:۷۸۲:۷۸۳:۷۸۴:۷۸۵:۷۸۶:۷۸۷:۷۸۸:۷۸۹:۷۹۰:۷۹۱:۷۹۲:۷۹۳:۷۹۴:۷۹۵:۷۹۶:۷۹۷:۷۹۸:۷۹۹:۸۰۰:۸۰۱:۸۰۲:۸۰۳:۸۰۴:۸۰۵:۸۰۶:۸۰۷:۸۰۸:۸۰۹:۸۱۰:۸۱۱:۸۱۲:۸۱۳:۸۱۴:۸۱۵:۸۱۶:۸۱۷:۸۱۸:۸۱۹:۸۲۰:۸۲۱:۸۲۲:۸۲۳:۸۲۴:۸۲۵:۸۲۶:۸۲۷:۸۲۸:۸۲۹:۸۳۰:۸۳۱:۸۳۲:۸۳۳:۸۳۴:۸۳۵:۸۳۶:۸۳۷:۸۳۸:۸۳۹:۸۴۰:۸۴۱:۸۴۲:۸۴۳:۸۴۴:۸۴۵:۸۴۶:۸۴۷:۸۴۸:۸۴۹:۸۵۰:۸۵۱:۸۵۲:۸۵۳:۸۵۴:۸۵۵:۸۵۶:۸۵۷:۸۵۸:۸۵۹:۸۶۰:۸۶۱:۸۶۲:۸۶۳:۸۶۴:۸۶۵:۸۶۶:۸۶۷:۸۶۸:۸۶۹:۸۷۰:۸۷۱:۸۷۲:۸۷۳:۸۷۴:۸۷۵:۸۷۶:۸۷۷:۸۷۸:۸۷۹:۸۸۰:۸۸۱:۸۸۲:۸۸۳:۸۸۴:۸۸۵:۸۸۶:۸۸۷:۸۸۸:۸۸۹:۸۹۰:۸۹۱:۸۹۲:۸۹۳:۸۹۴:۸۹۵:۸۹۶:۸۹۷:۸۹۸:۸۹۹:۹۰۰:۹۰۱:۹۰۲:۹۰۳:۹۰۴:۹۰۵:۹۰۶:۹۰۷:۹۰۸:۹۰۹:۹۱۰:۹۱۱:۹۱۲:۹۱۳:۹۱۴:۹۱۵:۹۱۶:۹۱۷:۹۱۸:۹۱۹:۹۲۰:۹۲۱:۹۲۲:۹۲۳:۹۲۴:۹۲۵:۹۲۶:۹۲۷:۹۲۸:۹۲۹:۹۳۰:۹۳۱:۹۳۲:۹۳۳:۹۳۴:۹۳۵:۹۳۶:۹۳۷:۹۳۸:۹۳۹:۹۴۰:۹۴۱:۹۴۲:۹۴۳:۹۴۴:۹۴۵:۹۴۶:۹۴۷:۹۴۸:۹۴۹:۹۵۰:۹۵۱:۹۵۲:۹۵۳:۹۵۴:۹۵۵:۹۵۶:۹۵۷:۹۵۸:۹۵۹:۹۶۰:۹۶۱:۹۶۲:۹۶۳:۹۶۴:۹۶۵:۹۶۶:۹۶۷:۹۶۸:۹۶۹:۹۷۰:۹۷۱:۹۷۲:۹۷۳:۹۷۴:۹۷۵:۹۷۶:۹۷۷:۹۷۸:۹۷۹:۹۸۰:۹۸۱:۹۸۲:۹۸۳:۹۸۴:۹۸۵:۹۸۶:۹۸۷:۹۸۸:۹۸۹:۹۹۰:۹۹۱:۹۹۲:۹۹۳:۹۹۴:۹۹۵:۹۹۶:۹۹۷:۹۹۸:۹۹۹:۱۰۰۰:۱۰۰۱:۱۰۰۲:۱۰۰۳:۱۰۰۴:۱۰۰۵:۱۰۰۶:۱۰۰۷:۱۰۰۸:۱۰۰۹:۱۰۱۰:۱۰۱۱:۱۰۱۲:۱۰۱۳:۱۰۱۴:۱۰۱۵:۱۰۱۶:۱۰۱۷:۱۰۱۸:۱۰۱۹:۱۰۲۰:۱۰۲۱:۱۰۲۲:۱۰۲۳:۱۰۲۴:۱۰۲۵:۱۰۲۶:۱۰۲۷:۱۰۲۸:۱۰۲۹:۱۰۳۰:۱۰۳۱:۱۰۳۲:۱۰۳۳:۱۰۳۴:۱۰۳۵:۱۰۳۶:۱۰۳۷:۱۰۳۸:۱۰۳۹:۱۰۴۰:۱۰۴۱:۱۰۴۲:۱۰۴۳:۱۰۴۴:۱۰۴۵:۱۰۴۶:۱۰۴۷:۱۰۴۸:۱۰۴۹:۱۰۵۰:۱۰۵۱:۱۰۵۲:۱۰۵۳:۱۰۵۴:۱۰۵۵:۱۰۵۶:۱۰۵۷:۱۰۵۸:۱۰۵۹:۱۰۶۰:۱۰۶۱:۱۰۶۲:۱۰۶۳:۱۰۶۴:۱۰۶۵:۱۰۶۶:۱۰۶۷:۱۰۶۸:۱۰۶۹:۱۰۷۰:۱۰۷۱:۱۰۷۲:۱۰۷۳:۱۰۷۴:۱۰۷۵:۱۰۷۶:۱۰۷۷:۱۰۷۸:۱۰۷۹:۱۰۸۰:۱۰۸۱:۱۰۸۲:۱۰۸۳:۱۰۸۴:۱۰۸۵:۱۰۸۶:۱۰۸۷:۱۰۸۸:۱۰۸۹:۱۰۹۰:۱۰۹۱:۱۰۹۲:۱۰۹۳:۱۰۹۴:۱۰۹۵:۱۰۹۶:۱۰۹۷:۱۰۹۸:۱۰۹۹:۱۱۰۰:۱۱۰۱:۱۱۰۲:۱۱۰۳:۱۱۰۴:۱۱۰۵:۱۱۰۶:۱۱۰۷:۱۱۰۸:۱۱۰۹:۱۱۱۰:۱۱۱۱:۱۱۱۲:۱۱۱۳:۱۱۱۴:۱۱۱۵:۱۱۱۶:۱۱۱۷:۱۱۱۸:۱۱۱۹:۱۱۲۰:۱۱۲۱:۱۱۲۲:۱۱۲۳:۱۱۲۴:۱۱۲۵:۱۱۲۶:۱۱۲۷:۱۱۲۸:۱۱۲۹:۱۱۳۰:۱۱۳۱:۱۱۳۲:۱۱۳۳:۱۱۳۴:۱۱۳۵:۱۱۳۶:۱۱۳۷:۱۱۳۸:۱۱۳۹:۱۱۴۰:۱۱۴۱:۱۱۴۲:۱۱۴۳:۱۱۴۴:۱۱۴۵:۱۱۴۶:۱۱۴۷:۱۱۴۸:۱۱۴۹:۱۱۵۰:۱۱۵۱:۱۱۵۲:۱۱۵۳:۱۱۵۴:۱۱۵۵:۱۱۵۶:۱۱۵۷:۱۱۵۸:۱۱۵۹:۱۱۶۰:۱۱۶۱:۱۱۶۲:۱۱۶۳:۱۱۶۴:۱۱۶۵:۱۱۶۶:۱۱۶۷:۱۱۶۸:۱۱۶۹:۱۱۷۰:۱۱۷۱:۱۱۷۲:۱۱۷۳:۱۱۷۴:۱۱۷۵:۱۱۷۶:۱۱۷۷:۱۱۷۸:۱۱۷۹:۱۱۸۰:۱۱۸۱:۱۱۸۲:۱۱۸۳:۱۱۸۴:۱۱۸۵:۱۱۸۶:۱۱۸۷:۱۱۸۸:۱۱۸۹:۱۱۹۰:۱۱۹۱:۱۱۹۲:۱۱۹۳:۱۱۹۴:۱۱۹۵:۱۱۹۶:۱۱۹۷:۱۱۹۸:۱۱۹۹:۱۲۰۰:۱۲۰۱:۱۲۰۲:۱۲۰۳:۱۲۰۴:۱۲۰۵:۱۲۰۶:۱۲۰۷:۱۲۰۸:۱۲۰۹:۱۲۱۰:۱۲۱۱:۱۲۱۲:۱۲۱۳:۱۲۱۴:۱۲۱۵:۱۲۱۶:۱۲۱۷:۱۲۱۸:۱۲۱۹:۱۲۲۰:۱۲۲۱:۱۲۲۲:۱۲۲۳:۱۲۲۴:۱۲۲۵:۱۲۲۶:۱۲۲۷:۱۲۲۸:۱۲۲۹:۱۲۳۰:۱۲۳۱:۱۲۳۲:۱۲۳۳:۱۲۳۴:۱۲۳۵:۱۲۳۶:۱۲۳۷:۱۲۳۸:۱۲۳۹:۱۲۴۰:۱۲۴۱:۱۲۴۲:۱۲۴۳:۱۲۴۴:۱۲۴۵:۱۲۴۶:۱۲۴۷:۱۲۴۸:۱۲۴۹:۱۲۵۰:۱۲۵۱:۱۲۵۲:۱۲۵۳:۱۲۵۴:۱۲۵۵:۱۲۵۶:۱۲۵۷:۱۲۵۸:۱۲۵۹:۱۲۶۰:۱۲۶۱:۱۲۶۲:۱۲۶۳:۱۲۶۴:۱۲۶۵:۱۲۶۶:۱۲۶۷:۱۲۶۸:۱۲۶۹:۱۲۷۰:۱۲۷۱:۱۲۷۲:۱۲۷۳:۱۲۷۴:۱۲۷۵:۱۲۷۶:۱۲۷۷:۱۲۷۸:۱۲۷۹:۱۲۸۰:۱۲۸۱:۱۲۸۲:۱۲۸۳:۱۲۸۴:۱۲۸۵:۱۲۸۶:۱۲۸۷:۱۲۸۸:۱۲۸۹:۱۲۹۰:۱۲۹۱:۱۲۹۲:۱۲۹۳:۱۲۹۴:۱۲۹۵:۱۲۹۶:۱۲۹۷:۱۲۹۸:۱۲۹۹:۱۳۰۰:۱۳۰۱:۱۳۰۲:۱۳۰۳:۱۳۰۴:۱۳۰۵:۱۳۰۶:۱۳۰۷:۱۳۰۸:۱۳۰۹:۱۳۱۰:۱۳۱۱:۱۳۱۲:۱۳۱۳:۱۳۱۴:۱۳۱۵:۱۳۱۶:۱۳۱۷:۱۳۱۸:۱۳۱۹:۱۳۲۰:۱۳۲۱:۱۳۲۲:۱۳۲۳:۱۳۲۴:۱۳۲۵:۱۳۲۶:۱۳۲۷:۱۳۲۸:۱۳۲۹:۱۳۳۰:۱۳۳۱:۱۳۳۲:۱۳۳۳:۱۳۳۴:۱۳۳۵:۱۳۳۶:۱۳۳۷:۱۳۳۸:۱۳۳۹:۱۳۴۰:۱۳۴۱:۱۳۴۲:۱۳۴۳:۱۳۴۴:۱۳۴۵:۱۳۴۶:۱۳۴۷:۱۳۴۸:۱۳۴۹:۱۳۵۰:۱۳۵۱:۱۳۵۲:۱۳۵۳:۱۳۵۴:۱۳۵۵:۱۳۵۶:۱۳۵۷:۱۳۵۸:۱۳۵۹:۱۳۶۰:۱۳۶۱:۱۳۶۲:۱۳۶۳:۱۳۶۴:۱۳۶۵:۱۳۶۶:۱۳۶۷:۱۳۶۸:۱۳۶۹:۱۳۷۰:۱۳۷۱:۱۳۷۲:۱۳۷۳:۱۳۷۴:۱۳۷۵:۱۳۷۶:۱۳۷۷:۱۳۷۸:۱۳۷۹:۱۳۸۰:۱۳۸۱:۱۳۸۲:۱۳۸۳:۱۳۸۴:۱۳۸۵:۱۳۸۶:۱۳۸۷:۱۳۸۸:۱۳۸۹:۱۳۹۰:۱۳۹۱:۱۳۹۲:۱۳۹۳:۱۳۹۴:۱۳۹۵:۱۳۹۶:۱۳۹۷:۱۳۹۸:۱۳۹۹:۱۴۰۰:۱۴۰۱:۱۴۰۲:۱۴۰۳:۱۴۰۴:۱۴۰۵:۱۴۰۶:۱۴۰۷:۱۴۰۸:۱۴۰۹:۱۴۱۰:۱۴۱۱:۱۴۱۲:۱۴۱۳:۱۴۱۴:۱۴۱۵:۱۴۱۶:۱۴۱۷:۱۴۱۸:۱۴۱۹:۱۴۲۰:۱۴۲۱:۱۴۲۲:۱۴۲۳:۱۴۲۴:۱۴۲۵:۱۴۲۶:۱۴۲۷:۱۴۲۸:۱۴۲۹:۱۴۳۰:۱۴۳۱:۱۴۳۲:۱۴۳۳:۱۴۳۴:۱۴۳۵:۱۴۳۶:۱۴۳۷:۱۴۳۸:۱۴۳۹:۱۴۴۰:۱۴۴۱:۱۴۴۲:۱۴۴۳:۱۴۴۴:۱۴۴۵:۱۴۴۶:۱۴۴۷:۱۴۴۸:۱۴۴۹:۱۴۵۰:۱۴۵۱:۱۴۵۲:۱۴۵۳:۱۴۵۴:۱۴۵۵:۱۴۵۶:۱۴۵۷:۱۴۵۸:۱۴۵۹:۱۴۶۰:۱۴۶۱:۱۴۶۲:۱۴۶۳:۱۴۶۴:۱۴۶۵:۱۴۶۶:۱۴۶۷:۱۴۶۸:۱۴۶۹:۱۴۷۰:۱۴۷۱:۱۴۷۲:۱۴۷۳:۱۴۷۴:۱۴۷۵:۱۴۷۶:۱۴۷۷:۱۴۷۸:۱۴۷۹:۱۴۸۰:۱۴۸۱:۱۴۸۲:۱۴۸۳:۱۴۸۴:۱۴۸۵:۱۴۸۶:۱۴۸۷:۱۴۸۸:۱۴۸۹:۱۴۹۰:۱۴۹۱:۱۴۹۲:۱۴۹۳:۱۴۹۴:۱۴۹۵:۱۴۹۶:۱۴۹۷:۱۴۹۸:۱۴۹۹:۱۵۰۰:۱۵۰۱:۱۵۰۲:۱۵۰۳:۱۵۰۴:۱۵۰۵:۱۵۰۶:۱۵۰۷:۱۵۰۸:۱۵۰۹:۱۵۱۰:۱۵۱۱:۱۵۱۲:۱۵۱۳:۱۵۱۴:۱۵۱۵:۱۵۱۶:۱۵۱۷:۱۵۱۸:۱۵۱۹:۱۵۲۰:۱۵۲۱:۱۵۲۲:۱۵۲۳:۱۵۲۴:۱۵۲۵:۱۵۲۶:۱۵۲۷:۱۵۲۸:۱۵۲۹:۱۵۳۰:۱۵۳۱:۱۵۳۲:۱۵۳۳:۱۵۳۴:۱۵۳۵:۱۵۳۶:۱۵۳۷:۱۵۳

آپ تشریف عراق کو لیجاتے ہیں اور یہ کہ خوف آتا ہے کیونکہ وہ لوگ اہل عذر ہیں تم اسی جائے تشریف رکھو کیونکہ تم سردار اہل حجاز کے ہو اور جہاں پہ سفر کرنا منظور ہے تو میں کو تشریف لیجاؤ گے کیونکہ اوجھا شعیان علی ہیں اور چند قلعے اور گھاٹیاں بچاؤ کی ہیں۔ حضرت امام حسینؑ نے ارشاد کیا کہ اسے چپا کر بیٹھے میں جانتا ہوں تم ہے خدا تو بیشک خاص مشفق ہے لیکن اب تو میں قصہ کر چکا جب آپ نے نہ مانا اب میں عباس وہاں سے چلے آئے اور آپ نے مکہ سے یوم الترویہ سنہ ہجری میں خروج کیا اور حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ بہت لوگ عرب کے جمع ہو گئے جمہورت آپ کو یہ خبر پہنچی کہ میرے چچا کے بیٹے مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ ہوئے اور لوگ اونکے ہمراہ نہ ہوئے سب الگ ہو گئے بغیر حضرت امام حسینؑ نے اپنے ہمراہیوں سے کی افرمایا کہ جو شخص اس وقت جانا چاہتا ہو چلا جائے جسکو جان دینی میرے ساتھ منظور ہو ساتھ رہے یہ سننے سے سب لوگ تتر بتر ہو گئے جب حضرت امام حسینؑ اوس مکان پر پہنچے جسکو سرتف کہتے ہیں اور جہاں حضرت کو خربہ سالار عبید اللہ ابن زیاد کا دو ہزار سوار ہمراہ لے ہوئے بلا اور حضرت امام حسینؑ کے مقابلہ میں آکر ٹھہرا دوپہر کے وقت حضرت امام حسینؑ نے ارشاد کیا کہ میں فقط تمہارے خطوط پر عمل کر کے آیا ہوں اگر تم کہو اب جاسے سے چلا جاؤں۔ سپہ سالار ابن زیاد نے کہا کہ تمکو چھوڑ دینے کا حکم نہیں ہے ہم آپ کو قود میں سامنے عبید اللہ بن زیاد کے لیجا بیٹھے حضرت امام حسینؑ عد نے کہا کہ پہر اس سے تو مرنا بہتر ہے پی گفتگو رہی کہ حضرت امام حسینؑ حشر کے ہمراہ چلے۔

اب شروع ہوا اللہ ہجری نبوی ص کا بیان شہادت امام حسین علیہ السلام کا

جبکہ جناب امام حسینؑ ہمراہ حشر کے تشریف لے چلے تو اسی اثنا میں ایک نامہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس بنام حشر کے اس مضمون کا آیا کہ امام حسینؑ کو سب اونکے ہمراہیوں کے کسی ایسے محل میں اتارنا جہاں پانی نہ ہو چنانچہ ایک موضع معروف کربلا میں آپ کو اتار دیا یہ دن جمعرات کا دوسری تاریخ محرم السنہ ہجری ۶۱ ہئی اور صبح کو عمر بن سعد بن ابی وقاص نے چار ہزار سوار بھیجے ہوئے ابن زیاد کے واسطے جنگ امام حسینؑ کے کو قود سے لیکر آیا حضرت امام حسینؑ نے ارشاد کیا کہ یہ چند باتیں ہیں جو تم انہیں سے کہو وہ میں کروں اگر کہو تو وہاں سے میں آیا ہوں چلا جاؤں۔ اور یا نبیہ بیابن معاویہ پر سامان کر کے جاؤں۔ اور

جوہر کے نوکسی گہائی پہاڑ کے پاس چلا جاؤں۔ عمر نے یہ سب حال بن زیا کو لکھ بھیجا اور لکھا کہ ایک بات اس میں ہے امام حسینؑ کو بھو اور جواب دو یہ دیکھا کہ بن زیا کو کوہیت غصہ آیا اور کہا کہ چپ نہیں منظور اور شمر بن ذی الجوش کی زبانی عمر بن سعد کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ یا تو امام حسینؑ کو جنگ کر کے قتل کر اور گھوڑوں سے اونکا لاشہ روندانا چاہیے اور اگر یہ نہیں مانتا تو مجھ کو معزول کرتا ہوں اور سردار لشکر کا شمر مقرر ہوا۔ عمر بن سعد نے کہا کہ میں لڑتا ہوں مجھ کو لڑنے سے انکار نہیں۔ اسے بارہ جنگ شام وقت جمعرات کے روز نویں محرم ۶۱ھ ہجری میں خراج کیا اور حضرت امام حسینؑ اپنے ڈیرہ کے سامنے بند ناز عصر کے بیٹھے تھے۔ جب آپ کے قریب کرا گیا اور سوقت اپنے بھائی عباس کی زبانی کہلا بھیجا کہ ہموکل صبح تک ہمت دو اور مجھ کو منظور ہو گا واپس دے اوہوں نے بھی مان لیا۔ حضرت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو ارشاد کیا کہ میں کو اذن دیا تم آجکی رات چلے جاؤ جہاں چاہو اپنے شہر کو پھر جاؤ۔ آپ کے بھائی عباس بولے کہ یہ مجھ کو منظور نہیں کہ آپ کے بد ہم جیسے رہیں یہ ہموکھدانہ دیکھنا یہی آپ کے بھائیوں اور بہنیوں اور عبد اللہ ابن جعفر کے بیٹوں نے کہا۔ اور حضرت امام حسینؑ اور تمام انکے اصحاب تمام رات پڑتے اور دُعا میں کرتے رہے۔ جب صبح ہوئی عمر بن سعد اپنے یاروں کو لیکر سوار ہوا یہ روز عاشورا تھا اسی سن مذکور کا۔ اور حضرت امام حسینؑ نے بھی اپنے اصحاب اور رفقا کو جو بتیس ۳۲ سوار اور چالیس پیادہ ہتھے آمادہ کیا۔ فرقہ باغیہ نے جناب امام حسینؑ پر چل کیا اور لڑائی ظہر کے وقت تک ہی اوسوقت امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب صلوة خوب ادا کر کے پرجنگ میں مصروف ہوئے مگر امام حسینؑ کو پیاس کا بہت غلبہ ہوا ہر چند کہ واسطے پانی پینے کے آگے بڑھ گئے اور پیر پیر بارانی شروع ہوئی چنانچہ ایک تیر آپ کے منہ پر لگا اور شمر نے پکار کر کہا کہ کیا ہو گیا اے لوگو تم کو کیا سوچ رہے ہو اہل بیت کو قتل کرتے ہو۔ چنانچہ زندہ بن شریک نے آپ کے ایک تلوار تہلیوں پر ماری۔ دوسرے نے گردن پر ماری اور ستان بن انس غمی نے ایک نیزہ آپ کے مارا اوسوقت جناب امام حسینؑ زمین پر گر پڑے شمر نے اوتر کر آپ کو فوج کیا اور سر مبارک آپ کاٹ لیا کہتے ہیں کہ آپ کا سر شمر نے کاٹا اور عمر ابن سعد سے جا کر کہا عمر ابن سعد نے ایک جماعت منافقین کو حکم دیا کہ حضرت امام حسینؑ کی چہائی پر گھوڑے دوڑاؤ چنانچہ کھرا اور چہائی گھوڑوں سے کچلو الی یہ ہر وہ سر اور عورتیں ادا بچے پکڑ کر عبید اللہ ابن زیا کے پاس روانہ کئے حضرت امام حسینؑ کا سر دیکھ کر ابن زیا نے ایک

چہڑی اوس مردود نے آپ کے منہ پر ماری۔ زید ابن ارقم جو وہاں حاضر تھا اوسنے کہا اوٹھالے اس چہڑی کو قسم ہے خدائے پیغمبر خدا کے دونوں ہونٹ۔ ان دونوں ہونٹوں پر دیکھتے ہیں یہ کہہ کر وہ رو پڑا۔ روایت کی گئی ہے جناب امیر المومنین امام حسینؑ کے ہمراہ چار شخص اولاد علیؑ کے یعنی آپ کے بھائی شہید ہوئے وہ یہ ہیں عباس اور جعفر محمد۔ ابوبکر اور اولاد حسینؑ سے ہی چار۔ اور چند شخص اولاد عبید اللہ بن جعفر سے شہید اور چند اولاد عقیل سے۔ پہر زیاد ملعون نے وہ سر مبارک اور عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر کے یزید کے پاس بھیج دیئے۔ یزید نے حضرت امام حسینؑ کا سر اپنے سامنے رکھا اور عورتوں اور بچوں کو بلوا کر حاضر کیا۔ اور نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ انکو روانہ کر دو اور چند شخص اپنے محافظان کے ہمراہ کر دیئے کہ وہ مدینہ میں انکو پہنچا آؤں چنانچہ وہ عورتیں مدینہ کو روانہ ہوئیں جب وہ اہل مہیال حضرت امام حسینؑ کے مدینہ میں پہنچنے کی ہاشم کی عورتیں روتی پیتی اونے ملیں اور خاک لڑکے عقیل بن ابی طالب کے بہت روتے تھے اور وہ بچے یہ کہتے تھے۔ کہ کیا کہو گے تم اگر پوچھیں گے نبیؐ کی کیا کیا تھے اور خالانکہ تم اخیر امت کے لوگ تھے سیری اولاد کے ساتھ اور میرے اہل سے کیا سلوک کیا بعد میرے اہل میں سے بعض تو نید ہیں بعض پھڑپھڑے ہیں خون میں لٹھڑے ہوئے رسول اللہؐ فرما دیجئے کہ یہی جزا میرے نصیحت کرنے کی تھی کہ میرے اہل بیت سے یہ سلوک کیا یہ اشعار جنکا ترجمہ یہ ہے تذکرہ میں لکھ چکا ہوں۔ حضرت امام حسینؑ کے سر میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ مدینہ کو بھیجا دیا اور انکی والدہ فاطمہؑ کے پاس دفن کیا گیا۔ اور بعض کہتے ہیں فرادیس کے پاس مدفون ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ خلفائے مقرر نے عسکراں سے قاہرہ کی طرف لیجا کر وہاں دفن کیا اور اسکے واسطے شہد بنا جو شہور بنام شہد حسینؑ ہے اسبطر چہرا کی عمر میں ہی اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ کمپن برس چند مہینے کی عمر تھی۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ نے بچپن سے چلوں سے چلکر کئے ہیں اور ایک مدت اور ایک دن میں ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے۔ اور عبد اللہ بن زبیرؓ ہمیشہ مکہ میں رہا وہ اطاعت زید بن معاویہ میں داخل ہوا۔

ابتداء ہوا ۶۲ھ اور ۶۳ھ ہجری نبویؐ

اس سال میں مسلم بن ہشام نے متغی ہو کر یزید کی بیعت چھوڑ دی اور انکے نائب عثمان بن محمد

بن ابی سفیان کو مدینہ سے نکال دیا یہ حال سنکر زید نے لشکر ہمراہ سلم بن عقبہ کے روانہ کیا۔ اور اسکو حکم دیا کہ اہل مدینہ سے لڑنا جب فتح ہو جاوے اور سوقت لشکر میں حکم عام دینا کہ تین روز تک قتل عام ہو اور جو مال جکے ہاتھ آوے لشکر ہی آدمی لوٹ لیں اور بدترین وز کے اسطر سے اقرار کروانا کہ ہم غلام اور نابعدار زید کے ہیں۔ یا اقرار کروا کے معیت کروانا اور مدینہ سے فراغت پا کر مکہ کو جانا چنانچہ مسلم مذکور دس ہزار سوار شام کے لیکر مدینہ پر حرہ کی طرف آکر پڑا اور اہل مدینہ کے مہاجرین اور انصار اس سے لڑے اور ایک خندق بنا کر جنگ کرنا شروع کیا۔ اور فضل بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب شہید ہوئے مگر پہلے خوب لڑے اور بعد جنگ عظیم کے شہید ہوئے اور اسی طرح ہر ایک جماعت اشرف اور انصار کی بھی مقتول ہوئی اور لڑائی خوب سی پھانک کہ اہل مدینہ کو شکست ہوئی اور مسلم نے حکم دیا کہ تین روز تک قتل عام ہو اور جو مال پاؤ وہ لیلو اور مدینہ کی غولوں سے حرہ کاری کرو مقتول ہئے زہری سے کہ جنگ حرہ میں سات سو بیس اشرف قوم قریش کے مہاجرین اور انصار سے مقتول ہوئے اور دس ہزار اشرف غلاموں کے اور نامعلوم آدمی مقتول ہوئے یہ جنگ سنا سنیسویں ذی الحجۃ کو واقع ہوئی تھی پہلے سلم نے بافیماندگان مدینہ سے کہا کہ اقرار کرو کہ ہم زید کے نابعدار اور غلام ہیں جب وہاں کی ہم سے فراغت پا چکا اور سوقت مکہ کو لشکر لیکر چڑھائی

اب شروع ہوا ۶۲ھ ہجری نبوی بیان محاصرہ کرنے کعبہ کا

جب مسلم مدینہ کی ہم سے فارغ ہوا اور سوقت مکہ پر چڑھ گیا لیکن چونکہ ریض تھا قبل پہنچنے کے مر گیا اور اسکو قائم مقام لشکر سرہانہ حصین بن ابی اسکونی ہوا۔ یہ واقعہ درمیان ماہ محرم اسی سبب واقع ہوا تھا پس حصین مکہ پر گیا اور عبد اللہ ابن ابی سہر کو چالیں کے روز تک کمر ہا پہنچا کہ اسکو خبر پہنچی کہ زید بن معاویہ مر گیا جیسا کہ ہم ذکر کرینگے مگر بیت الحرام میں گھسوں سے پتھر پھینک چکا تھا اور آگ سے بھی جلا چکا تھا جب حصین کو معلوم ہوا کہ زید مر گیا اور سنے عبد اللہ بن زبیر کو یہ کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم اپنے مقتولین کے خون کا دعویٰ کریں اور اگر تم میرے پاس آؤ تو میں تمہاری بیعت کر دوں اور شام کو چلو۔ عبد اللہ بن زبیر نے انکار کیا۔ اور حصین ملک شام کو کوچ کر گیا۔ مگر تیجے سے ابن زبیر کو یہ

ہونے پر ندامت بھی ہوئی اور جو لوگ بنی امیہ کے بچے ہوئے مدینہ میں رہ گئے تھے وہ سب ہجرہ بنی
کے ملک شام کو گئے۔

بیان وفات یزید ابن معاویہ کا

واضح ہو کہ یزید ابن معاویہ درمیان حواریں کے جو کہ مضافات حمص سے ہے چودھویں ربیع الاول
سکھ بھری میں فوت ہوا اسکی اٹھنیس برس کی عمر تھی اور خلافت اوسنے تین برس پہلے یزید
کی حلبیا و سکایہ ہے۔ رنگ گندم گول کٹیلابدن سپید چشم منہ پر نشان چمپکے ڈاڑھی خوبصورت
نلکی۔ قد کالبناتھا۔ اوسنے چند لڑکے لڑکیاں پیچھے چھوڑیں۔ والدہ اوسکی بنت بحدل کلبیہ ہے
وہ اپنی والدہ کے ساتھ اسکے کسی کینے میں درمیان بادیہ بنی کلب کے رہا کرتا تھا۔ علم فصاحت
اور فن شعر سے واقف تھا۔ بادیہ بنی بنی کلب ہی میں شعر بنانا سیکھا اُسکو لپٹنے کا باعث یہ تھا کہ یزید
کی والدہ یسوں مذکور ایک روز یہ شعر پڑھ رہی تھی۔ للبس عبا و تفر عینی احب الی من لیس السوف
تحقق الارواح فیہ۔ احب الی من قصر مینف۔ و بکری تیج الاضغان صعب حب
الی من بل رفوف۔ و بلیت و کلت بیج الاضیاف دونی۔ احب الی من هز الدفوف و خرق من بلی
عفی قدر حب الی علاج عیاف ہکویہ نے کہا کہ اسے بنت بحدل نے ہیکو سالہ گاہ خور سے تشبیہ دی اگر
تجھ کو میسے گھر میں رہنا منظور نہیں ہو تو جا اپنے کینے یہ اسے وہ بنی کلب کے جنگل میں جہاں
اوسکا ملک تھا جا رہی یزید کو بھی اپنے ساتھ لے گئی۔ اوسنے اپنے نانا ہی کے گھر میں پرورش پائی

بیان خلافت معاویہ بن یزید ابن معاویہ کا

واضح ہو کہ معاویہ ابن یزید ابن معاویہ تیسرا خلیفہ خلفائے بنی امیہ ہے جب یزید ابن معاویہ فوت
ہو گیا اوسوقت لوگوں نے یزید کے بیٹے معاویہ کی درمیان چودھویں ربیع الاول سنہ ہذا کے
بیت اختیار کی یہ شخص جوان اور ویندار تھا اوسکی خلافت کل تین مہینے رہی۔ بعضے کہتے ہیں چالیس
روز خلافت کرتا رہا بعد اسکے مر گیا اور عمر اوسکی اکیس برس کی تھی اور اخیر ایام زندگانی میں اوسنے
لوگوں کو جمع کر کے کہا کہ مجھ سے کار خلافت نہیں ہو سکتا۔ اور نہ مجھکو کوئی شخص مثل عمر ابن الخطاب
کے معلوم ہوتا ہے تاکہ اوسکو میں خلیفہ مقرر کروں اور نہ مثل بل شوری کے کوئی ہے اسلئے تم کو انھیں

ہے جسکو تم پسند کرو خلیفہ بنالویہ کہہ کر اپنے گہر میں جا گھسا اور چھپ گیا تا وقت وفات غایب رہا اور کہتے ہیں کہ اس نے یہ وصیت کر دی تھی کہ ضحاک بن قیس تا قایم ہونے کسی خلیفہ کے لوگوں کو نماز پڑھایا کرے۔

بیان بیت کرنے کو کواطر کا حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ

جب زبیر ابن عواذہ مر گیا اور حوٹ لوگوں نے درمیان مکہ کے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی۔ اور مردان بن الحکم مدینہ میں رہتا اور سنے قصد کیا کہ میں ہی مکہ میں جا کر عبداللہ بن زبیر کی بیعت کروں لیکن پہرہ ہمراہ اول لوگوں کے جو بنی امیہ میں سے ملک شام کو جانے تھے چلا گیا۔ کہتے ہیں کہ ابن زبیر نے اپنے عامل کو جو مدینہ پر نہایا لکھا کہ کوئی بنی امیہ میں سے وہاں نہ پائے۔ اگر ابن زبیر ہمراہ حسین کے ملک شام کو چلا جاتا۔ یا بنی امیہ سے سازش کر لینا تو ابن زبیر کو خلافت ہو جاتی لیکن تقدیر کے کچھ چارہ نہیں ہو سکتا۔ جسوقت عبداللہ بن زبیر کی مکہ میں بیعت ہو گئی اور عبید اللہ ابن زیاد والی تہرہ ملک شام کو بھاگ گیا۔ اسوقت تمام اہل بصرہ نے ابن زبیر کی بیعت کر لی اور عراقی اور حجازی اور یمن کے لوگ سب مطہج ہو گئے اور ایک مقرر کے شخص کی بھی وہاں کے لوگوں نے بیعت کر لی اور ضحاک بن قیس نے ہی بیعت خفی ملک شام میں عبداللہ ابن زبیرؓ کی کر لی تھی اور حمص میں نمران ابن بشیر انصاری نے ہی اسکی بیعت کی اور قنشر بن یس زفر بن الحارث کلابیؓ ہی بیعت کی قریب تھا کہ خلافت بالکل یہ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کی ہو جائے یہ شخص زاہد اور پارسا اور شجاع تھا مگر دو عیب بھی تھے ایک نجس۔ دوسرے ضعیف الرائے تھے۔

بیان خلافت مروان ابن الحکم کا

واضح ہو کہ بنی امیہ کا چوتھا خلیفہ مروان ابن الحکم ہے۔ یہ مروان مذکور در میان ایام خلافت حضرت ابن زبیرؓ کے ملک شام میں قائم ہوا اور تمام بنی امیہ اس کے ہمراہ ہو گئے۔ اب ملک شام میں لوگوں کے دو فرقے ہو گئے ایک فرقہ بنی امیہ جو مروان کے ساتھ ہو گئے تھے۔ اور ایک فرقہ قیسہ جو ضحاک ابن قیس کے ہمراہ تھے۔ اس فرقہ کے آدمی ابن زبیرؓ کی بیعت کرتے جاتے تھے اور بہت تھے جھگڑے معاملے ایسے اونیس ہوا کہ کواٹری شریعت بہت طویل ہے انجام کار یہ ہوا کہ فریقین کا

مخالفہ درمیان مرج راہطہ کیبچ شہر غوطہ کے جو دمشق کا ایک شہر ہے ہوا اور شروع اس
 رطائی کا صفاک پراور فرقہ قیسہ پر حملہ تھا اور انکو شکست فاش ہوئی اور صفاک بن قیس
 مقتول ہوا اور ایک جماعت کثیر سواران قیس کی مقتول ہوئے جب مروان نے دیکھا کہ جنگ
 مرج میں قیس کو شکست ہوئی۔ اسوقت مروان نے باواز بلند کہا کہ خہر دار کوئی اسکے تابع نہ ہوا
 مرج نام ہے اس روز کا جسروز مروان نے جنگ کی اور راہطہ ایک موضع ہے شرق رود مشق کے
 اور مروان دمشق میں داخل ہو کر معاویہ ابن ابی سفیان کے گھر میں اوترا اور سب آدمی وہاں
 جمع ہوئے اور ام خالد بن یزید بن معاویہ سے یہ سبب خوف خالد کے مٹل کر لیا۔ جب فرقہ قیسہ کی
 شکست اور صفاک کے مقتول ہونے کی خبر اہل حمص کو پہنچی وہاں نعان ابن بشیر انصاری عامل تھا وہ اپنے
 اہل و عیال لیکر بیابان اور اہل حمص نے ٹکڑے نعان ابن بشیر کو قتل کر ڈالا اور اسکا سر کاٹ کر مرو
 اس کے اہل خانہ کے حمص میں لیگئے۔ اور جب زفر ابن عارث حاکم قنسرین کو جو ابن زبیر کی طرف
 سے دعوے بیعت کا کرتا تھا ہزیمت اور شکست کی خبر پہنچی وہ قنسرین سے ٹکڑے قنسرین پر آیا
 اور اسپر غالب ہو گیا اور شام کا ملک مروان ابن الحکم کا ہو گیا۔ پھر مروان نے مقرر کی طرف
 خروج کیا اور اپنے سے پہلے عمرو بن سید بن العاص کو بھیجا اسنے مقرر میں داخل ہو کر ابن زبیر
 کے عامل کو نکال دیا اور مروان ابن الحکم کی بیعت باشندگان مقرر سے کروائی جب مروان مقرر
 پر متصرف ہو چکا تب دمشق کو آیا و زنا اختتام سکۃ ہجری کے مروان درمیلان ملک شام اور مصر
 کے خلیفہ بالاستقلال تھا۔ اور ابن الزبیر درمیان عراق اور حجاز و رجم کے خلیفہ تھا۔ اسی
 سال میں ابن الزبیر نے کعبہ شریف کو ڈھا کر یہ تمیر کی صورت حال ہے کہ دیواریں خانہ کعبہ
 کی یہ سبب ضرب گولوں کے چمک گئی تھیں اسلئے اسکو ڈھا کر اور بنیاد اسکی کہو د کر اور
 پتھر اسکی بنیاد میں بکھرنے سے سے تعمیر اسکی کی۔

اب شروع ہوا ۵۱ھ ہجری بیان وفات مروان ابن الحکم کا

واضح ہو کہ مروان ابن الحکم اسطر سے مراکہ اسکی بیوی ام خالد بن یزید بن معاویہ آنے اسکا

گلا گھونٹ ڈالا اور پچا کر بیچنی کہہ کر میرا میاں مر گیا یہ واقعہ تیسری تاریخ رمضان ۶۱۰ ہجری میں ہوا وہ دمشق میں مدفون ہوا عمر اسکی تیرہ برس کی تھی مدت خلافت کی نو مہینے آٹھ روز ہیں

بیان حالات مروان کا

اسکے باپ کو نبیؐ نے نخل دیا تھا وہ طایف میں چلا گیا تھا۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ ان دونوں خلیفوں کے وقت میں ہی نکلا ہی رہا مگر خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ نے چکا ذکر ہو چکا پہر ملا لیا تھا۔ مروان یہ وہ شخص ہے جسے حضرت طلحہؓ کو ایک تیر مار کر درمیان جنگ جل کے شہید کیا تھا۔

بیان خلافت عبدالملک کا

واضح ہو کہ عبدالملک پانچواں خلیفہ خلفائے بنی امیہ کا ہے۔ جب مروان نے وفات پائی اور وقت اس کے بیٹے عبدالملک بن مروان کے درمیان تیسری تاریخ رمضان شریف ۶۵ کے لوگوں نے بیعت کی اسکی خلافت درمیان ملک شام اور مصر کے مستقل ہو گئی۔ کثرت ہیں جب نو بہت خلافت عبدالملک کی آئی وہ بیٹھا ہوا قرآن شریف گود میں لئے ہوئے پڑھ رہا تھا فوراً اسکو بند کر دیا منی طلب بہ قرآن ہو کر کہا کہ یہی آخری وعدہ تھا آپ سے۔

اب شروع ہوا ۶۶ھ ہجری نبوی

بیان خروج کرنے مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کا

درمیان اسی سال کے مختار مذکور نے شہر کوفہ سے واسطے انتقام خون حسینؑ کے خروج کیا اس کے ہمراہ بہت لوگ ہو گئے وہ کوفہ پر غلبہ آگیا اور اس سے بہت لوگوں نے کتاب اور سنت رسول اللہؐ پر اور طلب انتقام خون اہل بیت پر بیعت کی۔ اور مختار فقط قاتلین امام حسینؑ سے لڑا اور کہا کہ جبکو شمر بن ذی جوشن کو دو یہاں تک کہ اوپر فتح پائی اور قتل کیا۔ اور خولی الامامؑ کے گھر کو جا گھیرا اسنے حضرت امام حسینؑ کا سر کاٹا تھا اور اسکو بھی قتل کر کے گھر کو جلا لیا۔ پھر عمر بن ابی وقاص سپہ سالار لشکر کو جو حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کے مخالفین میں تھا اور اس نے یہ حکم کیا تھا کہ سینہ اور پیٹھ امام حسینؑ کا گھوڑوں سے روند جائے اور اسکو قتل کیا۔ اور ابن عمر کو

ہی قتل کیا اور سکانام حصہ تھا اور دونوں کے سر پاس محمد بن جعفیہ کے درمیان حجاز کے بھیجے
 یہ واقعہ درمیان ذالحجہ اسی سال کے گذرا پھر مختار نے ایک تابوت ایسا بنوایا تھا جیسا بنی
 اسرائیل میں ہوتا ہے۔ جب مختار نے واسطے لڑائی عبید اللہ ابن زیاد کے لشکر روانہ کیا تھا
 تب اس وقت وہ تابوت ہی ایک خچر کی پیٹھ پر درمیان لڑائی کے موجود تھا۔

ابتداء شروع ہوا ۶۷ھ ہجری نبوی کا بیان مقتول ہونے بعد اللہ ابن زیاد کا

اسی سال میں درمیان ماہ محرم کے مختار مذکور نے لشکر آمادہ کر کے واسطے لڑائی عبید اللہ
 زیاد کے بھیجا وہ خود اول موصل پر غالب ہو چکا تھا اور ابراہیم بن اشتر نخعی کو اس لشکر کا سپہ سالار
 مقرر کیا۔ جب مقابلہ جابین کا ہوا خوب لڑائی واقع ہوئی مگر ابن زیاد کے آدمی بھاگ گئے۔ اور عبید اللہ
 ابن زیاد وہی ابراہیم بن اشتر کے ہاتھ سے درمیان اس جنگ عظیم کے مقتول ہوا اسے سر اٹکا
 کاٹ کر لاشہ پھونک دیا۔ اور بعد کشتے ابن زیاد کے آدمیوں میں سے بہت سے بھاگتے ہوئے
 نہ زاب میں ڈوب گئے ابراہیم نے ابن زیاد کا سر ہمراہ اور سروں کے مختار کے پاس نہ کر دیا
 اسے بطرح خدا تعالیٰ نے حضرت امام حسین کا انتقام مختار کے ہاتھ سے لیا اگرچہ مختار کی نیت بخیر
 تھی پھر یہ کار نیک اس کے بظاہر ظہور میں آیا۔ اور درمیان اسی سال ۶۷ھ ہجری کے ابن زبیر
 نے اپنے بھائی مصعب کو اعمیرہ پر حاکم مقرر کیا۔ مصعب نے مہلب ابن ابی قحفرہ کو فراسان سے بلایا
 وہ بہت لشکر اور مال کنیرہمراہ اپنے لیکر اس کے پاس آیا اور دونوں نے ہزارہ ہو کر مختار پر واسطے
 لڑائی کے چڑھائی کی اور کوفہ میں پہنچے اور مختار کے ہمراہ بھی بہت لوگ اکٹھے ہوئے مقابلہ کرنے
 اور شکست۔ بعد جنگ عظیم کے مختار کو موئی اور مختار اپنے محل میں جو جانے کچھری کی تھی درمیان
 کوفہ کے محاصرہ میں رہا۔ مصعب نے کوفہ میں کنگر مختار کا محاصرہ کیا۔ لیکن وہ حالت محاصرہ میں ہی
 لڑا یہاں تک کہ مغول ہوا۔ پھر مصعب نے سب احوال مختار کو کہا کہ محل سے باہر آؤ وہ بموجب حکم مصعب
 کے باہر آئے اور مکان خالی کر دیا۔ مصعب نے سب کے سر بکھام مثل ٹہٹے کے اڑا دیے کہتے ہیں
 کہ سات ہزار آدمی تھے جو مقتول ہوئے اور مختار درمیان ماہ رمضان ۶۷ھ ہجری کے شہید ہوا

عمر اسکی ستائیس برس کی تھی اوسی سال میں یعنی سال ہجری میں مجھے کہتے ہیں کہ اکثر پریشیاں
اور بعض کہتے ہیں کہ انہی برس میں اور بعض کہتے ہیں کہ ستائیس میں درمیان کوفہ کے ابو بکر بن
صالح بن قیس بن معاویہ بن حبیب بن عبادہ نے وفات پائی یہ ضحاک زکریا جنت کے نام سے
مشہور تھا۔ یہ وہ شخص ہے کہ جبکہ نام سے ضرب المثل علم میں مشہور ہے۔ بہ سردار اپنی قوم کا موقوف
بعتل اور دانش اور صاحب علم اور ذی کلم اور ذی آدمی تھا۔ اسے پتیر خا کا زمانہ بھی پایا ہے
الاصمیت نصیب نہیں ہوئی اور ایک خرقہ صدف پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس درمیان
اوس کے ایام خلافت کے آیا تھا مگر باعین میں سے بڑے رتبہ کا یہ شخص گن رہا ہے اور ہمراہ حضرت علیؑ
کے جنگ صفین میں ہی تھا اور جنگ جل میں دونوں جانب سے کسی کی طرف بھی نہ تھا
احنف بابل کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ شخص لینا راست قد دہنی طرٹ کو جھک کر چلا کرتا تھا ایک دفعہ
کا ذکر ہے کہ احنف مذکور درمیان خلافت معاویہ کے اشرف لوگوں میں بطور ملاقات دربار معاویہ
میں حاضر ہوا۔ اسی اثنا میں ایک شخص اہل شام کا بھی اوس محل میں آیا اور اوسنے خطبہ پڑھ کر
سنایا آخر خطبہ میں علی ابن ابی طالبؑ پر لعنت کی سب لوگوں نے اپنے سر نیچے کر لئے مگر ابی جھکالو
کوئی نہ بولا مگر احنف نے معاویہ کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہا کہ یا امیر المومنین یہ شخص تمام انبیا کو لعنت
کر نیکی آپ کی مرضی پائے تو بیٹیک یہ سب نبیوں پر لعنت کہ یہ خدا سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو حضرت علیؑ
کا چیمچا ابو جھکالو کیونکہ اوہوں نے اس جہان سر زمیں کی اب اپنی قبر میں ہونگے وہاں تو حسین
لینے دو اب تمکو اوسکے لعنت کر دے کیا حاصل ہے اور قسم ہے خدا کی وہ شخص مبارک النفس و صلیب
تھا۔ معاویہ نے کہا کالے احنف کیوں آنکھوں پر ٹھہری رکھتا ہے میں قسم دیتا ہوں تجھکو خدا کی کہ
تو بھی منبر پر پڑھ کر اگر ہماری خوشی چاہتا ہے تو علی ابن ابی طالبؑ پر لعنت خوشی کریا بجز احنف
نے کہا کہ آپ مجھکو معاف رکھئے اس میں کمی خبر ہے اسوقت معاویہ بہت گڑگڑایا اور منت اور
سلاحت سے پھین آیا۔ تب احنف نے کہا کالے معاویہ میں انصاف کا کلمہ کہتا ہوں معاویہ نے
کہا فرمائیے۔ احنف نے فرمایا کہ خدا کو لایق ہے اور درود ہو جو اوپر رسول اوسکے کے اے
لوگو معاویہ نے مجھکو یہ کہا ہے کہ لعنت کر علیؑ پر سنو علی ابن ابی طالبؑ اور معاویہ دونوں
جھگڑے اور آپس میں لڑے اور ہر ایک شخص نے ان دونوں میں سے یہ دعویٰ کیا کہ

کہ خلافت حق میرا ہے جب میں دعا کروں تم سب آمین کہنا۔ اب میں کہتا ہوں۔ اے خدا لعنت کر تو او زبیر سے فرشتے اور لعنت کریں تیرے نبی اور تمام تیری پیدائش اوس شخص پر جو ادن و دلوں میں سے باغی ہو اور لعنت کر گروہ باغی کو۔ اور خدا بہت لعنت کراد سپر۔ آمین کہو اے سہیل یہ کہ بکر معاویہ سے اب کہ میں توبہ کلمے کہا کرتا ہوں اگرچہ مارا ہی کیوں نہ جاؤں اب مجھے اور کچھ پریشان کیا۔

۱۵۲ ہجری اس سال میں عبد اللہ بن عباس و میران طائف کو اسی ملک تھا جو اور عمر بن حنیفہ طائف میں رہا کئی بہانہ تک بھجج ابن یوسف کے میں آیا یہ عبد الباقی مجلس ہجرت سے تین برس پیشتر یہاں ہو چکے تھے اور رسول اللہ نے اسے واسطے دعا کی تھی کہ اے خدا فقیر کر او کو علم بکج اور سکھلا او کو کلمہ اور تاویل چنانچہ یہ شخص ایسا ہی عالم مثل دیکھی دعا کے ہو او کو بغیر یہ سبب کثرت علم سے کہا کرتے تھے۔

۱۵۳ سنہ ۶ ہجری اسی سال میں وہ اہل عراق سے نکلا جاتا ہے۔

بیان قتل ہونے مصعب بن زبیر کا

واضح ہو کہ درمیان سن ۶ ہجری کے عبد الملک نے سامان جنگ تیار کر کے عراق کو کوچ کیا۔ اور ادھر مصعب نے بھی سامان کر کے دسکان مقابلہ کیا اور دونوں طرف سے لڑائی ہونی شروع ہوئی مگر فرس ہے کہ اہل عراق نے عبد الملک سے خفیہ سازش کر لی تھی مصعب کو چھوڑ کر او کو جالے مگر حضرت مصعب خوب لڑے آخر الامر وہ اپنے فرزند ولید کے سپرد ہو کر جا ملیت کے کنارہ نہر و جیل پر شہید ہوئے عمر مصعب کی چھتیس برس کی تھی یہ واقعہ درمیان ماہ جمادی الاول سن ۶ ہجری کے وقوع میں آیا مصعب قبل خلافت کے عبد الملک کا دوست تھا اور مصعب کی بیویاں یہ تھیں ایک سکینہ بنت الحسین اور عائشہ بنت طلحہ ان دونوں سے دفعۃً ایک باری غلج کیا تھا بعد اس واقعہ کے عبد الملک کو فہم میں گیا وہاں کے باشندوں نے اوس سے جہت کی اور دونوں عراق کے زیر حکم ہو گئے۔

ابتداء ہوا سن ۶ ہجری

اسی سال میں عبد الملک نے کہنے جلال ابن یسف ثقفی کو لشکر دیکر مکہ میں بامادہ لڑنے عبد اللہ ابن زبیر کے بھیجا چنانچہ جلال مذکور ماہ جمادی الاول سن ۶ ہجری میں مکہ شریف کو روانہ ہوا اور طائف میں اوترا درمیان او سکے اور اصحاب بن زبیر کے ابائی ہوئی او نے حملا اصحاب ابن زبیر پر کیا انجام کار ابن زبیر کے میں محصور ہوا اور جلال مذکور نے بنیہ الحرام پر گولے مارے اور اس سال تمام تک

معاصرہ - ابشرع ہوا سلسلہ ہجری نبویؐ

اور حجاج ابن یوسف حضرت ابن زبیر کا معاصرہ کئے رہا مگر ابن زبیر نے اپنے تئیں سپرد کر دینے سے لڑنا بہتر جانا چنانچہ اسے جنگ کی اور جلدی الآخر سلسلہ ہجری میں سات مہینے لڑ کر مقتول ہوا جب ابن زبیر مقتول ہوا اسکی عمر تترہز برس کی تھی یہ اول بچہ ہے جو مہاجرین میں سے بعد ہجرت پیدا ہوا اور نو برس خلافت کی کیونکہ اسکی بیعت لوگوں نے سلسلہ ہجری میں بعد مرنے یزید بن معاویہ کے کی تھی اور یہ شخص کثیر العبادت ہی تھا کہتے ہیں کہ چالیس برس تک اپنی پٹلی پر سے چادر نہ اتاری تھی اسی سال میں بعد مقتول ہونے ابن زبیر کے درمیان حجاز اور ملک یمن کے عبد الملک کی بیعت ہوئی اور سب آدمیوں نے اسکی اطاعت منظور کی۔ اور درمیان اسی سال کے کئی سلسلہ ہجری میں عبد اللہ بن عمر بن الخطاب فوت ہوئے انخدا قہ مقتول ہوئے ابن زبیر سے تین مہینے بعد ہوا تھا اور عمر اسکی ستاسی برس کی تھی۔

ابشرع ہوا سلسلہ ہجری نبویؐ کا

اسی سال میں حجاج نے مکہ کو ڈھا کر حجر اسکی بنا میں سے نکال کر جطور زمانہ بنی مہینہ اسی طور سے تعمیر کی چنانچہ بیت الحرام کی تعمیر اب تک وہی موجود ہے اور حجاج امیر حجاز کا مقبرہ

ابشرع ہوا سلسلہ ہجری نبویؐ کا

اسی سال میں عبد الملک نے طرف حجاز کے ایک پروانہ دریا بلایت عراق کے بھیجا اور سکا ہی تم انتظام کرو چنانچہ وہ مدینہ سے کوہ کو گیا اور حجاج ہی کے ایام ولایت میں ایک شخص سبب خارجی نکلا اور اسے بہت لوگوں کو اپنے ہمراہ جمع کر کے حجاج کے ساتھ لڑائی کی بعد جنگ کثیر کے مال کا یہ ہوا کہ جمعیت میں شیب خارجی کے تفرقہ پڑ گیا اور اسکا گھوڑے نے ایک پل پر سے اسکو گرا دیا وہ نہر میں ڈوب گیا۔ اور اسطرح حجاج پر عبد الرحمن بن اشعث نے بھی خروج کیا تھا یہ شخص اول آخر اسان پر غالب ہو گیا اور پھر حجاج کی طرف گیا اور کوہ پر غالب آگیا اور سب جماعتوں

کوشکست دیکر تقویت حاصل کر کے عبدالملک نے قحاج کو اور لشکر شام کو بھیج کر تقویت اور کمک کی آخر خالد بن الریحان کوشکست ہوئی اور سپاہ اسکی متفرق ہو گئی وہ بہاگ کر توک کے بادشاہ کے پاس چلا گیا قحاج نے ایک ایچی واسطے طلب عبدالرحمان مذکور کے بادشاہ ترک کے پاس بھیجا اور کہیدیا کہ اگر اسکے سپرد کرنے میں تاخیر کیجئے گا تو آپ طیار ہورہنا میں ہی آنا ہوں۔ ترکستان کے بادشاہ نے عبدالرحمن کو مصدا اسکے چالیس ہزار سپاہیوں کے پیکر قحاج کے پاس بھیج دیا۔ مگر عبدالرحمن نے درمیان ایک منزل کے ایک مکان پر سے گرا کر اپنے تین مار ڈالا۔

اب شروع ہوا سلسلہ ہجری موہال بعد اسے تک

اس سال میں ابوالقاسم محمد بن علی بن ابی طالب جو کہ معروف ابن الحنیفہ ہیں فوت ہوئے۔

اب شروع ہوا سلسلہ ہجری نبوی ص

اس سال میں مہلب بن ابی صفرة لازدی نے وفات پائی یہ صاحب ثروے سخی اور قوی مشہور تھے اور انکو قحاج نے خراسان کا والی کر دیا تھا لیکن مہلب مذکور مروا کرد میں فوت ہوا اور اپنے پیچھے بیٹا اپنا یزید بن المہلب خلیفہ اپنا چھوڑا۔ جب مہلب نے لگا دس وقت اپنی اولاد کو بلا کر ایک دستہ تیروں کا منگوایا اور کہا کہ تم ان تیروں کو مجتہد توڑ سکتے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں پھر پوچھا کہ ایک ایک کو توڑ سکتے ہو انہوں نے کہا کہ ہاں توڑ سکتے ہیں کہا کہ بس یہی حال تھا رہے یعنی اگر تم متفق رہو گے کوئی غالب آسکیگا اور اگر متفرق ہو جاؤ گے تو ہلاک ہو گے۔ اسی سال یعنی سلسلہ میں خالد بن یزید ابن معاویہ نے بھی وفات پائی۔ یہ شخص نبی امیہ کی سخاوت اور نصاحت اور غفلت میں مشہور تھا۔

اب شروع ہوا سلسلہ نبوی

اس سال میں قحاج نے ایک شہر سسی واسط بنایا ہے۔

اب شروع ہوا سلسلہ ۸۵۰ ہجری نبوی

اس سن میں یعنی پچاسی میں عبدالعزیز بن مروان سے بیعت ہوئی۔

اب شروع ہوا سلسلہ ہجری نبوی ص بیان وفات عبدالملک بن مروان

درمیان ماہ شوال اسی سال کے عبدالملک بن مروان کی وفات پائی اور عمر اسکی ساٹھ برس کی تھی اور مدت خلافت اسکی اوسوقت سے کہ جب بن ہشیر شہید ہوئے اور سب آدمیوں نے اسکی بیعت کی تیرہ برس چار ہجرت سے دن کم ہیں۔ اس کے مہنت سے بدبو بہت آیا کرتی تھی اس واسطے اسکو ابو الزبان کہتے ہیں اور بہ سبب بخل کے اسکو خرع الجری بھی کہتے تھے یہ شخص بہت استوار عاقل فقیہ عالم دین دار ہنہا جب خلیفہ ہوا دینا نے سب بہا دیا اور دینداری جاتی رہی اور بد لکرا ڈری کچھ ہو گئے۔

بیان خلافت ولید بن عبدالملک

واقع ہو کہ یہ چٹا خلیفہ بنی امیہ میں سے ہے بد وفات عبدالملک کے ولید کی بیعت لوگوں نے درمیان نصف ماہ شوال اسی کے یعنی سلسلہ ہجری میں کی اوس عہد کے جو اس کے باپ سے ہو گیا اسکو بنا مکانات و تعمیر کا بہت شوق تھا اور اس کے کام سب مضبوط ہو گئے تھے اور اس کے ایام میں فتوحات کثیر ہوئی ہیں زانجلہ جزیرہ اندلس اور ماور النہر ہے۔ اور اسی کے ایام خلافت میں خراسان اور عراقین کا حملج والی ہوا۔ پہنیز کوں سے خط و کتابت ہوئی اور سلمہ بن عبدالملک نے درمیان درمیان بلاد روم کے خط و کتابت جاری کر کے اسکو فتح کیا اور لوگوں کو قید کیا۔ اور محمد ابن قاسم ثقفی نے بلاد ہند کو فتح کیا درمیان اسی سن یعنی سلسلہ کے ولید مذکور نے اپنے چچا کے بیٹے عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ کا دالی کیا وہ مدینہ میں جا کر اپنے دادا مروان کے مکان میں اُترا اور اس فقیہ مدینہ کے جمع کئے وہ یہ لوگ تھے عروہ ابن زبیر بن العوام۔ اور عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود اور ابوبکر بن عبدالرحمن۔ اور ابوبکر بن سلمان۔ اور سلمان بن یسار۔ اور قاسم ابن محمد ابن ابی ہریرہ صدیق۔ اور سالم بن عبداللہ ابن عمر بن الخطاب۔ اور عبید اللہ ابن عبداللہ بن عمر۔ اور عبداللہ بن عامر بن ربیعہ۔ اور خارجہ بن زید ابن سب کو بلا کر عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ میں چاہتا

ہوں کہ کوئی امر اور کسی بات کا تصدیقہ بدو نہتاری رائے کے نہ کیا کروں۔ اور جو تم کو میری طرف سے کسی امر میں ظلم اور جور معلوم ہو وہ مجھ کو بیشک بتلاؤ سب نے یہ رائے پسند کی۔

اب شروع ہوا ستہ اور ستہ ہجری

اس سال میں ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو حکم دیا کہ رسول اللہ کی مسجد اور گھر ڈھاکے ایک سو کلاں سو گز کی مربع تیار کرو اور اون گھروں کی قیمت بیت المال میں وضع کر دینی چاہیے چنانچہ سب اہل عینہ نے مان لیا اور کاربگیر اور مہتمم مزدور ولید کے پاس واسطے عمارت مسجد کے آئے اور عمر بن عبدالعزیز اس امر سے الگ ہو گیا اور اسی سال یعنی ستہ ہجری میں ولید مذکور نے جامع دمشق کی تعمیر کی اور سکے بنانے میں بہت مال خرچ ہوا۔

اب شروع ہوا ستہ تا ستہ ہجری

اسی سال میں ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ سے معزول کر دیا۔

اب شروع ہوا ستہ ہجری

اس سال میں حجاج نے سید بن جبیر کو مقتول کیا یہ سب اس کے کہ سید نے حجاج کی اطاعت چھوڑ کر عبدالرحمان بن اشعث کی تابعداری کی تھی اور حجاج سے ڈر کر بہاگا اور مکہ میں مقیم ہوا حجاج نے ولید کے پاس قاصد بھیجا کہ جو لوگ بہاگ کر مکہ میں جا رہے ہیں ان کو میرے پاس بھجوا دیئے چنانچہ ولید نے حسب ایما راو سکے اپنے عامل مکہ کو جو خالد بن عبداللہ القرنی تھا یہ حکم کر بھیجا کہ جن لوگوں کو حجاج مانگتا ہے وہ ان کے پاس روانہ کر دے۔ اور حجاج نے سید بن جبیر وغیرہ کو طلب کیا ہٹا دئے اور لوگوں کو ان کے پاس بھیج دیا اور سید بن جبیر کا سر اڑا دیا یہ شخص یعنی سید بن جبیر بڑا عالم تھا درمیان تابعین کے اس نے عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر سے علم سیکھا تھا اور اسی سے روایت کی جو قرآن کی ابو عمر نے۔ اور احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ قتل کیا حجاج نے سید بن جبیر کو حالانکہ کوئی شخص مثل اس کی روئے زمین پر عالم نہ تھا اور سب اس کے مخالف تھے۔ اور

اسی سال میں یعنی درمیان سترہ ہجری کے سعید بن المسیب جو اور فقہائے کبر اتا بعین شمار کئے جاتے ہیں فوت ہوئے اور اسی سال میں اور بھنے کہتے ہیں کہ سترہ ہجری میں علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب نے جو معروف حضرت زین العابدین ہیں وفات پائی اور مدینہ میں فوت ہوئے اور بقیع میں دفن ہوئے عمر انکی اٹھادس برس کی تھی۔

ابتداء شروع ہوا سترہ ہجری نبوی صکا

درمیان اسی سال کے حجاج بن یوسف ثقفی والی العراقین اور خراسان نے بھی وفات پائی عمر اوسکی چونے برس کی تھی اور عراق پر پینے برس کے عرصہ سے حکومت کرتا رہا۔ کہتے ہیں کہ حجاج کی آنکھیں چھوٹی اور آواز باریک نہایت فصیح تھی۔ کہتے ہیں کہ جمیع مقتولین جو حجاج کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں ایک لاکھ میں ہزار آدمی ہیں۔

اب شروع ہوا سترہ ہجری بیان وفات ولید کا

واضح ہو کہ درمیان ماہ جمادی الآخر سنہ ہذا کے ولید بن عبد الملک بن مروان ہی فوت ہوا اوسنے خلافت نو برس سات مہینے کی وہ مروان کے گھر میں فوت ہوا اور دمشق کے چھوٹے دروازے کے باہر مدفون ہوا اور اوسکے چچا کے بیٹے عمر بن عبد العزیز نے اوسپر نماز پڑھی اور عمر اوسکی بیباک ہیں برس چھ مہینے کی تھی۔ اس شخص کی ناک ہمیشہ بہا کرتی تھی اور بیٹھے اوسکے اٹھارہ تھے اور اسی نے مسجد دمشق بنوائی ہے اوسکی تعمیر کے واسطے کارگر بلا دروم اور تمام بلاد اسلام سے بلائے تھے۔ اوس مسجد کے پہلو پر ایک گرجا گھر تھا وہ نصارائی کے سپرد کر دیا تھا یہ سبب اسکے کہ نصف شہر اوسنے عمل میں تھا اور نصف میں جو بصلح لیا تھا مسلمانوں کا عمل تھا اوس گرجا گھر کو کنیہ ماریخا کہا کرتے تھے ولید نے اوسکو ڈاکر جلعج مسجد میں ملا لیا اور ولید بولنے میں غلطی کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عربی نے اپنے داماد کی نالاش کی اوسکو ولید نے کہا کہ ماشاء اللہ مجھے کیا حال ہے تیرا بیان چونکہ بفتح نون کہا تو اسکے معنی یہ ہوئے کہ کیا بُرائی ہے تجھ میں عربی نے کہا کہ احوالہ من الغین

یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ سے بُرائی کی۔ سلیمان عبد الملک نے کہا کہ امیر المومنین یہ کہتے ہیں کہ
ما شانک بضم نون یعنی کیا حال ہے تیرا اعرابی نے کہا کہ میرے ختن نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ ولید نے
کہا کہ من ختناک بفتح نون یعنی کسے ختنہ کیا ہے تیرا۔ اگر بضم نون کہتا تو مراد ہوتی کہ کون داماد ہے
تیرا۔ اعرابی نے کہا کہ میرا ختنہ کسی حجام نے کیا ہے میں تو یہ نہیں کہتا کہ سلمان بن عبد الملک نے
کہا کہ کون ہے داماد تیرا یعنی من ختناک بضم نون اوسے کہا کہ یہ ہے اپنے مخاصم کی طرف
اشارہ کر دیا اور باپ اوسکا عبد الملک بہت فصیح تھا اپنے بیٹے کی لکنت سے یہ بھی نامزد ہو گئے
تھے اونکو بھی غیر فصیح کہا کرتے تھے چنانچہ اوسنے کہا کہ اے بیٹے کہ تو اس لائق نہیں ہے کہ عرب کے ملک
کی حکومت کرے کیونکہ تیری زبان میں لکنت بہت ہے اسلئے اوسکو گھر میں ٹہلا کر ایک معلم اوس کے
لئے مقرر کیا جو اعراب صحیح سکھلا دے چنانچہ ولید نے ایک نیک اوس سے سیکھا لیکن جیسے
بیٹے تھے اوس سے بدتر ہو کر نکلا یعنی کچھ نہ آیا۔

بیان اخبار سلیمان بن عبد الملک بن مروان کا

یہ ساتواں خلیفہ خلافتِ نبوی امیہ کا ہے نہب و سکا بہائی ولید مر گیا اوسوقت لوگوں نے اوسکی
خلافت کی بیعت درمیانِ جمادی الآخر ۱۵۰ ہجری کے کی تھی۔ سلیمان مذکور وقت وفات ولید کے
درمیان شہرِ مدینہ کے تھا جب اوسکو اپنی بہائی ولید کے مرنے کی خبر پہنچی بعد سات دن کے وہ دمشق
میں آیا اور اچھی خصلت سے پیش آیا اور سب کے ظلم اور جور کو اوسنے دور کیا اور اپنے چچا کے بیٹے
عمر بن عبد العزیز کو اپنا وزیر بنایا اسی سن میں سلمہ بن عبد الملک نے بلادِ روم پر فزادہ ہوا دیکھا

ابتداء ہوا ۱۵۰ اور ۱۵۱ ہجری نبوی کا

درمیان ان سالوں کے سلیمان بن عبد الملک نے لشکر لیکر واسطے جنگ قسطنطنیہ کے خروج کیا تھا
اور مرج دابق پر اتر کر حکم دیا کہ اسجائے اقامت کرنی چاہیے جب تک فتح نہ ہو۔ چنانچہ قسطنطنیہ ہی پر سکھ
نے موسمِ سرما پور کیا اور لوگوں نے اسجائے کہتی بولی اور کاٹی اور کہائی اور سلمہ بن قسطنطنیہ پر زور
کئے ہوئے پلار ہا بہا شک کہ خبر آئی کہ سلیمان مر گیا۔ اور اسی سال میں یزید بن مہلب بن ابی صخر مدینہ

خراسان نے جو کہ سلیمان بن عبد الملک کی طرف سے خراسان کا عامل تھا جرجان اور طبرستان فتح کیا۔

اب شروع ہوا ۹۹ھ ہجری بنوی بیان وفات سلیمان بن عبد الملک کا

اس سال میں درمیان ماہ صفر کو سلیمان ابن عبد الملک کے وفات پائی اوسنے خلافت دو برس اور آٹھ مہینے کی عمر اوسکی پنتالیس برس کی تھی اس شخص نے مقام وابق میں جو زمین قنسرین کے وفات پائی مگر وہ بارادہ لڑائی آمادہ وہیتا تھا کہ دشمن جل نے اوسپر غلبہ پایا اودن ایام میں اسکا بہائی مسلمہ قسطنطنیہ پر اوترا ہوا تھا حلیہ سلیمان کا یہ ہے کہ وہ رنگ گندم گول خوبصورت آدمی تھا مگر کچھ اوسکے بدن میں کج بی تھا اور خصلت اوسکی اچھی تھی عورتوں کو بہت چاہتا تھا اور کہتا کہ یہی بہت تھا کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حج کرنے گیا حجاز میں چونکہ گرمی بہت تھی اسلئے وہ طرف طابعت واسطے طلب برودت کے گیا وہاں اوسکے پاس انار لائو گئے اوسٹر لانا کہا گئے پھر ایک بکر اسنگوایا اور چہرہ مرغیاں وہ بھی کہا گیا پھر مرغی طائف کا اوسکے سامنے لائے اوسیں سے منقے کے دانے کہا گیا اس اننا میں اوسکو اونگھ آئی سو رہا جب سو کر اٹھا موافق عادت کے کہانا حاضر ہوا وہ بھی چٹ کر گیا اوسی روز بہ سبب بہت کہانے کے مر گیا۔ اور بعضے یہ بیان کرتے ہیں کہ اوسکے پاس ایک نصرانی دو توپنی بھری ہوئی انجیر اٹھ سے کی لیکر آیا وہ وابق کے اوپر اوترا ہوا تھا اوسنے ایک شخص کو حکم دیا کہ انڈوں کے چھلکے ڈور کرنا جا وہ شخص انڈا پھیل کر دیتا تھا اور وہ ایک انڈا اور اوسپر ایک انجیر کہانا جانا تھا اسی طرح دونوں توپنے خالی کر دیئے اور پھر ہڈیوں کے گودے میں شکر ملا کر کہائی اسلئے تمخہ کی بیماری پا کر مر گیا۔ عمر بن عبد العزیز نے اوسکے جنازہ کی نماز پڑھی اوسنے دفن بھی کیا یہ خلیفہ غیر تند بہت تھا چنانچہ سب محنتوں کو حکم دیا جو مدینہ میں تھے کہ اوسکو خسی کر ڈالنا چاہیے چنانچہ اوسکے عامل نے جو ابوبکر بن محمد بن عمر انصاری تھا سب کو خسی کر ڈالا۔

بیان خلافت عمر بن عبد العزیز کا

واضح ہو کہ عمر بن عبد العزیز بیٹا مروان بن الحکم کا ہے وہ بیٹا ابی العاص بن امیہ کا اور وہ

عبدالشمس کا وہ جہد منافق یہ شخص آٹھواں خلیفہ خلفاؤ بنی امیہ سے ہے والدہ عمر بن عبدالعزیز کی ام عاصم بن عمر بن الخطابؓ کی ہے اسکی خلافت کے واسطے سلیمان بن عبدالعزیز نے حالت بیماری سخت میں درمیانِ واقع کے وصیت کر دی تھی جب مریگیاتبت درمیان ماہ صفر ۹۹ کے خلیفہ ہوا اور لوگوں نے اسکی بیعت کی۔

بیان موقوف کرنے عمر کا سب علیؓ کا منبر پر سے

واضح ہو کہ جمیع خلفائے بنی امیہ کے حضرت علیؓ کو ابتداءً سلسلہ ہجری سے یعنی اس سال سے جبیں کہ حضرت امام حسنؓ خلافت کے دست بردار ہوئے اولی سال ننانوین تک یعنی آخر ایام دولت سلیمان بن عبدالملک تک بڑبڑوں پر چڑھ کر کہا کرتے اور اونپر تبرا بھیجا کرتے۔ جب عمر خلیفہ ہوا اسنے اس سم بد کو موقوف کیا اور اپنے تمام نانیوں کو لکھا کہ اس سم بد کو باطل کریں چنانچہ بروز جمعہ خطبہ پڑھا اور آخر خطبہ میں یہ آیت پڑھی کہ ان السبایم کم بالعدل والاحسان وایتنا ذالقرنی وینعی الغشا والمنکر والبنی لیطکم لعلکم تذكرون ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے اس بات کا کہ عدل اور انصاف اور احسان لوگوں پر کرو اور رشتہ داروں اور خدادادوں کا حق دو اور پورے کئے منہ سے نہ نکالو بغاوت اغیار نہ کرو اللہ نصیحت کو مانتا ہے مکتو تاکہ تم یاد رکھو۔ اس روز سب علی موقوف ہو گیا۔ سب خطیبوں نے اس آیت کا پڑھنا خطبہ میں مقرر کیا اس کا رخیہ کے باعث سے کثیر بن عبدالرحمن خراجی نے اس خلیفہ کی مدح کی تھی۔

اب شروع ہوا سنہ اور سنہ ہجری نبوی کا بیان وفات عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما

پوشیدہ نہ رہے کہ درمیان سال اکیسویک ہجری کے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما پچیسویں تاریخ رجب کو دن جمعہ کے خنصرہ میں فوت ہوئے اور دیر سمان میں مدفون ہوئے یعنی یہ کہتے ہیں کہ دیر سمان ہی میں انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ قاضی جمال الدین جن واصل مولف ایک تواریخ کا جس سے یہ نقل کرتا ہوں کہتا ہے کہ ظاہر میرے نزدیک دیر سمان معروف بنام دیر بقرہ ہے جو کہ

مضافات معمرۃ النماج ہے قبر اوسکی وہاں مشہور ہے اور اکثر اہل ناقلیین بیان کرتے ہیں کہ یہ شخص زہر کہا کر مر باعث اسکا یہ کہتے ہیں کہ بنی اتبیہ نے خیال کیا کہ اگر یہ شخص مدت دراز تک جینا رہا تو ہمارے ہاتھ سے سلطنت گئی کیونکہ بعد اسکے اوسکا ولیعہد حکم وہ اسکل کو لایا جانیگا مقرر کر گیا اسلئے انہی نے کچھ درنگ کی جلدی سے اوسکو شربت سم آمیز پلا کر مار ڈالا پیدائش اسکی تھرکی ہے بموجب ایک قول کے سلسلہ ہجری میں پیدا ہوا خلافت کل دو برس پانچ مہینہ کی۔ عمار اوسکی چالیس برس چنبرہ ہینے کی ہوئی اوسکے چہرہ پر چونکہ ایک داغ نیزہ کا تھا حالت صغر سن میں اسواسطے اوسکو شایع کہا کرتے تھے اور وہ پیر و ادب و تاج خلفائے راشدین کا تھا۔

بیان یزید بن عبدالملک بن مروان کا

محبت رہے کہ یزید بیٹا ہے عبدالملک وہ مروان بن الحکم کا وہ ابی العاص کا وہ ایبہ کا وہ عبدالشمس کا وہ حمد مناف کا یہ شخص نون خلیفہ ہے اور ماسوا اسکے عاتکہ بیٹی یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی ہے اسکی سینت خلافت بعد مر نے عمر بن عبدالعزیز کے درمیان ماہ رجب سلسلہ ہجری کے بہ سبب اوس وعدہ کے جو سلیمان بن عبدالملک نے اوس سے کہا تھا کہ بعد عمر کے تو خلیفہ ہوگا ہوئی۔ اور درمیان ایام یزید بن عبدالملک کے یزید بن مہلب بن ابی صفرہ نے خروج کیا اوسکے پاس بہت لوگ جمع ہو گئے تھے یزید نے اپنے بہائی سلسلہ کو واسطے لڑائی کے بھیجا چنانچہ وہ لڑا اور یزید بن المہلب اور تمام اولاد مہلب بن ابی صفرہ مارے گئے یہ لوگ کرم اور نجاش بہت مشہور تھے

اب شروع ہوا سلسلہ ہجری ۴

اسی سال میں عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ایک فقیہ فقہا سب سے جو مدینہ میں تھے فوت ہوا۔ یہ عبید اللہ مذکور بہتیا عبداللہ بن مسعود صحابی کا ہے۔ یہ سات فقہاء وہ ہیں جن علم فقہ اور علم فوی کا پیلا ہے اب ہم و نکو ترتیب وار بیان کرتے ہیں۔ اول اونہی کا عبید اللہ مذکور ہے یہ شخص بڑے علما تابعین سے ہے اسنے بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے اور دوسرا عروہ ابن الزبیر بن العوام بن خویلد القرشی ہے۔ اس شخص کا باپ صحابہ عشرہ مبشرہ بالمحبۃ سے

اور والدہ عروہ کی اسماعیلی الی بکر کی ہے یہی عورت ذات النخاعین سے مشہور ہے۔ یہ فقیہ بہائی
عبدالکبیر بن زبیر کا ہے جو کہ والی خلافت تھا اس عالم نے درمیان ۹۳ھ ہجری کے اور بعض کہتے
ہیں کہ چورانویں سنہ میں وفات پائی۔ پیدائش اسکی ۸۲ھ ہجری میں ہوئی تھی نیمسرافقیہ مدنی
قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے یہ فاضل اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھا باپ اسکا
محمد بن ابی بکر صنف جو مصر میں مقتول ہوا جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا۔ چونکہ فقیہ سعید ابن المسیب
بن حزن بن ابی وہب قرشی ہے یہ شخص علم حدیث اور فقہ کا جامع تھا اور زاہد اور عابد بھی تھا
دو برس خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے گزر چکے تھے جب یہ پیدا ہوا اور ۹۱ھ یا ۹۲ھ ہجری میں برسیل
اختلاف وفات پائی۔ پانچواں فقیہ سلیمان بن یسار غلام حضرت میمونہ زوجہ مطہرہ جناب
رسول اللہ کا ہے وہ روایت ابن عباس۔ اور ابی ہریرہ اور ام سلمہ سے کرتا ہے اور اس نے
۸۲ھ ہجری میں اور بعض کچھ اور بیان کرتے ہیں وفات پائی عمر اسکی تہتر برس کی تھی
چٹا فقیہ ابو بکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ المخزومی القرشی ہے اس
شخص کی کنیت اور نام ایک ہے یہ عالم سادات تابعین میں سے ہے اسکو باب قریش
کہا کرتے تھے۔ دادا اسکا الحارث ہے جو کہ بہائی ابو جہل بن ہشام کا تھا۔ اس ابو بکر مذکور نے
درمیان ۹۳ھ ہجری کے وفات پائی خلافت عمر بن الخطاب میں پیدا ہوا۔ ساتواں خارجہ
ابن زید بن ثابت انصاری ہے باپ اسکا زید بن ثابت جو اکابرین صحابہ سے مشہور تھا جبکہ
حق میں رسول خدا نے ارشاد کیا تھا کہ زید بہت فرائض جانتا ہے۔ خارجہ مذکور درمیان ۹۹ھ
ہجری کے فوت ہوا بعض کہتے ہیں کہ سنہ ہجری میں فوت ہوا درمیان مدینہ کے بہر تقدیر
اس نے حضرت عثمان ابن عفان کا زمانہ دیکھا ہے یہ سات فقیہ فقہاء مدینہ کے مشہور ہیں
انہی سے فتویٰ اور علم فقہ پہلے پہل چلے گئے ان کے طبقہ میں اور یہی فاضل تھے لیکن مثل سالم بن عبد
بن عمر بن الخطاب وغیرہ کے اور لوگ ذکر نہیں کئے گئے سالم مذکور درمیان سنہ ہجری کے
فوت ہوا بعض اور سنہ بیان کرتے ہیں یہ بھی بڑے نامور علماء تابعین سے ہے ہر جہد کہ اور
مواضع مختلفہ میں وفات تابعین مذکورین کی بیان ہوئی ہیں لیکن میں مجتہد واسطہ ضبط
اور یاد کے ذکر کر دیا ہے۔

ابتداء شروع ہوا سنہ اور سنہ اور سنہ ہجری

اس سال یعنی سنہ ہجری میں کچھ یونانی ریح شہان کو یزید بن عبدالملک نے وفات پائی۔
 عمر اسکی چالیس برس کی تھی بچھے کچھ اور بیان کرتے ہیں اور چار برس ایک مہینے تک
 خلافت کی۔ یزید مذکور نے اپنے بہائی ہشام کو ولیعہد اپنا کر دیا تھا پہلے اپنے بیٹے ولید بن یزید
 بن عبدالملک کے واسطے وصیت کی تھی کہ وہ خلیفہ ہو۔ یہ یزید مذکور و اہلبیات اور گلانے بجانے
 اور خوشی میں رہتا تھا اور اسکے پاس دو عورتیں تھیں ایک مسماۃ جبابہ۔ دوسری مسماۃ القس
 ادن دونوں پر مبتلا رہتا تھا اور فرقت بہت نہتا چنانچہ بعد جبابہ کے مرنیکے سترہ دن بعد آپ ہی سبب
 فرط عشق کے مر گیا اور مسماۃ القس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عبدالرحمن بن عبداللہ بن عمار یہ سبب عباد
 کے قس کہلاتا تھا یہ شخص فقیہ نہتا ایک فہ سلامہ کے استاد کے گہر پر گیا اور سلامہ کا گانا سنا اور
 اور ادھر عاشق ہو گیا اور وہ بھی اسکی دیوانی ہو گئی پہر باہم مجتمع ہو گئے اور سلامہ نے اسکو کہا کہ
 میں تجھکو چاہتی ہوں اور سننے کہ لکھ میں بھی تجھپر مرتا ہوں سلامہ بولی کہ اگر کہو تو ایک بوسہ کا لوں
 کہ میں بھی چاہتا ہوں سلامہ نے اسکی کہہ کر کہ نہ مانع ہوا کہہ لکھ ہیز گاری اور تعوی خدا کا یکیک کہہ لکھ اور چلا گیا
 اسکو سلامہ القس نے عبد الرحمن کو نام رکھا۔

بیان خلافت ہشام بن عبدالملک

داخل ہو کر یہ دسواں خلیفہ خلفا بنی امیہ میں سوئے عمر اسکی بروقت خلیفہ ہونیکے چونیس برس
 کی تھی اور چند مہینے کی۔ اور بروقت وفات یزید بن عبدالملک کے ہشام درمیان شہر اصافہ
 کے نہتا اسکے پاس قاصد آیا اور وہ وہاں سے سوار ہو کر دمشق کو گیا۔

ابتداء شروع ہوا سنہ لغایت سنہ

اسی سال میں حضرت حسن بن ابی الحسن ہجری نے وفات پائی انکی پیدائش ایام خلافت حضرت
 عمر میں ہوئی تھی اور یہ بڑے نامور تابعین میں سے ہیں اور اسی سال میں محمد بن سیرین رح
 بھی وفات پائی اننے باپ کا نام سیرین نہتا۔ سیرین غلام انس بن مالک کا تھا۔ انس مذکور نے

اس سے مکاتبت کر لی تھی کہ اگر اتنا روپیہ تو مجھ کو کما دے تو آزاد ہو جائیگا چنانچہ اس نے کما دیا اور وہ آزاد ہو گیا وہ سیرین خالد بن ولید کے گرفتاروں میں سے تھا اس محمد بن سیرین مذکور نے بہت صحابہ سے روایت کی ہے ازاجملہ ابوہریرہ اور عبد اللہ بن عمر۔ اور عبد اللہ ابن الزبیر وغیرہ ہیں اور یہ شخص بڑے نامور تابعین میں سے ہے اسکو فن تغیر خواب میں بڑی دست قدرت ملی

ابتداء شروع ہوا سلسلہ ۱۶۷ ہجری نبوی تک

اپنی سالوں میں باقر محمد بن زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابیطالب جبکا ذکر اوپر آچکا باد یہ پیائے ملک بقا ہوئے بعض انکی وفات ۱۶۷ھ اور بعض ۱۶۸ھ اور بعض ۱۶۹ھ ہجری میں بیان کرتے ہیں۔ انکی عمر نہتر برس کی تھی اور انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے ہی کھڑے میں جس سے میں نماز پڑھا کرنا ہوں کفن دینا اور باقر انکو یہ سب فہم علوم کے کہا کرتے تھے پیدائش انکی ۱۶۷ھ ہجری میں ہوئی جبکا انکے جد بزرگوار حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے اسوقت انکی عمر تین برس کی تھی انکی وفات درمیان حمیمہ کے جو کہ ایک شہر ہے شیراز کا وہاں ہوئی لیکن آچکا جنازہ وہاں سے بقیع میں مدفون کیا گیا تھا۔

ابتداء شروع ہوا سلسلہ ۱۶۸ ہجری نبوی

در بیان اسی سال کے یا بموجب قول بعض کے ایک سو اسی ہجری میں نافذ غلام حضرت عبد اللہ ابن عمر بن الخطابؓ کا فوت ہوا۔ انکو انکے مولا عبد اللہ نے کسی لڑائی میں زخم پہنچا یا تھا۔ یہ نافع مذکور بڑے تابعین میں سے گذرا ہے اپنے آقا عبد اللہ اور اباسید خدری سے بہت کچھ سنا اور نافع الزہری اور مالک بن انس سے اسنے روایتیں کی ہیں۔ اہل حدیث کہتے ہیں کہ امام شافعی حضرت مالک ابن انس سے روایت کرتے ہیں اور وہ نافع سے اور نافع ابی عمر سے یہ گویا بڑی اور ایک سلسلہ سونے کا یہ سبب جلیل الشان ہونے ہر ایک دی کے ان راویوں میں سے ہے۔

ابتداء شروع ہوا سلسلہ ۱۶۸ اور ۱۶۹ ہجری نبوی

ان سالوں میں مسلمانوں نے ترکستان کے ملکوں میں لڑائی کی اور فتح مند ہوئے اور بہت کچھ مال غنیمت لائے اور بہت ترکوں کو قتل کیا اور خاقان سلطان ترک کو بھی مار ڈالا اس لڑائی کا سپہ سالار مسلمانوں میں سے اسد بن عبد الغفری تھا۔

اب شروع ہوا ۱۲۰ھ ہجری ۴

اس سال میں ابوسعید عبد اللہ بن کثیر نے جو ایک قاری قرآن سید سے ہے انتقال کیا۔

اب شروع ہوا ۱۲۱ھ ہجری ۴

اس سال میں مروان ابن محمد بن مروان نے صاحب السریہ (یہ جزیرہ ارمینیہ پر تھا) جہاد کیا چنانچہ صاحب السریہ نے ہر سال ستر ہزار اس بطور جزیرہ کے نیچے مال لیا۔ اپنی سالوں میں مسلمہ ابن عبد الملک نے بلاد روم میں لڑائی کی اور وہاں کے قلعے فتح کئے اور مال لوٹ لایا اسی سال میں نصر بن سيار نے بلاد اور النہر پر جہاد کیا اور ترکستان کے بادشاہ کو مار ڈالا پھر فرغانہ میں جا کر بہت لوگوں کو گرفتار کیا اور درمیان ۱۲۱ھ ہجری کے یا بموجب ایک قول کے ۱۲۲ھ ہجری میں حضرت زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب نے کوفہ میں خروج کر کے لوگوں کو اپنی طرف بلایا چنانچہ بہت لوگوں نے ان کی بیعت کی اور ان ایام میں کوفہ کا والی جانب ہشام سے یوسف بن عمر الشعمی تھا اس نے لشکر جمع کر کے حضرت زید سے جنگ کی آپ کی پیشانی پر ایک تیر بہت سختی سے اکر لگا ہر چند لوگوں نے گہر میں لیجا کر تیر پہنچا لیکن طاہر روح اور بخار و صغہ جنت کو فوراً اڑ گیا۔ جبکہ یوسف والی کوفہ کو آپ کے شہید جانے کی خبر پہنچی اور ملکی تلاش کی اور لاش آپ کا منگو کر سر کا مکر ہشام بن عبد الملک کے پاس بھیج دیا اور لاش کو سولی دی ہشام نے اس سر کو دمشق میں منگو دیا جب تک ہشام زندہ رہا اتنی ہی مدت تک وہ لاش سولی پر لٹکا رہا جب ہشام مر گیا اور ولید خلیفہ ہوا اس نے حکم کیا کہ اس لاش کو جلا دو چنانچہ حسب الحکم اور ملکی لاش جلائی گئی بروقت شہادت حضرت امام حسین کے زید برص کی عمر ایک برس کی تھی۔

اب شروع ہوا ۱۲۲ھ ہجری

اس سال میں ایاس ابن معاویہ بن قرة المزنی جو کہ مشہور لغز است و ذکا بتے اور ایام خلافت عمر بن عبدالعزیز میں بقرہ کے قاضی تھے فوت ہوئے۔

ابشروع ہوا ۱۲۳ اور ۱۲۴ ہجری

اسی سال میں اور بعض کہتے ہیں کسی اور سال میں محمد بن مسلم بن عبدالسدر بن شہاب القرشی نے وفات پائی عمر انکی نہتر برس کی تھی یہی مشہور بنام زہری ہیں یہ نسبت طرف زہرہ بن کلاب کے ہے۔ یہ زہری مذکور ثمر سے عالم تابعین میں سے ہیں اونہوں نے دس صحابہ کو دیکھا اور زہری سے بہت لوگوں نے امیہ میں سے مثل مالک و سفیان الثوری وغیرہ کے روایت کی ہے۔ عادت زہری یہ تھی کہ جب کچھ گہریں مینتے کتابوں کو اپنے گرد رکھتے اور ہر ایک کتاب کے مطالعہ میں مشغول رہتے اسکی یہی تنگ ہو کر کہا کرتی کہ قسم خدا کی یہ کتابیں بچہ پختن سوت کے ہونی سے زیادہ بہاری ہیں۔

ابشروع ہوا ۱۲۵ ہجری نبوی ص

بیان وفات ہشام کا

اسی سن میں ہشام ابن عبدالملک نے بیان رصافہ کی چٹنی تاریخ ربیع الاول کو فوت ہوا ایام خلافت انیس برس کچھ اوپر نو مہینے میں بیماری اسکو درد حلق کی نئی عمر کچھ برس کی پالی جب ہشام گیا تو لوگوں نے تہتر واسطے گرم پانی غسل مینے کے لئے طلب کیا۔ عیاض منی ولید نے تہتر ہی نہ دیا۔ کیونکہ اسنے ولید کی ملکیت ضبط کر دیا تھا جو اسکے پاس موجود تھا اور اوپر مہر کر دی تھی ہسایلو میں سے اسکے واسطے تمغہ مانگ لائے اس مانگے ہوئے برتن میں غسل کا پانی گرم ہوا۔ رصافہ میں دفن کیا ہشام آنکھوں میں بہت بھینکا تھا۔ اسنے پیچھے اپنے چند بیٹے چھوڑے ایک انمیکل ابو عبدالرحمان سے جو اندلس میں جا کر ادسکا مالک ہو گیا جبکہ سلطنت بنی امیہ کی جاتی رہی تھی۔ اور ہشام استوار و مضبوط غفل کا عزیز العقل اور علم سیاست اور انتظام کا عالم تھا شہر رصافہ ہشام کا بنایا ہوا ہے چنانچہ اوسی کی طرف اسکو منسوب کر کے رصافہ ہشام کہتے ہیں واقعہ میں وہ شہر رومیہ کہتھا لیکن خواب و ویران ہو گیا تھا اسکی آب و ہوا بہت اچھی تھی یہ شہر اسواسطے اسنے بنایا تھا

کہ خلفائے بنی امیہ دبا کے ڈور سے جھگڑوں میں پہاگ جایا کرتے تھے اس واسطے ہشام نے رخصت اختیار کیا کیونکہ وہاں کی زمین اچھی ہتی وہاں جو عمل بنائے اوسیس سے ایک ہر مشہور ہے۔

بیان خلافت ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان

واضح ہو کہ یہ گیارہواں خلیفہ خلفائے بنی امیہ میں سے ہے بعد وفات ہشام مذکور کے ولید بن یزید عبد الملک کے پاس نائے لوگوں کے پیچھے۔ ولید ایک جنگل میں درمیان ارضی کے ہشام سے ڈڑنا ہوار ہا کرنا تھا اور ولید نے یار اور وہ خود بڑے حال میں پھنسے ہوئے تھے اونپر بہت تنگی ہتی اسی اثنا میں ہشام کے منبر کی خبر سن کر خوش ہوا اور تیسری تاریخ بیع الاول ۱۲۵ھ ہجری میں بروز چار شنبہ ولید کی بیعت ہوئی مگر ولید نے شراب پینا اور راگ سننا اور عورتوں سے صحبت کرنا شروع کیا اور لوگوں پر خراج بہت بڑھایا پہلے شام پر بڑھا دیا اور جو اس سے سوال کیا جاتا تھا کبھی آج نہیں کہتا تھا۔ تمام ہوتی نقل تاریخ قاضی جمال الدین بن واصل کی اسجا تک اب ہم شروع کرتے ہیں اسجا سے نقل تاریخ ابن اثیر کامل سے۔ اسی سال میں یعنی ۱۲۵ھ ہجری میں قاسم بن ابی ہر مشہور تاری نے وفات پائی۔

اب شروع ہوا ۱۲۶ھ ہجری نبوی

اسی سال میں ولید بن یزید بن عبد الملک نے خالد بن عبد اللہ القسری کو یوسف بن عمر کے حوالہ کیا یہ عامل اوسکی طرف سے عراق پر تھا اسنے خالد مذکور کو عذاب دیکر قتل کیا۔

بیان قتل ہوتے ولید بن یزید کا

اسی سال میں ولید مقتول ہوا حال اسکا یہ ہو کہ اوسکو یزید بن عبد الملک نے جسکو یزید ناقص کہا کرتے تھے درمیان جدادی الآخر ۱۲۶ھ ہجری کے بہ سبب کثرت عشق اور لہو و لعب اور شرب خمر اور مصیبتی فساق کی نے مار ڈالیا بات یہ تھی کہ جب اوسکا فسق و فجور حد سے تجاوز کر گیا تو یہ امر تمام رعیت اور لشکر پر گراں گذرا اور ہشام کی اور ولید کے چچا زاد بہاویوں نے بھی بہت ایذا و ٹہانی ہتی اسنے اوسکو نسبت بکفر کیا اور کہا کہ یہ شخص اپنے باپ کے جوڑوں پر چڑھتا ہے یہ بات مشہور کر کے

یزید نے اپنی بیعت لوگوں سے کروائی چنانچہ یزید کے آدمی سب اسکی طرف ہو گئے ہر چند کہ عباس بن ولید بن عبد الملک اسے اسکو منع بھی کیا اور تہدید بھی کی لیکن یزید نے یہ بات اپنے بہائی سے پوشیدہ رکھی اور یزید جنگ دمشق ناساز واپس رہا کرتا تھا جب اسکا کار بخوبی انجام ہو گیا دمشق کو اسے پوشیدہ کوچ کیا اپنے ہمراہ سات آدمی لئے اس جنگل سے دمشق چار روز کا راہ تھا وہ بجز وہر جو ایک منزل دمشق کی ہے اگر اوترا اور راستے کے وقت دمشق میں گیا وہاں کے اکثر باشندوں نے اسکی بیعت کی ولید کی طرف سے جو دمشق کا عامل عبد الملک بن محمد بن الحجاج تھا وہ دبا کے زور و شور سے ڈر کر ایک گانوں میں جو بنام قطن مشہور تھا جا اوترا تھا اسلئے یزید نے بخوف دمشق میں ظہور کیا اس کے ہمراہ تمام لشکر اور رعیت ہو گئی۔ اسنے دو سو سوار واسطے پکڑنے عبد الملک مذکور عامل ولید کے جو دمشق پر مقرر تھا فطن پر بھیجی اوہنوں نے اسکو پکڑ لیا اور اسنے دینے کا وعدہ کیا بعد ازاں یزید نے ایک لشکر ولید بن یزید بن عبد الملک کے پکڑنے کے واسطے تیار کر کے بھیجا اس لشکر کا سپہ سالار عبد العزیز بن الحجاج بن عبد الملک تھا۔ جب یزید بن ولید نے دمشق میں ظہور پکڑا اسوقت بعضے ولید کے غلاموں نے اسکے پاس کریم خبر دی کہ ولید متظام اعتدق میں ہے جو کہ مضافات عمان سے ہے اسلئے ولید نے بحیرہ پر اگر لنگان بن شیر کے محل تک پہنچ کر عبد العزیز کے اوپر آڑا ان دونوں میں لڑائی ہونے لگی۔ اور عباس ابن ولید بن عبد الملک جو بہائی یزید مذکور کا تھا وہ چاہتا تھا کہ اپنے باپ ولید کے ہمراہ ہو کر اسکی کمک کروں اور بہائی پر چڑھائی کروں۔ لیکن عبد العزیز نے منصور بن تمیم کو عباس کے پیچھے بھیجا اور زبردستی سے اسکو پکڑ کر عبد العزیز کے پاس ضر کیا اسنے کہا کہ اپنے بہائی کی بیعت کر جیڑا اسنے بھی بیعت کی عبد العزیز نے ایک نیزہ کھڑ کر کے یہ مشور کیا کہ نیزہ عباس کا ہے اسنے امیر المومنین یزید کی بیعت کر لی ہے۔ اس جھڑے کے کھڑے ہونے سے دیکھتا ہر اسی بہت متفرق ہو گئے لیکن ولید اپنے ہمراہی ساتھ لیکر سوار ہوا اور داد جو انردی کی دی اور خوب لڑا مگر اسکے ہمراہی سب بہاگ گئے جب وہ اکیلا رہ گیا لاچار ایک محل میں گھسکر دروازہ بند کر لیا لوگوں نے اسکا محاصرہ کیا اور اس میں گھسکر مار ڈالا اور اسکا سر کاٹ لائے۔ اور اسکے بیٹے یزید ابن ولید کے پاس بھیج دیا یزید نے اپنے باپ ولید کا سر کٹا ہوا دیکھ کر سجدہ شکر ادا کیا اور اس سر کو ایک نیزہ پر رکھ کر تمام دمشق میں پھردایا یہ شخص اٹھائیسویں جمادی الثانی

۱۶ ہجری کو مقتول ہوا اور سنے ایک برس تین مہینے خلافت کی عمر اسکی بیالیس برس کی تھی
 بسنے اور کچھ بیان کرتے ہیں ولید بن امیہ کے جوانوں میں اور ظرفا میں شمار کیا جاتا ہے مگر دائر المیزان
 اور لہو و لعل اور سلع غنما میں ڈوبا ہوا تھا۔

بیان خلافت یزید ابن ولید بن عبد الملک

واضح ہو کہ باریزوں خلیفہ خلفائے بنی امیہ سے ہے اٹھائیس سو تین سو پانچ جمادی الآخر ۱۶ ہجری
 کو یزید الناقص منہ خلافت پر بیٹھا۔ اور وہ تسمیہ یزید ناقص کی یہ ہے کہ وہ عشر جو ولید نے خراج
 میں رعیت پر ٹھہرا دیا تھا وہ اسنے ناقص اور کم کر دیا تھا اور جو خراج ہشام کی وقت میں مقرر تھا
 وہی سابق دستور رہنے دیا اسنے اسکو یزید ناقص کہتے ہیں جب ولید مارا گیا اور یزید منہ خلافت
 پر بیٹھا اور وقت اہل محسنے اس سے یعنی ہو کر اس کے بہائی عباس کو گھر پر چڑھائی کی اور اسکا ب
 مال لوٹ لیا اور اس کے حرم کو چھین لے گئے اور امداد کیا کہ یزید سے چکر دشمنی پر لڑیں اسنے
 یزید نے لشکر آمادہ کر کے انکے مقابلہ کیواسنے روانہ کیا۔ جانبین کا مقابلہ ثقیفہ الثقب میں ہوا
 یہ لڑائی بہت بھاری ہوئی مگر محسن والوں کو شکست ہوئی اور یزید اونپر غالب آیا اون سے ہی
 بیعت کردائی پہر ایک اور یہ گل کہلا کہ باشندگان فلسطین نے یزید مذکور کے عامل پرتاخت لا کر
 فلسطین سے نکال دیا اور یزید بن سلیمان بن عبد الملک کو اپنا سردار بنالیا اور سنے سب کو یزید ناقص
 کی لڑائی کیواسنے فراہم کیا سنے مان لیا یزید کو جب یہ خبر پہونچی اور سنے ایک لشکر ہمراہ سلیمان بن ہشام
 بن عبد الملک کے روانہ کیا اور سرداران فلسطین کو کچھ ڈرایا کچھ منایا غرضیکہ انکو بھی اور سنے توڑ لیا جب
 سلیمان لشکر لہو کر جا پڑا سب الگ الگ ہو گئے مگر لشکر نے یزید بن سلیمان بن عبد الملک کا تعاقب
 کر کے اسکو لوٹا پہر سلیمان بن ہشام بن عبد الملک طبرہ میں جا کر اتر اور یزید ناقص کے نام کی
 بیعت کردائی وہاں سے کوچ کر کے الرملہ آیا وہاں کے باشندوں سے منصور ابن جبور کو اسکا
 عامل مقرر کیا اور عراق کے ساتھ خراسان بھی ملا دیا۔ یہ حال فیکہ کرنہ بن سیدہ درمیان خراسان
 کے یعنی ہو گیا اور سنے نا منظور کیا۔ پہر یزید ابن ولید نے منصور بن جبور کو عراق سے معزول کیا اور
 وہاں کا والی عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز مقرر ہوا اور اسی سال یعنی ۱۶ ہجری میں

مروان بن محمد یزید سے پہر گیا۔ اسی سال میں یزید ناقص مذکور نے بیسویں سال سنج ذالحجہ میں عالم بقا کو کو بیچ کیا اسے پانچ مہینے بارہ روز خلافت کی اور دمشق میں مراعرہ کی چھیالیس برس کی بچی بیٹھے کہتے ہیں تیس برس کی تھی اور بعض اور کچھ بیان کرتے ہیں بہر کیف گندم گوں طویل القامت چھوٹا سر خوب صورت آدمی نہا۔ جب یرید ابن ولید مر گیا اوسکے بعد اوسکا بہائی ابراہیم جو نیز ہواں خلیفہ خلفاؤ بنی امیہ کا ہے مسند پر بیٹھا مگر اسکی سلطنت تمام نہ ہونے پالی کیونکہ کسی وہ امیر تصور کیا جاتا تھا اور کبھی ایک شخص مثل علیا کے اسطور پر چار مہینے ٹھہر بعض کہتے ہیں ستر روز خلافت غیر مستقل کی۔ اسی سال میں عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق فوت ہوا اور اسی سال میں ابو جہرہ یار ابن عباس کا ہی فوت ہوا۔

اب شروع ہوا ۱۲۰ ہجری

اس سال میں مروان ابن محمد بن مروان بن الحکم امیر دیار جزیرہ نے شام کا قصد کیا تاکہ ابراہیم ابن ولید کو خلافت سے دور کرے جبہ قنسرین کے پاس پہنچا سبٹ ہاں کے باشندے اوسکے ہمراہ ہو گئے اور ساتھ ہوئے جب حمص کے پاس پہنچا وہاں کے باشندوں نے بھی اوسکی بیعت کی اور ہمراہ ہو گئے جبکہ مروان دمشق کے پاس آ گیا اور وقت براہیم نے اوسکے لڑیکے واسطے لشکر ہمراہ لیا ابن ہشام بن عبدالملک کے روانہ کیا لیکن اوسکے لشکر میں ایک لاکھ بیس ہزار آدمی تھے اور مروان بن محمد کے لشکر میں اتنی ہزار جو ان تھے دن چڑھتے ہی لڑائی شروع ہوئی عصر کے وقت تک خوب جم کر لڑائی ہوئی اور بہت آدمی ہانہیں کے کہیت رہے مگر ابراہیم کا لشکر مع اوسکے سپہ سالار سلیمان ابن ہشام کی دمشق کی طرف بھاگ گیا اور ابراہیم کے پاس جا ملا وہنوں نے دونوں بیٹے ولید بن یزید کے جو قید خانہ میں قید تھے مار ڈالے پہلے ابراہیم وہاں سے بھاگ کر چپ گیا اور سلیمان بن ہشام نے بیت المال پر ماتھ مارا خوب مال لٹا اور اپنے ہمراہیوں اور سپاہ کو تقسیم کر کے دمشق سے نکلا۔

بیان بیعت مروان بن محمد بن مروان ابن الحکم کا

یہ خلیفہ چودہواں بنی امیہ کا ہے اسی سال میں یعنی درمیان ۱۲۰ ہجری کے مروان مذکور کے درمیان دمشق کے بیعت کی گئی جبکہ وہ مستقل ہو گیا تب اپنے گھر میں جو ہران میں تھا گیا

اور ابراہیم بن ولید کو جبکی خلافت جاتی رہی تھی اور سلیمان ابن ہشام کو طلب کیا ان دونوں نے مروان سے عرض کی کہ اگر ہماری جان بخشی ہو تو ہم حاضر ہوں چنانچہ انکو اس دیا گیا وہ دونوں اس کے پاس گئے سلیمان سوا پنے اہل بیت اور بیانیوں کے حاضر ہوا اور مروان بن محمد کی بدینت کی۔ اسی سال میں اہل حص مروان سے بچی ہو گئے چنانچہ مروان حران سے حص کو گیا وہاں کے باشندوں نے شہر کے دروازے بند کر لئے اسے شہر کا محاصرہ کیا لیکن پھر دروازے کھول دیئے اور مطیع ہو گئے مگر پھر انہیں لڑائی ہو گئی اسی لڑائی میں بہت اہل حص مارے گئے اور شہر بپناہ ہی حص کی کچھ گر گئی اور ایک گروہ کو سولی ہوئی جب حص فتح ہو چکی اس وقت یہ خبر آئی کہ اہل غوطہ بچی ہو گئے ہیں اور انہوں نے یزید بن خالد القسری کو اپنا متولی کر لیا ہے اور دشمن کا محاصرہ کر رکھا ہے اسلئے مروان لے دس ہزار سوار ہمراہ ابی الورد بن الکوثر اور عمر بن العباس کے کر کے روانہ کئے انہوں نے دشمن پر پہنچ کر باشندگان غوطہ پر حملہ کیا لیکن وہاں کے باشندے بھی بچلے اور لڑے مگر آخر کار انکو شکست ہوئی لشکر ظفر پیکر نے جو مال پایا خوب لوٹا اور قرہ کو معہ چند اور گائوں کے جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا اس بات کو کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اہل فلسطین بچی ہو گئے اور نکاسہ دراز ثابت بن نعیم مقرر ہوا۔ جب مروان نے صورت حال اس طور پر دریافت کی فوراً ابی الورد کو لکھا کہ فلسطین پر جاؤ چنانچہ وہ گیا اور طبرہ پر شکست دیکر فلسطین پر لڑائی کی ثابت ابن نعیم کو شکست ہوئی اور اس کے معاون ابو یار سب بہان گئے ابو الورد نے تین بچے اس کے پکڑ کر مروان کے پاس بھیج دیئے اور اطلاع فتح کی کہی پھر مروان قرقسیا میں گیا اور بجائے سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے مروان مذکور سے بغاوت اختیار کر کے ستر ہزار آدمی اہل شام کے اور ایک لشکر قنسرین کا اپنی مدد کو لیکر مستعد جنگ ہوا اور مروان نے بھی قرقسیا سے کوچ کیا دونوں کی ملاقات قنسرین میں ہوئی اور خوب لڑائی ہوئی لیکن سلیمان بن ہشام شکست ہوئی اور اس کا لشکر بھی بہاگ گیا مروان کے سواروں نے بہاگتوں کو قتل کیا اور جو بچ گئے انکو گرفتار کیا چنانچہ سلیمان کے لشکر سے تیس ہزار آدمی سے زیاں مقتول ہوئے پھر سلیمان حص کو گیا وہاں کے باشندے اس کے ہمراہ ہو گئے اور جو بہگوروں سے بچے تھے وہ بھی اکٹھے ہو گئے مروان یہ خبر پا کر وہاں ہی گیا اور شکست ثانی دی مگر سلیمان مذکور کی طرف بہاگ گیا اور اہل حص مروان سے پھر بچی ہو گئے چنانچہ مدت دراز تک ان کا محاصرہ کئے رہا

پھر طالب اس کے ہو گئے اوس حاکم کو جو سلیمان کی طرف سے ہناروان کے سپرد کر دیا اوسوقت اوس
اونکو اس دی۔ اسی سال یعنی سنة ہجری میں محمد بن واسح الازدی زائد نے انتقال کیا اور
عبد اللہ بن اسحاق غلام الخفزی کا جو عبد اللہ بن شمس کے دوستوں میں سے تھا اوسکی کنیت ابو بکر ہے اور
وہ درمیان علم تھا اور لوگوں کے امام تھا فوت ہوا کہتے ہیں کہ شخص فرزدوق شاعر کو نسبت غلطی کرتا
تھا اوسنے فرزدوق کی ہجو کی ہے۔

ابتداء ہوا سنة ۲۸ ہجری نبوی

اسی سال میں مروان بن محمد نے یزید بن ہبیرہ کو طرف عراق کو خارجیوں سے لڑنے کے واسطے
روانہ کیا تھا اور خراسان میں نصر بن سيار حکومت کرتا تھا اس شہر میں بہ سبب مدعیان بنی البکاس
کے فتنہ برپا ہو رہا تھا اسی سال میں عاصم بن ابی النخوع صاحب قرأت فوت ہوئے۔

ابتداء ہوا سنة ۲۹ و سنة ۳۰ ہجری نبوی

اسی سال میں ابو مسلم شہر حرز میں آیا اور محل شاہی میں درمیان بیع الآخر کے آکر اوتھا اور
اور نصر بن سيار مروسی بہاگ گیا پھر قحطیام ابراہیم کے پاس آیا اور اوسکے پاس ایک نیزہ امام
ابراہیم کا تھا ابو مسلم نے قحطیہ کو اپنے پیش خیمہ کا سر دار مقرر کیا اور عزل و نصب کا اختیار اوسکو دیا
تمام لشکر میں اس امر کی اطلاع کر دی۔ اور اسی سال میں یعنی درمیان سنة ہجری کے اور
کہتے ہیں کہ ایک سو پچیس ہجری کے رعبۃ الرازی بن فروج قتیبہ باشندہ مدینہ کا فوت ہوا اوسنے
بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے اور اس سے حضرت امام مالکؒ نے علم سیکھا۔

ابتداء ہوا سنة ۳۱ ہجری نبوی

اسی سال میں نصر بن سيار نے درمیان سادہ کے قریب الری کے وفات پائی اسکی عمر پچاسی برس
کی تھی اور اسی سال میں ابو حذیفہ واصل بن عطاء الغزال المعزلی فوت ہوا اسکی پیدائش سنہ
ہجری کی ہے شخص حضرت حسن ہجری سے علم پڑھتا تھا پھر اس میں علیحدہ ہو کر مخالف ہو گیا

وہ کہتا تھا اصحاب کبار سلیم سے نہ مسلمان تھے نہ کافر تھے بلکہ انکار تہ میں ہیں کا ہنا اس واسطے
اوسکے ہمراہی اور وہ خود بنام منتشر لہ مشہور ہیں۔ واصل بن عطاء قوم کا جولاہا نہ تھا بلکہ وہ سوت
کانتے والیوں کو اس واسطے نوکر کہتا تھا تاکہ معلوم کرے کہ کونسی عورت غنیفہ ہے تاکہ صدقہ اوسکے
واسطے پہنچا دے اور اسی سال میں یعنی ۱۳۱ ہجری میں مالک بن دینار ایک غلام جو غلاموں
میں اسامہ بن نوز القرشی سے نہافت ہوایہ شخص عالم و زاہد و عابد مشہور تھا۔

اب شروع ہوا ۱۳۲ سالہ ہجری

اسی سال میں غطفیہ بہت لشکر خراسان سے لیکر یزید بن ہیرہ امیر عراقی کا طالب ہو کر گیا یہ
مروان پہلے خلیفہ بنی امیہ کی طرف سے عراق کا عامل تھا وہ فرات کو طے کر گیا اور دونوں مقابل ہو کر
مگر یزید بن ہیرہ کو شکست ہوئی اور غطفیہ گم ہو گیا بعضے کہتے ہیں ڈوب گیا بعض کہتے ہیں کہ لاش
اوسکی پائی گئی تھی وہ مقتول ہو گیا تھا مگر اوسکے بعد بیٹا اوس کا حسن بن غطفیہ اوسکے قائم مقام ہوا۔ اسی
سال میں ابوالعباس السفاح کی بیعت ہوئی نام اوس کا عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس
ہے یہ شخص درمیان ماہ ربیع الاول کے یا بموجب قول بعض کے ربیع الآخر میں درمیان کوثر کے خلیفہ ہوا
بعد اونسکے جانیکے حمیہ سے اوسکی بیعت ہوئی واضح ہو کہ انکے جانیکا سبب حمیہ سے اور مقام پر یہ تھا
کہ ابراہیم امام نے والی خلافت کا اپنے بہائی السفاح کو کر دیا تھا اسلئے ابوالعباس السفاح اپنے
اپنے اہل بیت سمیت جنہیں ابونکباہائی ابو جعفر منصور وغیرہ تھا درمیان ماہ صفر کے کوثر کی طرف گئے
اور ربیع الآخر تک چھ رہے پھر ظاہر ہوئے اور لوگوں نے اونکی خلافت تسلیم کی اور انکے بھائی امام
ابراہیم کی تعزیت کی تاہم یہی کوثر کے یہ صاحب حمہ کی صبح بارہویں ربیع الاول سنہ ۱۳۲ میں کوثر
میں داخل ہوئے یعنی درمیان ۱۳۲ ہجری کے بعد ازاں مسجدیں گئے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر
مبصر پر دوسری دفعہ چڑھے اور اذکار پڑھا و بن علی ہی مبصر پر چڑھے انہوں نے نیچے کھڑے ہو کر
خطبہ پڑھا اور لوگوں کو اطاعت کی طرف براکتیہ کیا پھر السفاح اترے اور انکے چچا داؤد بن علی
آگے انکے تھے یہاں تک کہ محل میں داخل ہوئے اور اپنے بہائی ابو جعفر کو مسجد میں بٹھلایا کہ میری
بیعت کیواسطے لوگوں کو کہو اور بیعت کرو اور پھر السفاح مویشکر حاتم امین کو گئے اور اپنا خلیفہ کوثر پر
اور اوس نوح کی زمین پر اپنے چچا داؤد بن علی کو مقرر کر گئے ان ایام میں دربان السفاح کا عبد اللہ

بن یسارم نہا۔ پہر السخاح رضد کور نے اپنے چچا عبد اللہ ابن علی بن عبد اللہ بن عباس کو شہر زور کو بھیجا۔ اور باشندے وہاں کے یقین کرتے تھے کہ ہم نبی العباس کی اطاعت کریں گے اوس شہر میں بنی العباس کی طرف سے ابو عون عبد الملک بن یزید الازدی نہا۔ اور اپنے بہائی عیین بن موسیٰ بن محمد کو طرف حسن بن قلیبہ کے روانہ کیا ابی ابن ہیرہ کا محاصرہ کئے ہوئے مقام واسط میں پڑا تھا۔ اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو پاس حمید ابن قلیبہ بہائی حسن کے درمیان بدایت کے روانہ کیا اور چند مہینے السخاح نے درمیان لشکر کے قیام کر کے کوچ کیا اور شہر ہاشمیہ میں درمیان محل امارت کے جاؤنرا۔ یہ شہر ہاشمیہ کو قہ میں ہے۔

بیان شکست دینے مروان کا قتل ہونے تک زاب میں اور بیان ہے اوس کے حالات کا

واضح ہو کہ مروان بن محمد بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بچپلا خلیفہ بنے خلفائے بنی امیہ کا اوسکو مروان المجہدی اور حجاز الجزیری کہلاتے تھے وہ عراق میں تہا وہاں سے بعزم گرفتاری ابو عون عبد الملک بن یزید الازدی سے جو کہ بنی العباس کی طرف سے شہر وزیر غالب ہو گیا تھا چلا جب مقام زاب پر پہنچا اوسجائے اوئر کر ایک خندق کھدوائی اور اوسکے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار جنگی جوان تہا۔ ادھر سے ابو عون ہی شہر وز سے جتنے آدمی اوسکے ہمراہ تھے لیکر زاب کی طرف چلا اور پیچھے اوسکے السخاح ہی لشکر لیکر آیا اوسکے ہمراہ چند سہ سالار تھے از انجملہ سلمہ بن محمد بن عبد اللہ الطائی اور چچا السخاح کا عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن عباس تہا جیسا کہ ذکر ہوا جبکہ عبد اللہ بن علی سلمہ ابو عون کے آئے۔ ابو عون اپنے خیمہ کے پردہ سے باہر نکل آیا اور اوسکو مواوسکے جو اوس میں تہا خالی کر دیا۔ پہر مروان نے ایک پل زاب بن بنا کر طرف عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے عبور کیا اور عبد اللہ بن علی ہی مروان کی طرف نکلا اوسکے دہنی طرف ابو عون اور بایں طرف ولید بن معاویہ کو لیا مگر لشکر میں عبد اللہ کے بیس ہزار آدمی تھے بعضے اس سے بھی کم بتلاتے ہیں غرضیکہ ہاشمیین کا مقابلہ ہوا اور لڑائی ہونی شروع ہوئی مگر مروان کے لشکر میں کاہلی اورستی ایسی ہوئی کہ جو وہ چاہتا تھا وہ نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ اوسکو

شکست ہوئی اور بہاگاہ بہت آدمی مروان کے پہلے گئے ہوئے ڈوب ہی گئے۔ مغرور قین میں سے ابراہیم ابن الولید بن عبد الملک بن مروان اٹھ کھڑا ہوا وہ آجکے روز ہمراہ مروان حجاز کے تھا۔ اور عبد اللہ بن علی السخاح کی طرف فتح کی خبر لکھی لشکری لوگ مروان کے ہتھیار جو ڈال گئے تھے اوتھے ہاتھ آئے شکست مروان کو زاب پر ہفتہ کے روز گیارہویں جمادی الآخر ۳۲ ہجری کو ہوئی تھی جبکہ مروان زاب پر سے شکست کھا کر مہمل پڑا وہاں کے باشندوں نے بہت گالیاں ادا سکودیں اور کہا کہ شکر ہے اللہ کا جس نے ہمد سے نبی کے اہل بیت سے شکست دلوائی وہ وہاں کوچ کر کے حوران میں آیا اور بجائے کچھ اور پر میں روز قیام کیا یہاں تک کہ السخاح کا لشکر آپہنچا مروان اپنے اہل بیت اور گھوڑے وغیرہ اسباب لیکر محض کو بہاگ گیا۔ اور عبد اللہ ابن علی حوران میں آپہنچا اور سوقت مروان محض سے بہاگ کر دمشق کو گیا پھر دمشق سے بہاگ فلسطین کو گیا اور السخاح نے اپنے چچا عبد اللہ بن علی کو لکھا کہ مروان سے بیعت کر دو اسلئے عبد اللہ اس کے پیچھے ہی چلا یہاں تک کہ دمشق میں پہنچا اور اسکا محاصرہ کیا اور چار شنبہ کے روز پانچویں رمضان بشریف ۳۲ ہجری کو بزدل شمشیر اوس میں گہرے گئے عبد اللہ بن علی نے دمشق کو فتح کر کے پندرہ روز تک وہاں قیام کیا پھر دمشق سے کوچ کر کے فلسطین پڑا اور اسکے پاس ایک نامہ السخاح کا آیا اور میں لکھا تھا کہ اپنے بہائی صلح بن علی بن عبد اللہ بن عباس کو مروان کے نقاب میں چھو دو چنانچہ صلح ماہ ذیقعدہ اسی سال میں گئے یہاں تک کہ نخل مہر میں پہنچے اور مروان اوتھے آگے بہاگ جاتا تھا یہاں تک کہ ایک گرجا میں شہر بصرہ کے جاگڑا وہاں سے پکڑ لیا یہ شہر مضافات مصر سے ہے اور اصحاب مروان کے بہاگ گئے اور مروان کی آنکھ کی ٹہلی میں ایک نیزہ کا کوچہ لگا وہ مقتول ہوا ایک باشندہ کو قہر کا انار پہنچا پھر تانا سنا اور اسکا سر کاٹ ڈالا مروان مذکور تسانین میں تاریخ ذالحجہ ۳۲ ہجری کو مقتول ہوا۔ جبکہ اسکا سر سامنے صلح بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے حاضر کیا گیا آپ نے ارشاد کیا کہ اسکو پہاڑ الوبر وقت بہاڑنے کے زبان اوس میں سے نکل پڑی اور بجائے ایک بلی موجود تھی وہ اوشہا کر لی گئی وہ سر صلح کے نے السخاح کے پاس روانہ کیا اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے مقصد اسلئے تمہارے بزدل شمشیر فتح کیا اور فاجر جویری کو خدا نے ہلاک کیا کہونکہ وہ اپنی سزا کو پہنچا جیسا اسلئے ظلم کیا تھا ویسی سزا پائی اور یہی مقولہ اس بلی کے بارہ میں ہے

جو اوسکی زبان کبھی پھرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فر سے انتقام لیتا ہے۔ بعد ازاں صلح مذکور باعون کو مقرر میں شہر اگر شام کی طرف مراجعت کر آئے۔ جب وہ سر السخاح کے پاس درمیان کوذہ کے پہنچا سجدہ شکر ادا کیا جب مروان مارا گیا دونوں بیٹے اوسکے بعد اسد اور عبید اللہ حبشہ کی زمین کی طرف بہا گئے حبشی اونسے لڑے چنانچہ عبد اللہ مقتول ہوا مگر عبید اللہ مع چند اپنے ہمراہوں کے بچ گیا خلافت ہمدی تک جتنا رہا اوسکو نصر بن محمد بن لاشث عامل فلسطین نے پکڑ کر ہمدی کے پاس بھید یا بعد مقتول ہونے مروان کے اوسکی عورتیں اور بیٹیاں صالح بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے سامنے حاضر کی گئیں اونکے باب میں حکم ہو کہ قرآن میں انکو بیعوا اور جب وہ عورتیں وہاں گئیں اور مروان کے محل دیکھے بہت روئیں عمر مروان بائیس برس کی تھی اور مدت خلافت اوسکی پانچ برس ساڑھے نو مہینے گئیں اوسکی ابا عبد الملک کے ماں اوسکی ام ولد کر وہ تھی اور لقب اوسکا حماز اور حمیدی تھا کیونکہ وہ مذہب کی تعلیم سے پایا تھا اور وہ قرآن اور قضاء و قدر کے مخلوق ہونیکا قلیل تھا بحلیہ مروان کا یہ ہے مروان بن محمد بن مروان بن الحکم مذکور سفید رنگ بزرگ چشم سر کلاں ریشی انورہ اور چوتھائی سفید رکھتا تھا اور شجاع اور استوار تھا مگر جب مدت اوسکی زندگی کی پوری ہوئی وہ استوار اوسکے کچھ کلام نہ آئی یہ سب کچھ خلیفہ خلافت بنی امیہ کا ہے۔

بیان اون لوگوں کے جو بنی امیہ میں سے مقتول ہوئے

واضح ہو کہ سلیمان بن بشام بن عبد الملک کو السخاح نے اسن دی تھی اور جان بخشی کی تھی مگر سدیف شاعر نے السخاح کے پاس آکر چند شعر اوسکے قتل کر نیلے باب میں پڑھے وہ شکر السخاح نے حکم دیا کہ اچھا سلیمان کو مار ڈالو فی الفور مارا گیا اور عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے پاس چند آدمی بنی امیہ میں سے آجے ہوئے جسے کہتے ہیں کہ قریب نوئے آدمیوں کے تھے جب وہ دسترخوان پر کھانا کھانے حاضر ہوئے اوسوقت شبیل بن عبد اللہ غلام بنی ہاشم عبد اللہ عم السخاح کے پاس حاضر ہوا اور چند شعر اوسکے قتل کے باب میں اونسے پڑھے عبد اللہ نے حکم دیا کہ انکو مار ڈالو چنانچہ اوسوقت انکو فوج کر دیا گیا انکا خون بہتا پڑتا تھا اور لوگ کھانا

کہاتے جاتے تھے اور ان کے مرنے کی وقت خطر خط کی آوازیں سنتے تھے اور کہاتے تھے یہاں تک کہ سب مارے گئے اور عبداللہ نے حکم دیا کہ بنی امیہ کی قبریں اوکھاڑ کر دمشق سے مردوں کو بھی پھینک دو۔ چنانچہ معاویہ بن ابی سفیان، ابی بکر بن معاویہ کی قبر اور عبدالملک ابن مروان کی قبر اور شہنام بن عبدالملک کی قبر اکٹروا کر پھینک دی گئیں مگر مردوں کو انہیں صبح سالہ پایا حکم دیا کہ انکو سولی دو پہر حکم کیا کہ جلاؤ اور چنانچہ آگ میں لاشیں جلائی گئیں۔ اور جس شخص کو اولاد بنی امیہ سے پایا اور کو قتل کیا کوئی شخص بنی امیہ میں سے نہ بچا مگر سچا لڑکے دو وہ پیتے یا جوا ندلس کی طرف بہاگ گئے تھے وہ بچ گئے اور اسبطر ح سلیمان ابن حارث بن عبداللہ بن عباس نے بصرہ میں ایک جماعت بنی امیہ کو قتل کر کے راہ میں انکی لاشیں ڈالوا دیں کہ توں نے انکو پہاڑ ڈالنا اور جو بنی امیہ میں سے رہ گیا ہوتا وہ سنے جب یہ حال دیکھا کسی ملک کو کھل گیا اور پہاڑوں میں چھپ گیا۔

تمام ہوئی جلد دوسری تاریخ ابوالفضل کی

مطبوعہ مطبع افغانی امرتسر

باہتمام نیاز علی خاں تاجر کُتب مالک مطبع

افغانی امرتسر



